اُنہیں کی بو مایۂ سمن ہے اُنہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنہیں سے گلشن مہک رہے ہیں اُنہیں کی نکہت گلاب میں ہے

خوشبوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



مؤلف

ابوالناصر
حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر، سہ ماہی مجلہ نوید سحر لاہور

ناشر

ادارہ نوید سحر لاہور

اُنہیں کی بو مایہ سمن ہے اُنہیں کا جلو چمن ہے
اُنہیں سے گلشن مہک رہے ہیں، اُنہیں کی نکہت گلاب میں ہے

خوشبوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر 11

نام کتاب	:	خوشبوئے رسول کریم ﷺ
ترتیب	:	ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی
زیرنگرانی	:	سردار محمد اکرم بٹر
نظر ثانی	:	حافظ غضنفر جاوید سعیدی
صفحات	:	312
اشاعت اول	:	اگست 2017ء
ناشر	:	ادارہ نوید سحر لاہور
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/350 روپے

﴿ملنے کے پتے﴾

ادارہ نوید سحر لاہور

24 عمر بلاک شالیمار ٹاؤن کاہنہ نو لاہور

0300-8090476 -- 0324-4375208

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

☆ ادارہ صراط مستقیم مسلم کتابوی ☆ مکتبہ قادریہ ☆ دار العلم

☆ کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور ☆ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار، لاہور

بَلَغَ العُلٰی بکمالہٖ

کشفَ الدُّجٰی بجمالہٖ

حسُنت جمِیعُ خصالہٖ

صَلُّوا علیہِ وآلہ

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو حصول برکت کے لیے سید المرسلین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، سراج السالکین، شمس العارفین، انیس الغریبین، رحمت اللعالمین ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس سمت چل دیئے کوچے مہکا دیئے ہیں

گرافتدز عز وشرف
گدائے خاک راہ مدینہ
حافظ امانت علی سعیدی

نعتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

از: امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اِک دِل ہمارا کیا ہے آزار اُس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تم ہی پہ چھوڑی لنگر اُٹھا دیے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پر خار بنا دیے ہیں

اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر، بے بہا دیے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

نحمدہ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم ○

سخنِ جمیل

جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کراچی

حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ پر بے شمار کتب ورسائل مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری وساری رہے گا، لیکن اس کے باوجود اہل عقیدت ومحبت اس موضوع پر مسلسل کام کر رہے ہیں، انہی میں سے ایک خوش نصیب عزیزم حافظ مولانا امانت علی سعیدی زید علمہ، بھی ہیں لیکن ان کا عنوان بالکل مختلف ہے یعنی ان کی کتاب کا نام خوشبوئے رسول ﷺ ہے کہ جس کے پیچھے چل کر صحابہ کرام پیارے آقا ﷺ کو تلاش کرلیا کرتے تھے اور جس دلہن کو رسول پاک ﷺ کا پسینہ مبارک لگا دیا جاتا تھا تو اس کی نسلوں سے بھی خوشبو آیا کرتی تھی آپ ﷺ کے جبہ مبارک کے ایک حصے کو دھو کر بیماروں کو پلایا جاتا تو اس کی برکت سے وہ شفایاب ہوجاتے تھے۔

احقر کی نظر سے حضور انور ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت مقدسہ پر کثیر کتب اور رسائل گزرے ہیں لیکن مولانا موصوف نے جس نام سے کام کیا ہے اس میں ندرت بھی ہے اور جدت بھی ہے۔ عزیزم صوفی محمد مقصود حسین قادری [illegible] زید مجدہ کے توسط سے موصوف کی کتاب کا مطالعہ کیا۔ احقر دل کی گہرائیوں سے حافظ مولانا امانت علی سعیدی صاحب زید مجدہ کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے وطفیل موصوف کو، ان کے اہل خانہ اور ان کے دیگر رفقاء کو صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم رکھتے ہوئے مزید تحریری اور تحقیقی کام کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی

بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ/۱۲ر نومبر ۲۰۱۶ء

خوشبو سے مہک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلَّی اللّٰہ علٰی حبیبہٖ محمد و اٰلہٖ وسلَّم

یا خَیرَ مَن دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ   خَطَابَ مِنْ طِیبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ   فِیہِ الْعِفَافُ وَالْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اے وہ پاکیزہ ذات جن کا وجودِ مبارک بلند ٹیلے میں پردہ پوش ہے پس اُس سراپائے اقدس کی خوشبو سے ٹیلے اور پہاڑ خوشبودار ہو گئے۔ میری جان قربان ہو اس قبر پر جس پر آپ جلوہ نما ہیں جس میں پیکرِ عفوودرگذر اور پیکرِ جودوسخا ہیں

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصافِ حمیدہ
خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گلِ چیدہ

بندۂ فقیر نے "خوشبوئے رسول کریم ﷺ" کی عربی عبارات کو قدرِ غور سے دیکھا ہے جہاں ضرورت محسوس ہوئی اصلاح کر دی ہے اور باقی مسودہ کو متعدد مقامات سے ملاحظہ کیا ہے الحمدللہ اچھا مجموعہ ترتیب دیا گیا کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ یہ سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے جسم اقدس کی خوشبو سے متعلقہ روایات وواقعات کے گرد طواف کناں ہے جو ایک عمدہ کوشش ہے برادرِ محترم حافظ امانت علی سعیدی صاحب اس سے قبل بھی قابلِ قدر مجموعے ترتیب دے چکے ہیں جن پر انہیں داد دی گئی بندہ کے نزدیک ان کی ان شوشوں کا سہرا برادر مکرم جناب سردار محمد اکرم بٹر صاحب کے سر ہے جنہوں نے حافظ صاحب موصوف کو ایک عام ورکر سے دین کا سپاہی بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے دعا ہے کہ اللہ کریم اس محبت بانٹتی کوشش میں شریک تمام رفقاءِ کار کے سینوں اور دل دماغ کو نفسوں کا تزکیہ کرنے والے محبوب کی خوشبو سے مہک عطا کرے آمین

فقیر محمد اقبال سعیدی صدر المدرس جامعہ نعمانیہ رضویہ شہاب پورہ سیالکوٹ

۱۳ شوال ۱۴۳۷ھ ۱۸ جولائی ۲۰۱۶ء بروز پیر

مخلصانہ دعا

از صلاح الدین سعیدی

''خوشبوئے رسول کریم ﷺ'' سے پہلے

(۱) حیات غزالی زماں (۲) مرض سے موت تک

(۳) گلشن ابراہیمی (۴) کرامات کاظمی

(۵) میلاد کی تقریریں (۶) گلشن کاظمی

(۷) غزالی زماں کا طرز استدلال ، و دیگر کتابچوں اور مذہبی کالموں کے ذریعے صحافت اور مذہبی ادبیات میں حضرت حافظ امانت علی سعیدی ایک خاص نام اور مقام رکھتے ہیں۔ اُن کے پڑھنے والے اُن کے ''تازہ کلام'' کے منتظر رہتے ہیں اور یہی کسی قلم کار کی بڑی کامیابی ہے۔ حافظ امانت اس حوالے سے بھی خوش قسمت ہیں کہ ان کی کوئی بھی کتاب ''منتظر طبع'' نہیں ورنہ ہمارے پبلشرز تو بڑے بڑے قلمی سورماؤں کو لائن میں لگا دیتے ہیں بلکہ کھڈے لائن لگا دیتے ہیں۔ البتہ ایک قیمتی مسودہ ایک بد بخت کمپوزر نے کہیں ضائع کر دیا جس کا اُن سے زیادہ مجھے قلق ہے کیونکہ اُس کا تعارف اِن سے میں نے ہی کرایا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے اخباری کالموں کا ایک معقول ذخیرہ ضرور اشاعت کا مستحق ہے جس کی طرف انہیں توجہ کرنی چاہیے۔

خوشبو تو آپ اپنا تعارف ہوتی ہے اور جب اُس کی نسبت رسول پاک صاحب لولاک ﷺ سے ہو جائے تو کیا کہیے۔ اس لیے اس مقدس عنوان پر اظہار خیال سے میں اپنے آپ کو معذور پاتا ہوں البتہ اللہ ورسول کی بارگاہ میں قبولیت اور اِن کے قارئین کے معیار پر پورا اترنے کی مخلصانہ دعا کی نذر ضرور پیش کرتا ہوں۔ اللہ حافظ

مہکتی باتیں

ادیب عہد سردار محمد اکرم بٹر

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا!
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

تاریخ انسانی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر تاحال کتنی ہی تاریخ ساز، عبقری ہستیاں اس ''عالم آب وگل'' میں ظہور پذیر ہوئیں جن کے تذکار سے آج بھی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جن کے ذکر سے تاریخ کے اوراق جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود پوری کائنات میں کوئی ایک بھی ہستی ایسی نظر نہیں آتی جو فضائل ومراتب، حسنِ اخلاق، پاکیزہ اطوار کے اعتبار سے حضور نبی کریم ﷺ کے برابر ہو یا کسی شخصیت کے بارے میں ایسا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ حق تو یہ ہے کہ زمین وآسمان کی وسعتوں سے وجود مصطفیٰ ﷺ کو نکال دیا جائے تو زندگی میں کوئی حرکت اور حسن وخوبصورتی باقی نہ رہے۔

یہ بات بھی بہت اہمیت کی حامل ہے کہ کائنات میں سب سے زیادہ بابرکت مقبول ومفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو وہ صرف یہ ہے کہ فرزندانِ توحید متحد اور متفق ہو کر حضرت ختم المرسلین ﷺ کے اسوہ پاک کی منادی کریں اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوہ رسول ﷺ کی اشاعت کرنا ہی

دین و دنیا، میں باعثِ سعادت، مغفرت ونجات، مذہب و سیاست، رضائے حق اور قربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ذکرِ رسول ﷺ کو عام کیا جائے۔ ہر مسلمان اپنے اپنے انداز اور وسعتوں، صلاحیتوں کے مطابق اپنا اپنا کردار ادا کرے۔

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ڈیڑھ ہزار سال سے اپنے آقا کریم ﷺ کی ایک ایک ادا کو جانِ ایمان بنائے ہوئے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

لکھنے بیٹھے تھے تعریفِ نامِ محمد ﷺ
الفاظ ختم ہو گئے تعریف شروع ہونے سے پہلے

محبوب خدا، رحمۃ اللعالمین ﷺ کی حیات ظاہری کا ایک ایک لمحہ، ہر ہر ادا، محفوظ ہے، ہر دور میں غلامانِ امام الانبیاء ﷺ نے تقریر وتحریر، نظم و نثر میں نبی مکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ کے مہکتے پھولوں کو جمع کر کے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی ذمہ داری اور فریضہ احسن انداز میں ادا کیا ہے۔

برادر مکرم، فاضل نوجوان ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی بھی اس کاروان عشق و مستی کے ایک سپاہی کی حیثیت سے قرطاس وقلم کی دنیا سے وابستہ ہیں۔

پندرہ سال کے دورانیہ میں انہوں نے ایک درجن کے قریب کتابیں اور کتابچے مرتب کر کے شائع کیے ہیں۔ اور ان کاوشوں کے صلہ میں علمی، ادبی، حلقوں سے داد وتحسین کے ''گلدستے'' وصول کر رہے ہیں۔ حالات کی تمام تر دشواریوں کے باوجود وہ منزل عشق کی طرف گامزن ہیں۔

شاید انہوں نے کسی صاحب بصیرت سے سن لیا ہے کہ

بقا کی فکر کرو خود ہی زندگی کے لیے
زمانہ کچھ نہیں کرتا کبھی کسی کے لیے

علامہ حافظ امانت علی سعیدی نے سب سے پہلے اپنے مرشد کریم حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی تذکار کو ''حیاتِ غزالی زماں'' کے عنوان سے شائع کیا تو یوں محسوس ہونے لگا کہ جیسے ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جلامل گئی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ''گلشنِ کاظمی''، ''کراماتِ کاظمی''، ''استدلالِ کاظمی''، ''گلشنِ ابراہیمی''، ''مرض سے موت تک''، ''میلاد کی تقریریں''، متلاشیان علم ومعرفت کے مشام جان کو معطر کرنے لگیں۔

اب زیر مطالعہ کتاب خوشبوئے رسول ﷺ اور ''پہلے کون'' ایک ساتھ مارکیٹ میں آرہی ہیں، حافظ صاحب، نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو کی زندہ مثال نظر آتے ہیں۔

انہوں نے نبی مکرم، نور مجسم، فخر آدم و بنی آدم، محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جسم اطہر ومطہر سے ظاہر ہونے والی خوشبوؤں کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

آپ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

(صحیح البخاری جلد ۲، صفحہ ۴۸۹)

اسی طرح سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''جب ہم رحمتِ کائنات ﷺ کو لے کر اپنی آبادی میں پہنچے...... تو تمام آبادی خوشبو سے مہک گئی...... جیسے عنبر ومشک کی خوشبو ہے...... آپ ﷺ کی محبت ہر آدمی کے دل میں بیٹھ گئی...... اور آپ سے سب بہت محبت کرتے تھے۔

جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو وہ آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک اس جگہ پہ ملتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب ہوتا تھا، یہاں تک کہ لوگ اپنے مویشیوں، جانوروں کا علاج بھی آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔

بحوالہ (حجۃ اللہ علی العالمین، خصائص مصطفیٰ ۲۹۷)

میرے آقا کریم ﷺ سراپا خوشبو تھے۔ کستوری و عنبر کی خوشبو آپ کے پسینہ مبارک کے سامنے ماند تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس طرح نبی مکرم ﷺ کی اداؤں، عطاؤں، طرز تکلم، طرز معاشرت، انداز حکومت، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے، اور دربار نبوی ﷺ کے آداب کو محفوظ کیا ہے اس کی مثال کائنات عالم میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔

میں محترمی حافظ امانت علی سعیدی کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے آقا کریم ﷺ نے انہیں اپنی ثناخوانی کے لیے چن لیا ہے۔ کیونکہ

این سعادت بزور بازو نیست

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ وہ کاروانِ عشق مصطفیٰ ﷺ کی یونہی مدح سرائی کرتے رہیں اور ایسا صرف جوش جنوں سے ہی ممکن ہے۔ بزبان شاعر

ضرب خیال سے کہاں ٹوٹ سکیں گی بیڑیاں
فکر چمن کے ہمراہ جوش جنوں بھی چاہیے

احقر العباد

بروز ہفتہ ۱۰ ربیع النور شریف ۱۴۳۸ھ — محمد اکرم بٹر سعیدی

۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ — چیف ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

اپنی بات

حضور نبی مکرم نور مجسم ﷺ کو خوشبو بے حد پسند ہے۔ اور فرمایا مجھے تمہاری دنیا سے میرے لیے تین چیزیں محبوب بنائی گئی ہیں (۱) خوشبو (۲) عورت (منکوحہ) (۳) اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

لہٰذا آپ ﷺ ہر وقت معطر معطر رہتے۔ آپ ﷺ خوشبو کا بہت استعمال فرمایا کرتے تھے۔ تا کہ غلام بھی ادائے سنت کی نیت سے خوشبو لگایا کریں ورنہ اس بات میں کسے شک وشبہ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا وجود مسعود قدرتی طور پر خود ہی مہکتا رہتا اور تاجدار مدینہ ﷺ کا مبارک پسینہ بذات خود کائنات کی سب سے بہترین خوشبو ہے۔

اور کسی عاشق رسول ﷺ نے کیا خوب کہا ہے

مشک وعنبر کیا کروں؟ اے دوست خوشبو کے لیے

مجھ کو سلطان مدینہ ﷺ کا پسینہ چاہیے

''شمائل رسول ﷺ'' میں ہے کہ ہمارے پیارے آقا ومولا ﷺ کو عمدہ اور بہترین قسم کی خوشبو بہت پسند تھی اور ناخوشگوار بو یعنی بدبو آپ ﷺ ناپسند فرماتے۔ آپ ﷺ ہمیشہ عمدہ خوشبو استعمال فرماتے اور اسی کی دوسرے لوگوں کو بھی تلقین فرماتے۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہمارے آقا حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس ایک خاص قسم کی خوشبو تھی جسے آپ ﷺ استعمال فرماتے ہیں۔''

سرکار مدینہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ ''مشک سر اقدس کے مقدس بالوں میں لگاتے''۔

''شمائل ترمذی'' میں ہے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشبو کا تحفہ رد

نہ فرماتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں جب خوشبو تحفۃً پیش کی جاتی تو آپ ﷺ رد نہ فرماتے۔

''شمائل ترمذی'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ کا فرمان ہے'' کہ تین چیزیں واپس نہیں لوٹانی چائیں (۱) تکیہ نیز خوشبو و تیل اور نمبر ۳ دودھ۔'' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عمدہ خوشبو لگانے سے عقل بڑھتی ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث رسول ﷺ بیان کرنے سے پہلے غسل فرماتے'' خوشبو لگاتے'' اور ممبر بر جلوہ فرما ہو کر درس حدیث ارشاد فرماتے۔ یہ تو بات تھی روز مرہ استعمال ہونے والی خوشبو کی اب آیئے ذرا اُس حقیقی خوشبو کا تذکرہ کریں جو قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔

جس کا انعام اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو عطا فرمایا ہے۔ بالخصوص امام المرسلین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو خوشبو حضور کا پسینہ مبارک خوشبو والا۔ آپ کے ہاتھ مبارک سے خوشبو۔ الغرض آپ کا تمام جسم مبارک خوشبو سے معطر حضور جس راستے سے تشریف لے جائیں وہ راستہ خوشبوؤں سے مہلک جائے۔

پھر اس خوشبو سے انبیاء کرام کو بھی حصہ ملا۔ آپ کے صحابہ، اولیاء اللہ اکابرین اسلام اور صلحائے اُمت ہی نہیں بلکہ بے شمار لوگوں کو حصہ ملا۔

ہم نے بھی اپنی مرتب کردہ کتاب خوشبو رسول کریم ﷺ میں ان شخصیات کا تذکرہ کیا ہے جن سے کوئی خوشبو والا پہلو نکلتا ہے۔ اور ان سب کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں تقسیم کیا ہے تا کہ پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو اور آخر میں فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضریوں کے بعد تحریر کیا ہے جس میں خوشبو کا ذکر بھی فرمایا ہے اور اب اگر میں اپنے ان کرم فرماؤں کا ذکر نہ کروں تو ناانصافی ہو گی۔ جنہوں نے قدم قدم

پر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

جن میں اُستاد العلماء جمیل العلماء حضرت علامہ مفتی جمیل نعیمی قادری ضیائی ناظم تعلیمات و اُستاد الحدیث جامعہ نعیمیہ کراچی، حضرت علامہ مولانا محمد اقبال سعیدی دامت برکاتہم العالیہ صدر مدرس جامعہ نعمانیہ رضویہ سیالکوٹ، حضرت صوفی مقصود احمد نوشاہی اویسی جنہوں نے خوشبوئے رسول کریم ﷺ کے لیے مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے بندہ کی فرمائش پر تقریظ لکھوا کر بھیجی اللہ ایسے دوستوں کے خلوص محبت کو قائم و دائم رکھے۔

علامہ صلاح الدین سعیدی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بندہ کے عرض کرنے پر کمپوزنگ کے دوران ہی تقریظ لکھ کر عطا فرمائی اور پھر کتاب چھپنے سے پہلی ہی آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ امین

اور پھر علامہ یاسین قصوری مصنف کتب کثیرہ، بانی ادارہ علم و ادب آپ نے بہت ہی خوبصورت انداز میں تعارف مصنف لکھ کر خوشبوئے رسول میں شامل کروایا۔

اور آخر میں سہ ماہی مجلّہ نوید سحر کے چیف ایڈیٹر جناب محترم و مکرم سردار محمد اکرم بٹر صاحب کا بھی بندہ تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے ہر مقام پر میری رہنمائی فرمائی بلکہ فرما رہے ہیں۔ علامہ سعید احمد کریمی ملتان شریف اور علامہ قاری ممتاز حسین اعوان کا بھی مشکور ہوں۔

میں دعا گو ہوں کہ ان سب صاحبان علم و دانش کو مسلک حق اہلسنت و جماعت کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے امین یارب العالمین۔

اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس فقیر کے لیے راہ نجات بنائے امین یارب العالمین۔

از: ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

تعارف مصنف

اسرارِ معرفت کھلے اس خوش نصیب پر
جس پر کھلی حقیقت ناموس مصطفےٰ ﷺ

قلم و قرطاس کا وہ مقدس رشتہ ہے جس کی برکات سے ''گم نام'' صاحب قلم از خود متعارف ہو جاتا ہے۔ حافظ امانت علی سعیدی بھی وہ خوش قسمت ہیں جن کے تعارف کا باعث بھی یہی رشتہ بنا ہے۔ اور آج وہ علمی و ادبی حلقوں میں اپنی ''منفرد'' تحریری، ادبی پہچان کے ساتھ جانے جاتے ہیں۔

خاندانی پس منظر

برصغیر میں مغلیہ خاندان کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ اور آج بھی عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، کیونکہ ایک عرصہ تک اس خطہ (پاک وہند) میں اس خاندان کی حکومت قائم رہی ہے۔ محترم حافظ صاحب بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا خاندان ہر دور میں ارشاد نبوی ﷺ: ''الکاسب حبیب اللہ یعنی ہاتھ سے روزی کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے'' پر ہمیشہ سے عمل پیرا رہا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد نسل در نسل قصبہ پرانا کاہنہ، ضلع لاہور کے رہائشی چلے آرہے ہیں۔

ولادت وابتدائی تعلیم

حافظ صاحب ۱۹۶۵ء میں حاجی فقیر محمد کے ہاں پرانا کاہنہ میں پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچتے ہی آپ نے قرآن کریم سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ علاقہ کی مرکزی جامع مسجد (تھانے

والی) کاہنہ نو لاہور میں حضرت علامہ الحاج حافظ محمد اکبر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے قائم کردہ دینی ادارہ جامعہ صدیقیہ انوارِ مدینہ سے حفظ قرآن مجید کی سعادت حاصل کی۔

تعلیم وتربیت

آپ ابتدائی عمر میں ہی حفظ قرآن کی دولت سے بہرور ہو چکے تھے۔ آپ نے مقامی سکول سے پرائمری اور مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول، کاہنہ نو، ضلع لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد آپ نے قرآن وحدیث، تصوف و معرفت، سیرت وفقہ اور تعلیمات اولیاء کرام کا گہری نظر سے بالاستیعاب مطالعہ کیا۔

شرف بیعت

• حافظ صاحب ظاہری تربیت حضرت علامہ الحاج سید نذیر حسین برکاتی فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد سے حاصل کر چکے تھے اوراب باطنی تربیت کے خواہاں تھے قدرت نے اس کا بھی انتظام کر دیا۔ وہ اس طرح کہ ۱۹۸۳ء میں حضرت علامہ محمد اشرف سعیدی کی دعوت پر غزالی زماں، رازی دوراں امام اہلسنت حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۶ء) پہلی اور آخری بار قصبہ پرانا کاہنہ، ضلع لاہور میں تشریف لائے۔ اس موقع پر کثیر نوجوانوں نے آپ کے دست اقدس پر سعادت بیعت حاصل کی۔ یہ سعادت حاصل کرنے والے لوگوں میں حافظ صاحب بھی شامل تھے۔ اس طرح آپ ''سعیدی'' نسبت سے سرفراز ہوئے۔ اور سعیدی کہلانے اور لکھنے لگے۔

امامت وخطابت

حافظ صاحب بالاستیعاب مذہبی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس قابل ہو چکے تھے کہ عوام الناس کو مذہبی تعلیمات کا درس دے سکیں اور خطاب کے ذریعے انہیں متاثر کر

سکیں۔اسی دوران آپ نے امامت وخطابت کی خدمات کا آغاز کردیا۔آپ مختلف مساجد میں امامت وخطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ان مساجد کے نام یہ ہیں (۱) جامع مسجد سعیدیہ رضویہ پرانا کاہنہ (۲) جامع مسجد انوار مدینہ، پرانا کاہنہ سٹاپ (۳) جامع مسجد غوثیہ، ملک پورہ کاہنہ نو

حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت

ہر ذی شعور اور صاحب عقل اپنے اکابر واسلاف سے عقیدت ومحبت رکھتا ہے۔ تحریر وتقریر میں ان کے آداب کو پیش نظر رکھتا ہے۔حافظ صاحب میں بھی یہ خوبی کمال درجہ کی پائی جاتی ہے۔اگرچہ آپ علامہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہیں لیکن قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی جنون کی حدتک عقیدت رکھتے ہیں۔آپ باقاعدہ جمعیت علماء پاکستان حلقہ کاہنہ نو کے رکن ہیں اور تنظیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور حسب طاقت جانی ومالی خدمات انجام دیتے رہتے ہیں۔

ملازمت اختیار کرنا

ہر انسان کسی نہ کسی پیشہ کو اختیار کر کے ذریعہ معاش بناتا ہے، تاکہ حلال روزی کا باقاعدگی سے انتظام ہو سکے۔ حافظ صاحب نے بھی جدوجہد کے بعد ۱۹۹۲ء میں پیل فیکٹری (PEL)، قینچی امر سدھو، فیروز پور روڈ، لاہور میں ملازمت اختیار کرلی۔آپ تاحال ملازمت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

زیارت حرمین شریفین

حج بیت اللہ اسلام کا مستقل رکن ہے۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ وہ یہ سعادت حاصل کرے اور بار بار حاصل کرے۔ یہ مقدس سفر اور زیارت حرمین شریفین مسلمانوں کا

لازوال اثاثہ ہے۔ جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ حافظ صاحب نے بھی ۲۰۰۹ء میں حج کی شکل میں یہ سعادت حاصل کی اور مدینہ طیبہ بارگاہ رسالت میں حاضری بلکہ حرمین کے دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کا بھی اعزاز حاصل کیا۔

حلقہ احباب

حافظ صاحب حسن اخلاق، صاف گوئی، جہد مسلسل کے دھنی اور تحریر وتقریر کے خوگر ہیں۔ ان اوصاف کی وجہ سے آپ کا حلقہ احباب وسیع تر ہے، جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

علامہ سعید احمد کریمی ملتان، علامہ محمد اشرف سعیدی، حافظ عبدالعزیز سعیدی، سردار محمد اکرم بٹر، جمیل الرحمٰن سعیدی، مقصود احمد اویسی کراچی، امین ساجد سعیدی، میاں محمد صادق قصوری، علامہ محمد یاسین قصوری، مفتی عبدالرحمٰن جامی، محمد سعید مجاہد آبادی، محمد صلاح الدین سعیدی، علامہ محمد اقبال سعیدی، محمد عدنان رضا اور محمد ساجد وغیرہ۔

شادی واولاد

نکاح کرنا سنت رسول ہے، اس سے مسلمان کا ایمان مستحکم ومحفوظ ہو جاتا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں حافظ صاحب کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادیوں اور تین صاحبزادوں سے نوازا۔ صاحبزادگان کے اسماگرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ طارق محمود، ۲۔ راشد محمود، ۳۔ ناصر محمود

تینوں صاحبزادگان میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد فرنیچر سازی کے کاروبار میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کی عمروں، کاروبار اور خلوص واخلاق میں برکت عطا فرمائے بالخصوص علم وعمل کے اعتبار سے والد گرامی کا مظہر بنائے۔

خدمت لوح وقلم:

دوران ملازمت حافظ صاحب نے ۲۰۰۴ء میں تحریری کاموں کا آغاز کیا۔

ممتاز قلمکار اور دانشور سردار محمد اکرم بٹر کی زیرنگرانی اپنے شیخ کریم حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ خدمات جلیلہ کو کتابی شکل میں مجتمع کرنے کا شرف حاصل کیا۔

آپ کے مضامین اہل سنت کے مختلف جرائد میں شائع ہوتے رہے مثلاً ماہنامہ افق کراچی ، ماہنامہ نوائے ختم نبوت لاہور، سہ ماہی مجلّہ مطالعہ ختم نبوت ، ماہنامہ السعید ملتان کے ساتھ ساتھ قومی اخبارات کی بھی زنیت بنتے رہے۔ ۲۰۱۵ء میں سردار محمد اکرم بٹر کے ساتھ مل کر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر کا اجرا کیا جو ماشاء اللہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے اور علم و ادب کی پگڈنڈیوں پر سفر کرنے والوں کو "ضلالت وگمراہی" کے اندھیروں سے بچانے کے لیے "نوید سحر" دے رہا ہے۔ شبانہ روز محنت شاقہ سے آپ نے چند کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) فضائل تسمیہ (۲) مرض سے موت تک

(۳) حیات غزالی زماں (دو حصے) (۴) گلشن کاظمی

(۵) کرامات کاظمی (۶) غزالی زماں کا طرزِ استدلال

(۷) گلشن ابراہیمی (۸) خطبات میلاد النبی ﷺ

(۹) سب سے پہلے کون؟ (۱۰) کرامات عشرہ مبشرہ

(۱۱) خوشبوئے رسول کریم ﷺ حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی کی طرح آپ کی سیرت طیبہ کا موضوع بھی بے مثل ہے، جس سے بے شمار مضامین متعلق ہیں مثلاً ولادت مصطفیٰ ﷺ ، آپ کا زمانہ طفولیت ، سفر شام ، سفر شام ، بغرض تجارت ، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ، حلف الفضول میں شرکت ، غار حراء میں عبادت ، نزول وحی ، اعلان

نبوت، مصائب ومشکلات کا دور، سفر طائف، ہجرت مدینہ، تعمیر مسجد نبوی، رشتہ مواخات کا قیام، صلح حدیبیہ، غزوات النبی ﷺ فتح مکہ، حجۃ الوداع کی ادائیگی، خطبہ حجۃ الوداع، فضائل نبوی، خصوصیات مصطفیٰ ﷺ، امتیازات نبوت، معجزات نبوی اور خوشبوئے رسول کریم ﷺ

کتاب خوشبوئے رسول کریم ﷺ گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا باب: نور مصطفیٰ ﷺ کی جلوہ گری

دوسرا باب: جسم اطہر سید المرسلین ﷺ

تیسرا باب: پسینہ مبارک

چوتھا باب: خون اقدس اور کستوری

پانچواں باب: بول و براز سے خوشبو

چھٹا باب: انبیاء و مرسلین کی خوشگوار مہک

ساتواں باب: صحابہ کرام و اہل بیت اطہار علیہم الرضوان

آٹھواں باب: کرم بلائے کرم

نواں باب: خوشبوئے محبت

دسواں باب: خوشبوؤں کا گلدستہ

گیارھواں باب: گوشہ فاروقی

محترم حافظ امانت علی سعیدی نے کتاب ''خوشبوئے رسول کریم ﷺ'' لکھ کر ایک طرف تو اپنے تعلق بالنبی ﷺ کا ثبوت فراہم کیا ہے اور دوسری طرف آپ ﷺ کے امتیوں میں یہ سوغات تقسیم کر کے ان میں بھی حضور اقدس ﷺ سے قلبی و ایمانی تعلق مضبوط تر کرنے کے سعی جمیل فرمائی ہے۔ بلکہ خدا لگتی بات تو یہ ہے کہ عقیدت سے لکھتے ہوئے مصنف کا قلم بھی خوشبو سے معطر ہو گیا ہے اور اسے بوسہ دینے کو دل چاہتا ہے۔ چونکہ خوشبو بغیر کسی وسیلہ

کے از خود اپنا وجود تسلیم کرا لیتی ہے، لہٰذا اس پر تفصیلاً تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

حافظ امانت علی سعیدی صاحب کا تحریری کام اکابر کی خدمت پہنچا تو جیسے صحرا و بیاباں میں ''سحاب کرم'' کی پُرنور گھٹاؤں سے برسات ہونے لگی۔ آپ نے اپنے شیخ کریم کی حیات اقدس پر مواد یکجا کر کے تقاریظ کے لیے پیش کیا تو جانشین غزالئ زماں حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ ملتان شریف و مرکزی امیر جماعت اہلسنت پاکستان نے یوں کرم نوازی فرمائی کہ

''عزیز محترم حافظ امانت علی سعیدی زید مجدہ کے حصے میں یہ سعادت آئی ہے انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے مستند مواد اکھٹا کر کے حضور غزالئ دوراں کی ''حیات مبارکہ'' کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ موصوف کی یہ کاوش لائق صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو نافع خلائق بنائے۔ آمین (تقریظ! حیات غزالئ زماں صفحہ ۱۲)

فاضل شہیر محقق اہلسنت سابق ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، جنہوں نے حافظ صاحب کے بارے میں فرمایا۔

''عزیز محترم مولانا حافظ امانت علی سعیدی صاحب نے اپنے پیرو مرشد حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر خوبصورت کتاب لکھ کر ''گلشن سعیدیاں'' کو رنگا رنگ پھولوں سے سجا دیا ہے۔ حضرت سے فیض یافتہ اہل علم کے مشاہدات تاثرات سے کتاب کے صفحات کو مزین فرمایا ہے۔ فاضل مصنف نے اس سلسلہ مین بڑی محنت اور کاوش کی ہے اور بڑا مواد جمع کیا ہے۔ آپ نے اس سے پہلے بھی کتاب کا ایک ایڈیشن شائع کیا اور حضرت کی زندگی کی کہانی دوسروں کی زبانی مرتب کر کے تمام سعیدیوں کو دعوت مطالعہ دی ہے۔ (حیات غزالی زماں ص ۱۵)

ادیب اہلسنت جگر گوشہ حضور غزالی زماں صاحبزادہ سیّد حامد سعید کاظمی مدیر اعلیٰ ماہنامہ السعید ملتان، سابق وفاقی وزیر مذہبی اُمور یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ

حافظ امانت علی سعیدی سے ملاقات ہو تو یقین نہیں آتا کہ یہ سیدھا سادا سفید پوش شخص، جس کے لباس واطوار اور انداز میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی کئی کتابوں کا مصنف و مؤلف ہے پھر خدا کی قدرت پر یقین پختہ ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے توفیق بخش دیتا ہے اور جس کام کے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ ہم بھائی حضو غزالئ زماں رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند چاہتے تھے کہ اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی ایک جامع اور مستند کتاب کی صورت میں پیش کریں۔لیکن جو کام ہم اپنی مجبوریوں یا مصروفیات کے باعث نہ کر سکے، بڑی حد تک حافظ امانت علی سعیدی نے کر دیکھا۔اس کے لیے ہم اُن کے شکرگزار ہیں۔اس کتاب سے ہمارے ارادے کو مہمیز بھی لگی ہے کہ ''حیات غزالئ زماں'' میں جو پہلو تشنہ رہ گئے یا واقعات کے تسلسل اور ترتیب میں جو کڑی غائب ہے،اس کمی کو پورا کیا جائے۔(تقریظ:حیات غزالئ زماں صفحہ ۲۰۔۲۱)

بانی رکن انجمن طلباء اسلام،چیئرمین جمعیت علماء پاکستان،جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کلمات تحسین میں فرماتے ہیں۔

یہ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ مخدوم ومحترم حافظ امانت علی سعیدی صاحب زید مجدہ الکریم نے اپنے مرشد کریم رئیس المفسرین ،سند المحدثین ، رئیس الفقہاء رازی زماں، غزالئ دوران ،جنید وقت ،امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک موقر وقیع کتاب بنام ''حیات غزالئ زماں'' تحریر فرمائی ہے۔ جو کہ اس وقت منظر عام پر آچکی ہے۔ مولائے کریم اپنے حبیب رؤف رحیم ﷺ کے طفیل حافظ امانت علی سعیدی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین ثم آمین ، بجاہ النبی الامین ﷺ۔

(کلمات تحسین حیات غزالئ زماں صفحہ ۱۳)

راقم السطور نے زیر نظر کتاب کا اوّل تا آخر اجمالی طور پر مطالعہ کیا ہے اور اسے خوب

پایا۔ مصنف نے کتاب کے مضامین کو باحوالہ اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب ہذا کی تیاری میں انہوں نے خوب محنت کی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم حافظ صاحب کی خدمت کو قبول فرمائے، دارین کی کامرانیوں سے سرفراز فرمائے، صحت وتندرستی عطا کرے اور مزید لکھنے کی قوت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خادم العلماء والفضلاء

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ادارہ علم وادب E-35/K، گلی نمبر I، شاہین کالونی، والٹن روڈ، لاہور کینٹ

۷ ستمبر ۲۰۱۶ء

پہلا باب

نورِ مصطفےٰ ﷺ کی جلوہ گری

نامِ محمد ﷺ......کمالاتِ نبوی کا آئینہ دار

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب خاتم النبین سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو جہاں خلق اور خلق کے اعتبار سے بے حساب فضائل وکمالات اور محاسن ومحامد سے نوازا ہے اور ہر جہت، ہر زاویے اور پہلو سے اوّلین وآخرین، بلکہ پوری کائنات سے منفرد، ممتاز، یکتا، بے نظیر، بے مثل، کامل، اکمل اور جامع بنایا ہے، وہاں نام کے اعتبار سے بھی آپ ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام سمیت دنیا کے تمام انسانوں کا سردار بنایا ہے۔ جتنی جامعیت، وسعت اور فصاحت و بلاغت اسم ''محمد'' میں پائی جاتی ہے، جن وانس حتیٰ کہ ملائکہ میں سے بھی کسی کے نام میں نہیں پائی جاتی۔ جس طرح فقط یہ نام مبارک ہی معجزانہ انداز میں اپنے باکمال مسمّٰی کے تمام خلقی وخلقی، ظاہری و باطنی، حسی ومعنوی اور وہبی وکسبی کمالات کا احاطہ کرتا ہے اس طرح کوئی دوسرا نام بالعموم اپنے مسمّٰی میں پائے جانے والے کمالات کا احاطہ نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات تو اس میں اشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تک تمام پیغمبر اپنے اپنے زمانے میں موجود تمام ابنائے جنس سے، بلاشبہ ظاہری وجسمانی حسن اور باطنی وروحانی کمالات کے اعتبار سے فوقیت رکھتے تھے کیونکہ وہ اللہ کے منتخب رسول تھے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ. اِنَّ اللہَ سَمِیْعٌ بَّصِیْرٌ

اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسولوں کو چن لیتا ہے،

بیشک اللہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (القرآن)

اس کے باوجود جب ہم ان کے نامہائے مبارکہ کے لفظی معنیٰ پر غور کرتے ہیں تو

یہ معنیٰ ان کی ذات مقدسہ میں موجود فضائل وکمالاتِ نبوت پر دلالت نہیں کرتے۔

مثلاً سب سے پہلے انسان اور پہلے پیغمبر کا نام سیدنا ''آدم'' ہے۔اور ''آدم'' کا لفظی معنیٰ ''گندم گوں'' ہے۔

اس طرح ''نوح'' کے لفظ کا معنیٰ ''آرام'' اسحاق کا معنی ''ضاحک'' یعقوب کا معنی پیچھے آنے والا، موسیٰ کا معنیٰ پانی سے نکلا ہوا، یحییٰ کا معنیٰ عمر دراز اور عیسیٰ (علیہم السلام اجمعین) کا معنیٰ ہے سرخ رنگ۔

ان تمام اسماء مبارکہ میں سے کوئی بھی اسم اپنے مسمّٰی کی نبوی عظمت و رفعت اور بلندئ مرتبت کی طرف اشارہ تک نہیں کرتا جبکہ ''نامِ محمد'' اپنے مسمّٰی کے تمام اوصاف و کمالات کی طرف اشارہ ہی نہیں کرتا بلکہ پوری دلالت بھی کرتا ہے۔

نامور مفسر علامہ آلوسی بغدادی نامِ ''محمد'' کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقد جمع هذا الاسم الكريم من الاسرار ما لايحصى.

یہ باعزت نام لاتعداد اسرار اور موز کا جامع ہے۔

مشہور اُردو مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے نام محمد ﷺ کے اندر پنہاں بے شمار اسرار و معانی میں سے پندرہ عدد کی نشاندہی کی ہے اور بڑے ایمان افروز نکات بیان کیے ہیں۔

ذیل کی سطور میں اسی اجمال کی قدرے تفصیل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے تمام ناموں کو دو قسموں، ''ذاتی نام'' اور ''صفاتی نام'' میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک صفاتی ناموں کا تعلق ہے، تو آنجناب ﷺ کی صفات و کمالات میں تعدد و کثرت کے باعث یہ اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ اتنی کثرت دنیا میں کسی بڑے سے بڑے انسان کے ناموں میں نہیں پائی جاتی اور یہ ناموں کی کثرت بھی مسمّٰی کی عظمت پر

دلالت کرتی ہے۔ مشہور حنفی فقیہ و محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے اسماء گرامی کی بحث میں لکھا ہے۔

''ثم من القواعد المقررة ان كثرة الاسماء تدل على عظمة المسمى''

(پھر مسلّمہ قواعد میں سے یہ قاعدہ بھی ہے کہ ناموں کی کثرت مسمّٰی کی عظمت و بزرگی پر دلالت کرتی ہے)

بہر کیف آپ ﷺ کے صفاتی نام عام طور پر تو ننانوے (۹۹) مشہور ہیں مگر محدث نووی اور بعض دیگر محدثین نے قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی کے حوالے سے اسماء الٰہی کی طرح ان کی تعداد بھی ایک ہزار تک بتائی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ذاتی نام ''محمد'' اور ''احمد'' ہے۔ نام نامی ''محمد'' کا ذکر قرآن مجید میں چار مقام پر اور ''احمد'' کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے حوالے سے ایک جگہ ہے پھر ان دوناموں میں بھی نام ''محمد'' زیادہ مشہور ہے۔ اس سلسلے میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے اسماء گرامی پر مشتمل امام جلال الدین سیوطی کے ایک مستقل رسالہ ''البهجة السوية فى الاسماء النبوية'' کی بھی نشاندہی کی ہے آئندہ سطور میں آپ کے نام گرامی ''محمد'' کے معنوی اعجاز و حقیقت اور جامعیت و کمالات کے حوالے سے چند معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

چنانچہ نامِ ''محمد'' کے حوالے سے سب سے پہلے حیرت انگیز بلکہ معجزہ نما بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر حضور اکرم ﷺ کی ولادت تک ہزاروں سالوں پر مشتمل انسانی تاریخ میں جس طرح قرآن مجید کی صراحت کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت سے قبل کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا۔ ٹھیک اسی طرح

آپ ﷺ کی ولادت سے کچھ عرصہ قبل تک کسی بچے کا نام ''محمد'' نہیں رکھا گیا اور ابن قتیبہ کے مطابق یہ بھی حضور ﷺ کی نبوت کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کیونکہ کسی اور کا نام بھی ''محمد'' رکھا گیا ہوتا، تو اس سے آپ ﷺ کی نبوت ورسالت میں شبہ پڑ سکتا تھا۔

البتہ آپ ﷺ کی ولادت طیبہ سے تھوڑا عرصہ پہلے عرب میں چند آدمیوں کا نام ''محمد'' ملتا ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والدین نے کاہنوں اور یہود ونصاریٰ کے علماء سے سن رکھا تھا کہ عنقریب آخر الزماں پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے۔ جس کا نام ''محمد'' ہوگا۔ مگر خالی نام رکھنے سے تو کوئی آدمی واقعی اصلی ازلی اور ابدی ''محمد'' نہیں بن سکتا۔ (**اللہ اعلم حیث یجعل رِسالته**)

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دوسرا مشیت ایزدی نے ایسا انتظام کیا کہ ان لوگوں میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور اس مشیت ایزدی کے پیچھے یہی حکمت نظر آتی ہے کہ، نام کے اشتباہ سے حضور ﷺ کی آخری، دائمی وابدی نبوت ورسالت میں کسی قسم کا اشتباہ پیش نہ آئے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ درج بالا استثنائی واقعہ چھوڑ کر جب پورے عرب میں نسلاً بعد نسلٍ کسی کا نام ''محمد'' نہیں تھا اور نہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد میں کوئی بزرگ اس نام سے موسوم تھے تو آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب اور والدہ ماجدہ کے ذہن میں یہ منفرد، نیا اور انوکھا نام رکھنے کا خیال کیونکر پیدا ہوا؟ تو جزوی تفصیلات میں جائے بغیر اس کا جواب محدثین وسیرت نگاروں نے ایک تو یہ دیا ہے کہ یہ مبارک نام خالق کائنات کی طرف سے حضرت عبد المطلب اور سیدہ آمنہ کو مختلف ذریعوں سے الہام کیا گیا تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ عمدہ خصال وصفات کے پیکر تھے۔ دوسرے یہ نام نیک فال کے طور پر رکھا گیا۔ چنانچہ

ولادت نبوی کے ساتویں دن عرب کے عام دستور کے مطابق جب حضور ﷺ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا، تو کھانا کھانے کے بعد لوگوں نے پوچھا: اے عبدالمطلب، تم نے جس پوتے کے لیے ہماری ضیافت کی ہے، اس کا نام کیا رکھا ہے؟ آپ نے بتایا کہ "محمد" انہوں نے پھر سوال کیا کہ اپنے خاندانی ناموں سے ہٹ کر آپ نے یہ نام کیوں تجویز کیا؟ تو آپ نے کہا: "رجاء ان یحمد" میری خواہش ہے کہ خالق کائنات آسمان میں اور مخلوق خدا زمین میں اس کی تعریف کرے۔ بعض سیرت نگاروں نے حضرت عبدالمطلب کی طرف سے اپنے پوتے کا نام "محمد" رکھنے کا باعث، ان کا خواب بھی بتایا ہے کہ انہوں نے آپ کی ولادت سے قبل یہ عجیب خواب دیکھا کہ ان کی پشت سے ایک زنجیر ظاہر ہوئی جس کی اطراف، آسمان وزمین اور مشرق ومغرب کو چھو رہی تھیں۔ پھر اس زنجیر نے درخت کی شکل اختیار کر لی جس کے ہر پتہ پر ایسا نور ہے جو آفتاب کے نور سے ستر درجہ زائد ہے۔ مشرق ومغرب کے لوگ اس کی شاخوں سے لپٹے ہوئے ہیں، قریش مکہ میں سے بھی بعض اس کی شاخوں سے چمٹے ہوئے ہیں جبکہ بعض اسے کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔

معبرین نے عبدالمطلب کے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ تمہاری نسل سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے نیز اہلِ آسمان اور اہلِ زمین، سب اس کی تعریف کریں گے۔

اب جہاں تک نام "محمد ﷺ" کے معنوی اعجاز اور معنوی حقیقت کا تعلق ہے، تو اس لفظ کا مادۂ اشتقاق "حمد" ہے اور حمد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے اخلاقِ حسنہ، اوصافِ حمیدہ، کمالاتِ جمیلہ اور فضائل ومحاسن کو محبت عقیدت اور عظمت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اسم پاک محمد ﷺ، کا مصدر "تحمید" (باب تفعیل) سے مشتق ہے اور اس باب کی خصوصیت مبالغہ اور تکرار ہے۔ لفظ "محمد" اسی مصدر سے اسم مفعول ہے اور اس سے مقصود، وہ ذاتِ بابرکات ہے۔ جس کے حقیقی

کمالات، ذاتی صفات اور اصلی محامد کو عقیدت و محبت کے ساتھ بکثرت اور بار بار بیان کیا جائے۔

غالباً نام ''محمد'' کی اسی معنوی حقیقت اور جامعیت کے پیش نظر آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب نے کہا تھا اور یہ حضرت حسانؓ سے بھی منقول ہے کہ:

وشق اسمهٗ من اسمه لیجله

فذو العرش محمود و هٰذا محمد

لہٰذا لفظ ''محمد'' کے اس مادۂ اشتقاق اور اس کی معنوی حقیقت کے پیش نظر، یہ کہا جا سکتا ہے کہ نام مبارک کا عام اور سادہ سا ترجمہ ''وہ ذات جس کی تعریف کی گئی ہو'' کافی نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کے اَن گنت فضائل و کمالات کے سامنے یہ ترجمہ ہیچ ہے۔ خالی تعریف تو بہت سارے لوگوں کی، کی جاتی ہے۔ اسی لیے علماءِ لغت نے نام مبارک کی لفظی و لغوی تعریف ''الکثیر الخصال الحمیده'' اور ''الذی کثرت خصاله المحمودة'' کے الفاظ میں بیان کی ہے ان دونوں تعریفوں کا معنی ہے۔

''وہ ذات ستودہ صفات، جس میں قابل تعریف، خصائل و عادات کثرت سے پائی جاتی ہوں۔''

جبکہ صاحبِ قاموس نے لفظ ''محمد'' کو تحمید سے مشتق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''التحمید حمد الله مرة بعد مرة و منه محمد کانه حمد مرةً بعد مرة.''

''تحمید (حمد سے بابِ تفعیل مصدر معنی ہے یکے بعد دیگرے اور بار بار اللہ کی تعریف کرنا اور اسی مادہ سے ''محمد ﷺ'' کا لفظ ماخوذ ہے تو گویا اس کا معنی ہوا وہ ذات جس کی یکے بعد دیگرے بار بار ہمیشہ تعریف کی گئی ہو۔''

اور صاحب مفردات نے ''محمد'' کا معنی لکھا ہے:

''الذی اجتمعت فیه الخصالِ المحمودۃ''

''وہ ذات جس میں تمام لائق تعریف خصال و عادات، جمع کردی گئی ہوں۔''

معروف سیرت نگار قاضی سلیمان منصور پوری، حضور ﷺ کے اسم گرامی ''محمد ﷺ'' کی وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''محمد، حمد سے مبالغہ کے لیے ہے یہ اس لیے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی محمود ہیں، ملائکہ مقربین، میں بھی محمود ہیں، زمرۂ انبیاء و مرسلین میں بھی محمود اور اہل زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں۔ (جو لوگ حضور کا کلمہ نہیں پڑھتے وہ بھی ان ''سجا'' یا وشیم'' کے مداح ہیں، جن کا لزوم و ثبوت حضور ﷺ کے نام کے معنی اور حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی سے بدرجۂ اتم ہے۔)''

معروف ادیب، سیرت نگار اور مفسر عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا ہے:

''محمد'' عربی زبان میں تحمید سے مشتق ہے، جو بابِ تفعیل کا مفعول ہے۔ اس باب کے معنی کے خواص میں سے ہے کہ کسی کام کا وجود میں آنا اس طور پر مانا جائے کہ گویا کسی مخفی یا ظاہری طاقت نے اس کو وجود میں آنے پر مجبور کیا۔ جیسے ''صرف'' (اس نے پھیر دیا)۔ یعنی طاقت سے بے اختیار کر کے پھیر دیا۔ اس طرح ''محمد'' کے معنی ہیں وہ ذات جس کی تعریف بے اختیار کی گئی ہو۔ اس معنی سے اسی قوتِ جاذبہ اور کشش اصلی کی طرف اشارہ ہے۔ عبداللہ بن سلام (اپنے زمانے کے معروف یہودی عالم) کے متعلق مروی ہے کہ وہ چہرۂ اقدس کو دیکھتے ہی پکار اٹھے: ''ھٰذا لیس بوجہ کذاب'' (یہ مبارک و روشن چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔) یورپ میں بڑی ہوشیارانہ مکارانہ چالوں سے محمد رسول اللہ ﷺ کو منفی

پیرایوں میں دکھلانے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ لیکن اب بعض جماعتوں اور خدا ترس بندوں کی طرف سے جو مساعیِ جمیلہ کی جارہی ہیں انہوں نے تجربہ سے یہ بات ثابت کردی ہے کہ جب کبھی اصلی صورت ان کے سامنے پیش کی گئی، تو انہوں نے یہی کہا کہ یہی تو ہمارا کعبۂ مقصود ہے۔

اس باب کی دوسری خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ کسی کام کے اس طور پر ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کوئی جز اس سے چھوٹا ہوا نہیں۔ چنانچہ عربوں کے استعمال میں آتا ہے ''قتله قتيلا''، یعنی اس نے اسے اچھی طرح قتل کیا (کہ مقتول کے ہر عضو پر اس کی زد پڑی) اس خاصیت کا لحاظ رکھتے ہوئے نام مبارک کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ ''محمد ﷺ''، یعنی جس کا جز جز قابلِ تعریف ہے۔ اصلاح نفس، تدبیر منزل اور تدبیر مدن کی وہ کونسی شاخ ہے جس کا عملی نمونہ ذات قدسی صفات محمد رسول اللہ ﷺ نے پیش نہیں کردیا۔

نام نامی ''محمد ﷺ'' کے لفظی ولغوی معنیٰ کی گذشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ وہ ذاتِ ستودہ صفات، جس کی ہمیشہ بار بار اور ہر جہت وزاویہ سے تعریف کی گئی ہو۔ جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔ تعریف کے بعد توصیف ہوتی رہے۔ چنانچہ خالقِ کائنات سے لے کر مخلوق تک، انبیاء کرام سے لے کر جن وملک تک، حیوانات سے لے کر جمادات تک غرض ہر ذی روح اور غیر ذی روح، سب نے آپ ﷺ کی تعریف کی ہے، اور آج بھی دنیا کے کوئی ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی زبانیں دن میں نہ جانے کتنی بار آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف کے لیے متحرک رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ کفار اور غیر مسلموں میں بھی ایک انصاف پسند طبقہ ایسا ہے جو اگرچہ آپ ﷺ کو رسول تسلیم نہیں کرتا مگر آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ، امانت ودیانت، عدل وانصاف صداقت وراستبازی

اور انسانی ہمدردی وخیر خواہی جیسی خوبیوں کا معترف ہے۔

اسم ''محمد ﷺ'' کی درج بالا معنوی حقیقت بھلا عرب کے اہل زبان سے کیسے مخفی رہ سکتی تھی کہ کوئی شخص آپ ﷺ کو ''محمد ﷺ'' کہہ کر آپ کی مذمت نہیں کرسکتا۔ اگر کرے گا تو اپنے منہ سے جھوٹا ہوگا کہ ایک تو آپ ﷺ کو محمد ﷺ (سراپا تعریف) کہتا ہے دوسرے آپ ﷺ کی مذمت بھی کرتا ہے۔ چنانچہ اہل مکہ نے اسی تضاد اور مشکل سے بچنے کے لیے آپ کا نام ''محمد ﷺ'' کی بجائے مذمم (مذمت کیا گیا) تجویز کررکھا تھا اور اسی نام سے آپ کی ذات والاشان کو سب وشتم کرکے اپنی عاقبت خراب کرتے تھے گویا ان کا یہ طرز عمل اور سب وشتم کا انداز بھی خود ''محمد'' کے معنوی حقیقت پر دلالت کرنے والا تھا۔ اسی لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا تھا:

''الاتعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ، ولعنھم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد''

''یہ بات باعث تعجب وحیرت نہیں کہ کس طرح اللہ نے قریش مکہ کے سب وشتم اور ان کی لعنت کو میری ذات سے پھیر دیا ہے۔ وہ ''مذمم'' نامی شخص کو گالیاں دیتے اور اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جبکہ میں تو بحمد اللہ محمد (سراپا تعریف) ہوں''

بلکہ اس نام سے وفاؤں کی خوشبو آتی ہے۔

جبکہ ابن سعد نے یہی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے!

''یا عباداللہ انظروا کیف یصرف اللہ عنی شتمھم ولعنھم یعنی قریش قالوا کیف یا رسول اللہ؟ قال یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد''

''اے بندگانِ خدا! دیکھو! اللہ کریم نے کیسے قریش مکہ کی گالیوں اور لعنت ملامت کو میری ذات سے پھیر دیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے یارسول اللہ؟ فرمایا وہ مذمم نامی آدمی کو گالیاں دیتے اور اسے بُرا بھلا کہتے ہیں جبکہ میں بحمد للہ محمد (سراپا تعریف) ہوں۔''

جہاں تک اسم پاک ''محمد'' کی پاکیزگی، اس نام کو پکارنے کے آداب اور تعظیم و تکریم کا تعلق ہے تو یہ ایک مستقل اور الگ موضوع ہے۔ تاہم اس حوالے سے اتنی وضاحت کافی ہے کہ عشق و محبت اور ادب و تقوی کے لحاظ سے سو فیصد سے بھی زیادہ سچ کہا گیا ہے کہ:

هزار بار بشویم دهن ز مشک و گلاب
هنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

نیز نام ''محمد'' کی معنوی حقیقت کے بارے میں گذشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ذات والاصفات میں انسانی اور پیغمبرانہ حقیقت سے کسی قسم کے نقص و عیب کا تصور کرنا آپ ﷺ کی ذات محمدیت کے منافی ہے۔ یقیناً اسی حقیقت کے پیش نظر حضرت حسان نے کہا تھا:

خلقت مبرأ من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

اسی حقیقت کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں خوبصورت شعری جامہ پہناتے ہوئے بیان کیا تھا:

وہ کمال حسنِ حضور ﷺ ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

پیدائش کے وقت خوشبو

یہ خوشبو مبارک جو کہ حبیب مکرم نور مجسم ﷺ کے جسم پاک سے آتی ہے یہ کوئی عارضی خوشبو نہیں بلکہ پیدائشی ہے چنانچہ حبیب خدا، سید انبیاء ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ثُمَّ نَظَرْتُ اِلَیْهِ وَاِذاً بِهٖ کَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَرِیْحُهٗ یَسْطَحُ کَالْمِسْکِ الْاَذْفَرِ (مواهب لدنیه ۱ ص ۱۲۶، انوار محمدیه ص ۲۴، زرقانی علی المواهب ۱ ص ۱۱۵)

یعنی جب میرے نور نظر ﷺ کی پیدائش ہوئی اور میں نے دیکھا حسن و جمال ایسا تھا جیسے کہ چودھویں کا چاند ہے اور آپ ﷺ کے جسم پاک سے ایسی خوشبو مہک رہی تھی جیسے بہترین کستوری کی ہوتی ہے۔ جس سے سارا گھر مہک گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سید العلمین ﷺ کا جسم انور واطہر کی تخلیق میں ہی سارے کمالات ودیعت کر دیے گئے۔

وصلی اللہ علی نور کزوشد نور ہا پیدا
زمین از حب اوساکن فلک در عشق اوشیدا

گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اُٹھان ہے

وقت ولادت کستوری کی خوشبو

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ سرکار کی تشریف آوری کے وقت بڑی باعظمت آواز سنی جس سے میں بہت زیادہ خوفزدہ ہوگئی۔ میں نے یوں دیکھا کہ سفید پرندے کے پر میرے پیٹ پر ملے گئے ان پروں کے چھونے سے وہ خوف مجھ سے جاتا رہا میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک سفید شربت کا بھرا ہوا پیالہ سامنے موجود تھا میں نے سمجھا دودھ ہے مجھ پر پیاس کا غلبہ تھا میں نے اسے پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اس کے بعد مجھ سے نورِ عظیم ظاہر ہوا۔ میری حویلی اور گھر اس طرح نورانی ہوگیا کہ نور کے سوا کوئی چیز مجھے دکھائی نہیں دیتی تھی۔ وہاں میں نے بلند کھجور کی مانند بلند وبالا اور آفتاب کی مانند چمک دار خوبصورت چہروں والی عورتیں دیکھیں جو دخترانِ عبد مناف کی طرح تھیں۔ میرے گرد پھرتیں اور میری دیکھ بھال کرتی تھیں۔ دردِ زہ کے وقت میں اُن پر تکیہ کرتی۔ مجھے حیرت تھی کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں۔ یہ وقت مجھ پر بہت دشوار تھا۔ میں گھر میں حرکت کی آواز سنتی تھی لیکن کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا تھا۔ میں کہتی عبدالمطلب موجود ہوتے ۔ میں نے ایک ریشم کا لمبا کپڑا انتہائی سفید دیکھا جو آسمان سے زمین پر پہنچا اور میں نے آواز سنی کہتے تھے اس فرزند کو لوگوں کی نظروں سے محفوظ رکھو۔ پرندوں کی ایک جماعت دیکھی جو میرے سامنے آتے تھے اور ان کی چونچیں زمرد اور پر یاقوت کے تھے۔ لوگوں کی ایک جماعت دیکھی جو کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے۔ انتہائی خوف و دہشت سے میرا پسینہ ٹپک رہا تھا جو قطرہ بھی ٹپکتا اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اس حالت میں میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا گیا مجھ پر زمین کے مشرق و مغرب کے کنارے ظاہر ہو گئے۔ میں نے تین علم بلند دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب

میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر۔ میرے اردگرد بہت سی عورتیں جمع ہوگئیں تھیں محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر سجدہ میں رکھا ہوا ہے اس طرح جیسا کہ کوئی شخص دعا کرتا ہے اور انتہائی تضرع وزاری سے حق سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہے۔ ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ سفید بادل کا ٹکڑا آسمان سے اُترا ہے اُنہیں لے کر غائب ہوگیا اس کے بعد میں نے آواز سنی کہ محمد ﷺ کو دنیا کے مشرق ومغرب اور تمام جہان کے گرد گھماؤ تاکہ تمام مخلوقات صورت اور صفت سے پہچان لیں پھر پلک جھپکتے بادل چھٹ گیا اور محمد ﷺ کو سفید صوف میں میں نے لپٹا ہوا دیکھا جو دودھ سے زیادہ صاف اور ریشم سے زیادہ نرم تھا پھر پہلے سے زیادہ بڑا بادل آیا جس میں سے لوگوں کے باتیں کرنے کی آواز آتی تھی۔ اور گھوڑوں کی سنسناہٹ کا احساس ہوتا تھا اور منادی ندا کرتا تھا کہ محمد ﷺ کو تمام انس وجن کے گرد پھراؤ اور اسے صفوت حضرت آدم علیہ السلام، رقت حضرت نوح علیہ السلام، خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام، لسان حضرت اسماعیل علیہ السلام، جمال حضرت یوسف علیہ السلام، بشرائے حضرت یعقوب علیہ السلام، صوت حضرت داؤد علیہ السلام، صبر حضرت ایوب علیہ السلام، زہد حضرت ایوب علیہ السلام، صبر حضرت یحییٰ علیہ السلام، اور کرم حضرت عیسی علیہ السلام عطا کردو پلک جھپکتے وہ بادل چھٹ گیا۔ (معارج النبوت جلد دوم صفحہ ۹۲ تا ۹۴)

نام پاک کی خوشبو

بلکہ حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کے نام مبارک میں بھی خوشبو ہے۔ چنانچہ سعادۃ الدارین میں ہے:

مَا مِنْ مَجْلِسٍ يُصَلّٰى فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا عَرَضَتْ لَهُ

رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ حَتّٰى تَصِلَ اِلَى عَنَانِ السَّمَآءِ فَتَقُوْلُ الْمَلٰئِكَةُ هٰذَا مَجلِسٌ صُلِّىَ فِيهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ (سعادۃ الدارین ص ۱۴۳)

یعنی جس مجلس میں بھی حبیب خدا ﷺ پر درود پاک پڑھا جائے اس مجلس سے ایک پاکیزہ خوشبو اُٹھتی ہے جو کہ آسمان کی بلندیوں تک جاتی ہے اس خوشبو کو محسوس کر کے آسمان کے فرشتے کہتے ہیں یہ کوئی ایسی مجلس سے خوشبو آئی ہے جس میں حبیب خدا پر درود پڑھا گیا۔ ﷺ۔

ایک نیک صالح مرد تھا جب بھی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا یا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب ﷺ کا نام مبارک لیتا اس کے سینے سے ایسی خوشبو مہکتی جو کہ کستوری اور عنبر سے بہتر اور اعلیٰ ہوتی۔ (سعادۃ الدرین ص ۱۴۳)

بعد ولادت غسل کے وقت خوشبو

اسی واقعہ کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوسرے طریق پر روایت کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب محمد ﷺ پیدا ہوئے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی طرف کیا اور دوزانو ہو گئے اپنی انگلیوں کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کیا گویا کہ تسبیح کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی انگشتِ کو چوستے تھے اس سے دُودھ نکلتا تھا۔ پھر قبضہ خاک اٹھا کر کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ مجھ سے نور باہر نکلا بصرہ اور شام کے محلات اس نور سے دیکھے۔ پھر سفید بادل کا ٹکڑا آسمان سے اترا اسے اٹھا کر میری نظر سے غائب کر دیا۔ میں نے منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ اسے مشرق و مغرب میں سیر کراؤ اور انبیاء کے پیدا ہونے کی جگہ پر لے جاؤ تا کہ تمام دعا کر کے

اس پر پھونکیں اسے ملت حنیفہ کا جامہ پہناؤ۔ اسے ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کرو اور تمام دریاؤں سے اسے گزارو تا کہ اجل بحارت اسے صورت اور صفت سے پہچان لیں۔ سمندروں میں آپ ﷺ کا نام نامی ہے کہ اس کے زمانہ میں تمام شرک محو ہو جائیں گے۔ ایک لمحہ کے بعد اسے پھر لے گئے۔ سفید صوف میں لپٹا ہوا جیسا کہ بیان ہوا اور ریشم کے سبز ٹکڑے میں رکھا ہوا تھا اور چند چابیاں ان کے ہاتھ پر رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے سُنا کہنے والا کہہ رہا تھا۔ محمد ﷺ نے کلید نبوت۔ کلید نصرت اور کلید باد کو حاصل کر لیا۔ پھر ایک اور بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا جو پہلے سے زیادہ عظیم اور نورانی تھا۔ اس کی آواز گھوڑے کی ہنہناہٹ اور پرندوں جیسی سنائی دیتی تھی۔ لوگوں کے باتیں کرنے کی آواز مجھے سنائی دیتی تھی۔ اس بادل کے ٹکڑے نے بھی اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور نظر سے اوجھل کر دیا۔ اس مرتبہ پہلے سے زیادہ دیر تک غائب رہا۔ منادی کہتا تھا کہ محمد ﷺ کو اطراف زمین میں سیر کراؤ اور تمام روحانی مخلوق اور جن وانس کو پیش کرو اور اسے انبیاء رسل کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو۔ پھر اسے لاؤ۔ اب ریشم کا ٹکڑا اس کے ہاتھ میں تھا جس سے آب زلال کے قطرے ٹپک رہے تھے اور کہنے والا کہہ رہا تھا کہ واہ واہ محمد ﷺ نے تمام کو قبضہ میں کر لیا اور اہل دنیا میں سے کوئی مخلوق ایسی نہیں جو اس کے قبضہ تسخیر میں برضا و رغبت نہ آئی ہو باذن اللہ تعالیٰ ماشآء اللہ لاقوۃ الا باللہ اس کے بعد میں نے تین افراد دیکھے جن کے چہرے اس قدر حسین و جمیل تھے کہ آفتاب کی طرح درخشاں تھے۔ ایک کے ہاتھ میں لوٹا تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ دوسرے کے ہاتھ میں زمرد سبز کا طشت تھا جس کے چار کونے تھے اس کے ہر کونے پر ایک سفید قولی تھی۔ انہوں نے کہا یہ دنیا کی چار حدیں ہیں جو سمت چاہے اختیار کرے۔ محمد ﷺ نے ہاتھ طشت میں رکھا۔ آواز آئی کہ اس نے کعبہ کو پکڑ لیا۔ ہم نے اسے اس کا قبلہ و مسکن بنا دیا۔ تیسرے شخص کے ہاتھ میں ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا تھا اس نے اسے کھولا تو

اس میں مہر تھی طشت والے شخص نے محمد ﷺ کو اٹھا کر طشت میں بٹھا دیا۔ اس لوٹے سے اس پر پانی ڈالتے تھے۔ سات مرتبہ انہوں نے اسے دھویا ان کے سر اور پاؤں کو انہوں نے بوسہ دیا۔ اس ریشم کے ٹکڑے میں لپیٹ کر ایک رومال سے گویا کہ مشک اذفر سے تھا۔ باندھ دیا پھر طشت والے نے تھوڑی دیر اپنے پروں کے نیچے رکھا۔

(معارج النبوت جلد دوم صفحہ ۹۴ تا ۹۵)

ہر گھر میں کستوری کی مہک

حضور ﷺ کی دائی جس نے آپ ﷺ کی پرورش کی اس خوش نصیب مائی کا نام حلیمہؓ ہے دو سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی آپ کو دودھ پلایا۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں حضور ﷺ کو گود میں لیے بیٹھی تھی بکریوں کا ایک ریوڑ میرے قریب سے گزرا ان میں سے ایک بکری آگے آئی اور حضور ﷺ کو سجدہ کیا۔ اور سر مبارک کو بوسہ دیا پھر بھاگ کر دوسری بکریوں میں مل گئی۔

حضرت حلیمہؓ مزید فرماتی ہیں کہ جب ہم مکہ کے سفر سے واپس پہنچے تو ہر گھر سے کستوری کی مہک آنے لگی۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ٦٩)

حضرت حلیمہ کے دیس میں خوشبوؤں کی بارات

حضرت حلیمہ کے دیس کے سب لوگ حضور ﷺ کی محبت میں دیوانے ہو گئے جب حضور ﷺ کی برکتوں کا مشاہدہ کرتے تو سو جان سے فدا ہونے لگتے جب کسی کو کوئی بدنی تکلیف ہوتی وہ آتا حضور ﷺ کی بابرکت ہتھیلی کو پکڑ کر تکلیف والی جگہ پر رکھتا باذن اللہ تعالٰی فوراً شفایاب ہو جاتا اگر ان کا کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تو اس پر حضور ﷺ کا دست مبارک پھیرتے وہ تندرست ہو جاتی حضرت حلیمہؓ کہتی ہیں کہ راحت و خوشحالی کے دو

سال گویا پل بھر میں گذر گئے۔ حضور ﷺ کی روز افزوں برکات کے سائے میں جو مزے ہم لوٹ رہے تھے اس کے باعث ہماری یہ خواہش تھی کہ حضور ﷺ کچھ عرصہ اور ہمارے ہاں قیام پذیر رہیں مدت رضاعت پوری ہونے کے بعد ہم حضور ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئے لیکن ہمارا دل جدائی برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھا میں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے گذارش کی۔ بہتر ہے کہ آپؓ اپنے فرزند گرامی کو مزید کچھ عرصہ کے لیے ہمارے پاس رہنے دیں وہاں کی آب و ہوا کا ان کی صحت پر خوشگوار اثر ہوگا۔ مکہ کی وبا زدہ فضا اور آلودہ ماحول سے ان کا دور رہنا ہی بہتر ہے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے اس بات پر اتنا اصرار کیا کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو ہاں کرنا پڑی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا پھر اس بخت بیدار کو اپنی آغوش میں لیے شاداں و فرحاں اپنے قبیلہ میں واپس آ گئیں۔ حضور ﷺ کی واپسی سے گھر گھر خوشی کے چراغ روشن ہو گئے آپ ﷺ کی رضائی بہن شیما کی مسرت کی تو کوئی حد نہ تھی، کبھی آپ کو کھلاتی، کبھی پلاتی، کبھی گیت گا گا کر دل بہلاتی، کبھی محبت بھری لوریاں دیتی وہ معصوم بچی جن پاکیزہ کلمات سے حضور ﷺ کو لوریاں دیتی مورخین نے اپنی کتب میں انہیں ثبت کر دیا ہے تاکہ آنے والی نسلیں بھی پیار و الفت کے لطیف جذبات سے لطف اندوز ہو سکیں۔

وہ بابرکت گیت۔ شیمہ کی لوری کے نام سے مشہور ہیں

(ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۷۰)

غسل کے پانی کی برکت

جس طرح آپ کے مبارک خون کی برکت سے جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے اسی طرح آپ کے بدن کے مس کرنے والے پانی کی برکت سے جہنم سے آزادی کی

نعمت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے غسل کیا جس پانی سے آپ نے غسل فرمایا تھا اس پانی سے کچھ حصہ مجھے نصیب ہو گیا میں نے تبرک جان کر پی لیا اس کے بعد حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے غسل میں استعمال ہونے والے پانی کو میں نے پی لیا ہے، آپ نے میری بات سن کر فرمایا: اے ام سلمٰی! تجھے مبارک ہو۔

"اِذْهَبِی حَرَّمَ اللّٰهب بِذَالِکَ النَّارُ"

"یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے بدن کو آگ پر حرام کر دیا ہے"۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِم

حضور اقدس ﷺ کا جسم اطہر نور علیٰ نور ہونے کی وجہ سے خوشبو کا مرکز اور منبع تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے جسم کے ہر حصے سے خوشبو آتی تھی حتیٰ کہ آپ کے خون مبارک میں بھی عجیب قسم کی خوشبو تھی۔

اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ جن راستوں سے گزر جاتے وہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو سے مہک اٹھتے تھے اس پر اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود مدینہ طیبہ کی سرزمین اور آب و ہوا اُسی طرح جان خوشبو سے معطر ہے اور اب بھی مدینہ منوہ کے سبزہ زار اور درودیوار سے ایسی دلآویز مہک اٹھتی محسوس ہوتی ہے جو عاشقانِ رسول ﷺ کے مشامِ دل و جان کے لیے

کیف وسرور کا سامان ہے۔

(۱) علامہ یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ومن خصائص المدينة انها طيبة الريح وللعطر فيها فصل رائحة لاتوجد فى غيرها. (معجم البلدان ۵:۸۷)

مدینہ پاک کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی آب وہوا خوشبودار ہے اور وہاں کے عطر میں ایسی مہک ہوتی ہے جو اس کے علاوہ کہیں اور نہیں۔

(۲) شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

بدانکہ ہنوز از درو دیوارِ مدینہ طیبہ ارواح فائحست کہ محبان بشامہ محبت آنرامی دریابند وشاید کہ استشمام شمہ ازیں بشامہ ذوق بعضی از جویای مشتاق نیز رسیدہ باشد۔ (مدارج النبوہ ۱:۲۴)

اب بھی مدینہ کے درو دیوار وشبوؤں سے رچے بسے ہوئے ہیں اور اہل محبت اپنے شامۂ محبت کے ذریعے ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

کوچے کوچے میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستان ہے ہر ایک گوشۂ کنعانِ عرب

(۳) حضرت شیخ امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

کہ یکی از علماء صاحب وجدانست میگوید کہ تربت مدینہ رانغمہ خاص است کہ در ہیچ مشک وعنبر نیست۔ (مدارج النبوۃ، ۱:۲۴)

صاحب وجدان بزرگ فرماتے ہیں کہ خاکِ مدینہ میں ایک خاص

مہک ہے جو کسی کستوری اور عنبر میں نہیں۔

(۴) امام عبداللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ مدینہ پاک کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بطیب رسول اللہ طاب نسیمھا:

فما المسک والکافور والصندل الرقب

مدینہ کی آب وہوا میں حضور علیہ السلام کی خوشبو سے ایسی مہک اٹھتی ہے کہ اب اس کے مقابلے میں کستوری، کافور اور تروتازہ صندل کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۱۰) شیخ احمد بن عبدالحمید العباسی خاک طیبہ کے بارے میں علامہ یاقوت حمویؒ کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

مدینہ طیبہ کی مٹی اصلاً چونکہ نہایت مطہر و مزکی ہے یہ اسی کیفیت کا ظہور ہے کہ اس کے تمام مقامات، محلوں، بازاروں اور گلیوں میں مہک اور خوشبو ہے۔

وقت وصال خوشبو

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس روز جان جہاں رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا میں نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک اپنے ہاتھ سے پکڑ کر آپ کے سینے مبارک پر رکھ دیے تو کئی ہفتوں تک میرے ہاتھوں سے وضو کرتے اور کھانا کھاتے وقت مشک وعنبر کی سی خوشبو مہکتی تھی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۸۷، خصائص کبری، ص ۴۷۴ جلد ۲)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں قَالَتْ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ فَلَمَّا خَرَجَتْ نَفْسُہٗ لَمْ اَجِدْ رِیْحًا قَطُّ اَطْیَبَ مِنْھَا.

اس حدیث کے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَخْرَجَ البزار و

البھقی بسند صحیح (خصائص کبرے ص۲۷۴ جلد۲)

یعنی جب رسول اکرم حبیب اعظم ﷺ کا وصال ہوا تو حضور ﷺ میری گود میں تھے، اور جب روح مقدسہ نے پرواز کی تو ایسی خوشبو مہکی کہ میں نے اس جیسی خوشبو کبھی دیکھی بھالی نہیں ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلم وبَارک عَلٰی حَبِیْبک رَحمة اللعٰلَمِیْن وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحابہ اَجْمَعِیْن.

غسل کے وقت خوشبو

اَخْرَجَ اِبْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَلِیًّا غَسَلَ النَّبِیَّ ﷺ فَجَعَلَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ اَنْتَ طِبْتَ حَیًّا وَطِبْتَ مَیِّتًا قَالَ وَسَطَعَتْ رِیْحٌ طَیِّبَةٌ لَمْ یَجِدُوا مِثْلَھَا.

(خصائص کبریٰ ص۲۷۶ جلد۲)

یعنی مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے شفیع المذنبین ﷺ کو غسل دیتے وقت یوں عرض کی، میرے ماں باپ قربان آپ نے زندگی بھی پاکیزہ گزاری اور آپ کا وصال مبارک بھی پاکیزہ ہے اور فرمایا کہ غسل دیتے وقت ایسی پاکیزہ خوشبو مہکی کہ اس جیسی خوشبو کبھی کسی نے بھی نہیں دیکھی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰے من بالصَّلاۃ عَلَیْہ یُرحَمُ الکبار وَالصغار وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحابہ اَجْمَعِیْن

یہ خوشبو بعد از وصال بھی قائم رہی

انسانی جسم سے جب روح پرواز کر جاتی ہے اس کے بعد وہ بے اختیار ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کے جسم کی تروتازگی بحال نہیں رہتی۔ جسم مصطفیٰ ﷺ کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ وصال کے بعد وہ تروتازہ رہا بلکہ اس کی وہ مہک بھی اسی طرح قائم رہی جس طرح قبل از وصال تھی۔

''شفا شریف'' میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب ﷺ کو غسل دیا میں نے جب آپ کے جسد اطہر سے خارج ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ پائی جو دیگر حضرات سے خارج ہوتی ہے تو میں پکار اٹھا کہ اے اللہ کے محبوب! ظاہری حیات اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں آپ پاکیزگی کا منبع ہیں۔ (الشفاء جلد ۱، صفحہ ۸۹)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب میں نے آپ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا تو تمام مدینہ خوشبو سے مہک اٹھا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے وصال کے بعد آپ کے سینہ اقدس پر ہاتھ پھیرا تو بس ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی، کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں، کام کاج بھی کرتی ہوں لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام بخاری تاریخ کبیر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جس راستے سے گذر جاتے بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ کا گزر ہوا ہے۔ (خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۶۷)

اسی کے تحت امام علی محمد البجاوی لکھتے ہیں۔ سامنے سے گزرنے والا اس میں پھیلی ہوئی

خوشبو کی وجہ سے محسوس کر لیتا ادھر سے آپ کا گزر ہوا ہے کیونکہ یہ خوشبو آپ کے ساتھ مخصوص تھی۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ مہک اور خوشبو آپ کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ استعمال کردہ خوشبو کی کیونکہ آپ ﷺ اس خوشبو کے محتاج نہ تھے بلکہ یہ خوشبو آپ کے جسم اطہر کی تھی بلکہ آپ خوشبو نہ بھی استعمال فرماتے تو بھی یہی کیفیت تھی۔

شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوصیات سے نوازا ہے ان میں سے آپ کے جسم اطہر کا خوشبودار ہونا ضروری ہے۔ مہک آپ کے جسم اقدس کی صفات میں سے تھی اگرچہ آپ ﷺ خوشبو نہ بھی استعمال فرماتے۔

(مسلم شریف، جلد ۲، صفحہ ۲۵۶)

امام اسحاق بن راہویہ اس بات میں تصریح ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ یہ پیاری مہک آپ ﷺ کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ اس خوشبو کی جو آپ استعمال فرماتے۔

(سبل الہدیٰ جلد ۲، صفحہ ۱۲۱)

امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اسے آپ کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور کرامت و معجزہ آپ ﷺ کے جسم اطہر میں خلقۃً اور طبعاً مہک رکھ دی تھی۔ (نسیم الریاض، جلد ۱ صفحہ ۳۴۸)

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس صفت کو بیان یوں کرتے ہیں۔

آپ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال کے آپ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔

(مدراج النبوۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۴۱)

علامہ احمد عبدالجواد دومی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ آپ کا جسم اطہر خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن آپ اس کے باوجود پاکیزگی اور لطافت میں اضافہ کے لیے خوشبو استعمال فرماتے۔ (شمائل محمدیہ، صفحہ ۲۶۳)

شیخ ابراہیم ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسالت مآب ﷺ کے جسم اطہر سے خوشبو کی دل آویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں آپ خوشبو کا استعمال فقط اضافہ کرنے کے لیے کرتے۔ (مواہب اللدنیا، صفحہ ۱۰۹)

مذکورہ بالا جتنی بھی روایات ہیں وہ تمام کی تمام اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خوشبو ہمیشہ سے آپ کے جسم اطہر کا حصہ تھی۔ خصوصاً سیدہ آمنہ، سیدہ حلیمہ اور ابوطالب کی روایات میں تصریح ہے کہ ولادت کے وقت سے بدن خیر البشر معطر و خوشبو دار تھا۔ جس کا تذکرہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اس طرح کرتی ہیں۔ آپ کی خوشبو تر و تازہ کستوری سے بڑھ کر تھی اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کی برکت کی وجہ سے بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو تھی لیکن بعض لوگوں کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت سے مغالطہ ہوا ہے جس کے وجہ سے انہوں نے یہ قول نقل کیا ہے کہ خوشبو معراج سے پہلے آپ کے جسم کا حصہ نہیں تھی بلکہ واقعہ معراج کے بعد حاصل ہوئی لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس روایت کا تفصیلاً ذکر کریں اور یہ واضح کریں کہ وہ روایت ہرگز ہرگز مذکورہ روایت کے منافی نہیں اور نہ ہی اس کا مقصد تھا۔

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو شب اسریٰ کا دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم اقدس سے دلہن کی خوشبو کی طرح خوشبو آتی تھی بلکہ آپ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ نفیس تھی۔

قمیض مبارک سے خوشبو

حضور نبی رحمت ﷺ کی رحلت کے تین دن بعد ایک یہودی مسجد نبوی شریف میں آیا اور صحابہ کرام کو دیکھ کر کہنے لگا آپ میں سے محمد ﷺ کون ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضور تو اس دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں۔

یہودی کہنے لگا لوگوں میں حضور کا قریبی کون ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں بھی حضور کا قریبی ہوں لیکن میں تم کو حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی سے ملواتا ہوں فرمایا تو کیا کہنا چاہتا ہے یہودی کہنے لگا میں نے سابقہ کتب سماوی تورات، زبور، انجیل میں میں نے آپ کے فضائل ومحامد کا مطالعہ کیا ہے میں نے سوچا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اُن کے بارے میں آپ نے فرمایا، بدعۃ منی فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جاؤ انہیں سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملواؤ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس یہودی کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر لے آتے تو سیدہ نے فرمایا میرے ابا جان کو اس دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں۔ یہودی کہنے لگا۔ مجھے آپ کا استعمال کیا ہوا کپڑا دکھائیں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی قمیص مبارک یہودی کو دی تو اس یہودی نے جب قمیض مبارک کو سونگھا تو خوشبو آرہی تھی۔ یہودی کہنے لگا آپ ﷺ نے کتنے دن پہلے یہ قمیض مبارک ستعمال فرمائی کو سونگھا تو خوشبو آرہی ہے یہودی دوبارہ مسجد نبوی میں آیا اور کہنے لگا میرے سامنے حضور ﷺ کے نقش و نگار من وعن بیان کرو جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا تذکرہ کیا یہودی سن کر کہنے لگا میں نے بھی تورات، زبور، انجیل میں اسی طرح پڑھا ہے آپ رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہتا ہوں یہودی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

(امام بن عساکر مصنف تاریخ دمشق کبیر جلد نمبر، صفحہ نمبر ۳۴۲)

خوشبو سے محبت رسول ﷺ

محبوب رب اللعلمین ﷺ کا مزاج لطیف اس بات کو از حد نا پسند کرتا تھا کہ حضور ﷺ کے جسم اطہر یا لباس سے بو آئے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ اس بات کو از حد نا پسند فرمایا کرتے کہ جب وہ اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لے جائیں تو لباس سے بو آئے۔

حضور ﷺ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق کے وقت خوشبو استعمال فرمایا کرتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم ﷺ جب سحری کے وقت بیدار ہوتے تو استنجاء کرتے، وضو فرماتے اور اپنی ازواج مطہرات میں سے جس کے ہاں خوشبو ہوتی وہ منگواتے اور استعمال فرماتے۔ (ضیاء النبی جلد پنجم صفحہ ۵۸۵ تا ۵۸۶)

حضور ﷺ کی پسندیدہ چیزیں

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء کرام کی سنتوں میں سے ہیں۔ نمبر ا: ختنہ کروانا، نمبر ۲: مسواک کرنا، نمبر ۳: خوشبو لگانا، نمبر ۴: نکاح کرنا حضرت خذیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ملیح سے اور وہ اپنے والد حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں اللہ کے رسولوں کے معمولات میں سے ہیں، نمبر ا: حیاء، نمبر ۲: حلم، نمبر ۳: حجامہ، نمبر ۴: خوشبو کا استعمال، نمبر ۵: مسواک"

اگر خوشبو بطور ہدیہ خدمت اقدس میں پیش کی جاتی تو حضور ﷺ اسے مسترد نہ کرتے۔

امام بخاری اور نسائی دونوں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ''کہ حضور ﷺ خوشبو کا تحفہ رد نہ کرتے بلکہ قبول فرماتے''۔

حضرت ابویعلی بسند حسن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے کبھی سرور انبیاء ﷺ کو نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں خوشبو پیش کی گئی ہو اور حضور ﷺ نے اس کو مسترد کر دیا ہو امام مسلم اور نسائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا جس کو پھول پیش کیا جائے وہ اسے رد نہ کرے۔ کیونکہ اس کا وزن بڑا ہلکا ہوتا ہے اور اس کی خوشبو بڑی پاکیزہ ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے تین چیزوں کو مسترد کرنے سے منع فرمایا۔ (ضیاء النبی جلد پنجم صفحہ ۵۸۷)

خوشبوؤں اور پھولوں سے حضور ﷺ کی محبت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ عورتیں، خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضور ﷺ کی پسندیدہ خوشبوئیں

محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا سرور عالم ﷺ خوشبو استعمال فرمایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا اعلیٰ درجہ کی خوشبو؟ ذکاوۃ الطیب میں نے پوچھا زکاوۃ الطیب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کستوری اور عنبر۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ احرام سے پہلے میں آپ کو بہترین خوشبو لگاتی تھی، اور جو میری قدرت میں ہوتی علامہ ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے

ہیں کہ حضور ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ خوشبو کستوری تھی اور حضور ﷺ حناء کی کلیوں کو بھی بہت پسند فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے دونوں مبارک ہاتھوں میں گلاب کے پھول تھے اور حضور ﷺ میرے پاس لے آئے۔ جب میں نے ان پھولوں کو سونگھنے کے لیے اپنی ناک کے قریب کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے پھولوں کا یہ سردار ہے۔ (ضیاء النبی جلد پنجم صفحہ ۵۸۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ”جب تمہارے سامنے میٹھی چیز پیش کی جائے تو اس میں سے ضرور کچھ لے لو اور جب تمہیں خوشبو پیش کی جائے تو اس میں سے بھی ضرور کچھ لگالیا کرو۔“ (نیکوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں از فقیہ ابوالبث رحمۃ اللہ علیہ۔)

بہشت کی دیواریں

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے جنت کی دیواروں کو دیکھا، ایک اینٹ سونے، ایک چاندی، ایک یاقوت، ایک لؤلؤ اور ایک زبرجد کی تھی جو مشک کے گارے سے بنائی گئی تھیں، دیوار کی چوڑائی ستر سالہ اور ایک روایت میں پانچ سو سالہ راہ تھی، اور اس کی بلندی ہزار سالہ راہ تھی، آبگینہ کی مانند اس قدر صاف و شفاف تھی کہ اندر باہر سے ہر چیز صاف دکھائی دیتی، اس کے آئینہ میں ہفت آسمان عرش سے تحت الثریٰ تک دیوار کی صفائی میں مشاہدہ کیے، اس کی خاک مشک، عنبر اور کافوری تھی اس میں روئیدگی زعفران ارغوان تھی، اس میں سنگریزے یاقوت، زمرد اور مروارید کے تھے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۰۹)

بہشت کی نہریں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہشت میں میں نے نہریں دیکھیں، ایک پانی، ایک دودھ، ایک شہد اور ایک شراب طہورا کی نہر تھی۔ ہر محل میں ستر ہزار نہریں بہتی تھیں، تمام کافور سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں اور کستوری سے زیادہ نرم اور خوشبودار۔ میں نے دیکھا کہ بہشت میں رحیق، سلسبیل، تسنیم اور زنجبیل کے چشمے بہتے ہیں، ان نہروں اور چشموں کے کنارے سونے اور مرداریدکے تھے اور ان میں گونا گوں جواہرات کے سنگریزے تھے۔ ان چشموں کی جھاگ تمام کافور کی تھی اور کیچڑ مشک وعنبر کا۔ ان کے گرد گھاس سنبل وزعفران کی تھی۔ (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۰)

بہشت کے باغات

حضور نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں ہر بہشت کو میرے سامنے پیش کیا گیا، ان میں سے چار بہترین باغات تھے، جنت الفردوس، جنت العدن، جنت الماوی اور جنت النعیم، اور چار دوسری بستان سرائیں اور وہ دار السلام، دار الخلد، دار القرار اور دار الحلال ہیں، ہر جنت میں بے شمار درخت ہیں، آسمان کے ستاروں اور بیابانوں کی ریت کے ذروں کے مطابق ان میں باغات ہیں اور عرش الٰہی ان باغوں کی چھت پر ہے ایک جنت العدن میں ستاروں کی تعداد سے زیادہ مجھے محلات وقصور دکھائے گئے، اکثر وبیشتر میرے صحابہ کے تھے، ہر محل زمین وآسمان سے سات گنا بڑا تھا، جبرائیل علیہ السلام ایک ایک کا تعین فرماتے کہ یہ محل فلاں اور یہ محل فلاں بنت فلاں کا ہے، اور محلات میں سب سے بڑا اور بلند محل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا، اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب

رضی اللہ عنہ کا محل تھا، یہ چار محلات بہشت میں سب سے بہترین تھے، روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں تمہارے محل میں داخل ہوا وہ تمام سرخ سونے کا تھا وہاں جو لطائف وعواطف تھے ملاحظہ کئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! محل اور محل کا مالک آپ ﷺ پر قربان۔ پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میں نے تمہارا محل بھی دیکھا، یاقوت کا تھا، اس میں بہت سی حوریں تھیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۱)

نہر کوثر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے بہشت میں ایک نہر دیکھی جو ساق عرش سے رواں تھی، پانی، دودھ، شراب اور شہد چاروں اکٹھے بہہ رہے تھے اور کوئی بھی دوسرے کے ساتھ نہیں ملتا تھا، اس کے کنارے زبرجد کے اور سنگریزے جواہر کے، اس کے پھول عنبر کے، اس کی گھاس زعفران کی اور چاندی کے برتن اس کے کناروں پر آسمان کے ستاروں کی تعداد میں رکھے ہوئے تھے، اس کے گرد پرندے تھے جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں جیسی تھیں، کہتے ہیں جو شخص ان پرندوں کا گوشت کھائے گا یا اس نہر سے پانی پیئے گا اسے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ میں نے پوچھا: یہ نہر کیسی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ نہر کوثر ہے جسے حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے انا اعطینٰک الکوثر یہی بات بتاتی ہے۔ آٹھوں بہشتوں میں کوئی باغ ایسا نہیں جس میں یہ نہر نہ بہتی ہو، اس نہر کے کنارے پر میں نے یاقوت کے بنے ہوئے خیمے دیکھے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، فرمایا: یہ جنت میں آپ کی ازواج مطہرات کی رہائش گاہیں ہیں۔ میں نے ان خیموں میں حوریں دیکھیں جو دلفریب نغمات میں یہ کلمات گا رہی تھیں:

نحن الناعمات فلانبوس ابداونحن الشاهدات فلامن ابداونحن الكاسيات فلا نعرى ابداونحن الشابات فلا نهرم ابدا ونحن الراضيات فلا نسخط ابدا ونحن الحاورات فلا نموت ابدا طوبى لمن كان لنا و كناله ،

ان کے نغمات کی آواز جنت کے محلات اور درختوں میں گونج رہی تھی، ان نغمات سے سماعت کو ایسا لطف حاصل ہوتا کہ اگر ان میں سے کوئی زمزمہ دنیا میں پہنچ جاتا تو دنیا کی تمام محنت و مشقت اور موت کا سلسلہ ختم ہو جاتا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا: یا سول اللہ ﷺ! آپ ان کو دیکھنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ جبرائیل علیہ السلام نے خیمہ کا دروازہ کھولا اور پردہ اٹھادیا، میں نے ایسی حوریں دیکھیں کہ اگر تمام عمران کی تعریف کرتا رہوں تو بیان نہ کرسکوں ان کے چہرے دودھ سے زیادہ سفید، یاقوت سے زیادہ سرخ اور آفتاب سے زیادہ روشن تھے، ان کا چمڑہ برگ گل سے زیادہ نازک، ریشم سے زیادہ نرم، چاند سے زیادہ روشن اور کستوری سے زیادہ معطر تھا ان کے بال تارکول سے زیادہ سیاہ گندھے ہوئے، گھنگھریالے، جو بیٹھی ہوئی تھیں ان کے پہلوؤں کے ساتھ ڈھیر بنے ہوئے اور بعض جو کھڑی تھیں ان کے قدموں کے نیچے حلقہ ڈالے ہوئے تھے ہر ایک کے سامنے ستر ہزار صفیں کھڑی تھیں، میں نے کہا: اے جبرائیل علیہ اسلام یہ تمام جنت کی نعمتیں ہیں؟ فرمایا: ہاں، یہ تمام آپ اور آپ کی اُمت کے لیے ہیں۔

(معارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۲)

خوشبو ہی خوشبو

مواہب الدینہ میں ہے کہ پشت در پشت نور مصطفیٰ ﷺ اصلاب طاہرہ اور ارحام فاخرہ میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب کے صلب مبارک میں جلوہ افروز ہوا، جوانی کے عالم میں آپ ایک دن حطیم کعبہ میں سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو عجیب کیفیت تھی، آنکھوں میں سرمہ، سر پر تیل لگا ہوا اور نہایت دیدہ زیب لباس سے مرصع ہیں نیز حسن و جمال کا عالم ہی کچھ اور ہے حضرت عبدالمطلب اپنی اس نرالی ہیئت پر سخت حیرت زدہ اپنے والد ماجد ہاشم بن عبد مناف کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ انہیں قریشی کاہنوں کے پاس لائے اور مذکورہ واقعہ بیان فرمایا۔ کاہنوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ عبدالمطلب کو نکاح کا حکم فرما رہا ہے، چنانچہ آپ نے قیلہ سے عقد کیا وہ جلد ہی فوت ہو گئیں تو فاطمہ بنت عمرو سے نکاح ہوا۔ جس کے بطن اطہر سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ جب تک نور مصطفیٰ ﷺ حضرت عبدالمطلب کی پشت مبارک میں جلوہ افروز رہا ان کے بدن مبارک سے ہر وقت بھینی بھینی روح پرور خوشبو آتی رہتی تھی جہاں سے گزرتے فضا مشکبار ہو جاتی نیز بیان کرتے ہیں اگر مکہ مکرمہ میں قحط پڑ جاتا تو لوگ حضرت عبدالمطلب کا ہاتھ تھامے کوہ شبیر پر لے آتے اور ان کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے تو باران رحمت کا نزول ہوتا اور قحط ختم ہو جاتا۔

وصال تک منہ سے خوشبو آتی رہی

امام قسطلانی کتاب الجواہر المکنون فی ذکر القبائل والبطون کے حوالے سے لکھتے ہیں:

جب سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کا خون مبارک نوش کیا تھا۔ اسی دن سے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔ حتیٰ کہ وہ خوشبو ان کے منہ میں سے اس دن تک آتی رہی جب ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا گیا۔

دوسرا باب:

جسم اطہر سید المرسلین ﷺ

حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر نگاہِ اوّلین

حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے کہا آج رات میں کعبہ میں دُعا و نیاز میں مصروف تھا اچانک میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نے مقام ابراہیمؑ میں سجدہ کیا اور پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹ گیا۔ زبان فصیح سے کہتا تھا اللہ اکبر ! محمد ﷺ نے مجھے اس وقت بتوں کی نجاست سے پاک کر دیا۔ ہُبل جو سب سے بڑا بت تھا میں نے دیکھا کہ منہ کے بَل گرا ہوا ہے اور آواز آئی کہ جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس پر سحاب رحمت نازل ہوا ہے۔ عالم قدس سے ایک طشت اسے نہلانے کے لیے لایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا محمد ﷺ لوگوں کو ضلالت و گمراہی کی تاریکی سے ہدایت کی روشنی میں لائے گا اور تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوگا۔ روشن چراغ، رسول داعی اور تمام مخلوقات کا ناصح ہوگا۔ اے فرشتو! گواہ رہو کہ مفاتح خزائن اسے دے دی گئیں۔ اس کے روزِ ولادت کو اپنی عید بناؤ اور ہر سال قیامت تک اس روز سے تبرک حاصل کرو۔ عبدالمطلب نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ جب میں نے یہ باتیں سنیں میں متحیر رہ گیا۔ میرے منہ میں زبان سُرخ ہوگئی۔ میں نے خیال کیا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ ملے۔ میں نے محسوس کیا کہ میں تو بیدار ہوں۔ باب بنی شیبہ سے بطحا کی طرف نکلا میں نے صفا کو دیکھا کبھی بلند اور کبھی پست ہوتا ہے۔ مروہ اضطراب میں تھا اور اطراف سے آواز آتی تھی کہ اے سید قریش کیا بات ہے کہ تو خوفزدہ ہے مجھ میں جواب دینے کی طاقت نہیں تھی۔ پھر میں تیرے گھر کی طرف متوجہ ہوا تا کہ اس فرزند ارجمند کو دیکھوں۔ میں اس گھر کے دروازے پر پہنچا تو ایک سفید پرندہ دیکھا جس نے تیرے دروازہ پر پر پھیلا رکھے ہیں۔ جن کی روشنی سے مکہ کے پہاڑ منور ہو گئے ہیں۔ سفید بادل تیرے گھر کے اوپر تھا۔

مجھے داخل ہونے سے روکتا تھا۔ میں تھوڑی دیر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا جو کچھ میرے مشاہدہ میں آ رہا ہے وہ خواب ہے یا بیداری۔ مجھے یہاں کستوری کی خوشبو آتی تھی تیرے گھر میں داخل ہونے کی جرات نہیں تھی آخر جرات کر کے گھر میں داخل ہوا اور تجھے اس حال میں پایا۔

(مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۹۶ تا ۹۷)

جناب ابوطالب اور جسم اطہر کی خوشبو

امام فخر الدین رازی جناب ابوطالب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے بھائی عباس کو کہا کہ میں آپ کو وہ بات نہ بتادوں جو میں نے محمد ﷺ میں دیکھی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں کہو۔ اس پر ابوطالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا۔

کہ جب سے رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے ہیں مجھے آپ سے اتنی محبت ہوگئی ہے کہ میں رات اور دن میں ایک مرتبہ ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ رات کو بھی اپنے پاس سلاتا ہوں، آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کو کپڑے پہن کر سوتے تھے، کپڑے اتار کر سونا ان کو پسند نہیں تھا ایک دن میں نے انہیں کہا کپڑے اتار دیں پھر سوئیں میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے محسوس کیا کہ یہ بات آپ ﷺ کو پسند نہیں تھی لیکن میری بات کو ٹالنا بھی نہیں چاہتے تھے تو آپ نے فرمایا: چچا! میں کپڑے اتارتا ہوں آپ منہ دوسری طرف کر لو تا کہ آپ میرے ننگے جسم کو نہ دیکھ سکیں کیونکہ میرے جسم کو اس حال میں دیکھنا کسی کے لیے جائز نہیں، حضرت ابوطالب کہتے ہیں مجھے اس بات پر تعجب ہوا میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ کہ یہ کپڑے اتار لیں پس آپ ﷺ جب کپڑے اتار کر بستر پر لیٹے، میں بھی بستر پر لیٹ گیا، لیکن میں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان

ایک پردہ حائل ہوگیا ہے جس کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے جسم کو نہ دیکھ سکا دوسری بات یہ میں نے دیکھی کہ آپ ﷺ کا جسم نہایت نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسا کہ کستوری میں ڈوبا ہوا ہے میں نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش کی مگر نہ دیکھ سکا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۳۱، صفحہ ۲۱۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ جسم اقدس کی خوشبو کے بارے میں کہتے ہیں۔

رسالت مآب ﷺ کے جسم اطہر کا رنگ سب سے زیادہ حسین تھا اور اس کی خوشبو سب سے زیادہ نفیس تھی، آپ ﷺ کے جسم اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح خوشبودار بنایا تھا کہ جس جگہ یا جس گلی سے آپ ﷺ کا گذر ہوتا تو وہ خوشبو سے مہک اٹھتی۔ بعد میں گذرنے والا شخص یہ محسوس کرنے لگتا کہ اس راہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کا گذر ہوا ہے کیونکہ وہ ان راستوں پر ایسی خوشبو پاتا جو آپ ﷺ کے جسم کا ہی حصہ تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کیفیت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔ محبوب کریم ﷺ مدینہ طیبہ کے کسی راستے سے گذر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پکار اٹھتے کہ ادھر سے ان کے پیارے رسول کا گذر ہوا ہے۔

جسم اطہر کی خوشبو

حضرت انس رضی اللہ عنہ وخادم خاص بارگاہ نبوت فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''میں نے کبھی کوئی عنبر، کوئی مشک یا کوئی اور چیز ایسی نہیں سونگھی جس کی مہک شاہ خوباں ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہو''

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ جب کوئی شخص حضور ﷺ سے مصافحہ کرتا تو سارا دن اس کا ہاتھ خوشبو سے مہکتا رہتا تھا۔ سرور عالم ﷺ اگر کسی بچے کے سر پر دست رحمت پھیرتے تو اس خوشبو کے باعث وہ تمام بچوں میں شناخت کیا جا سکتا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ کبیر'' میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ''نبی کریم ﷺ جس گلی سے گزر جاتے تھے وہ گلی خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ لوگ پہچان لیتے تھے کہ جان بہاراں ﷺ کا گزر اس گلی سے ہوا ہے۔

حضور ﷺ کے جسم مبارک سے ہر وقت خوشبو اُٹھتی رہتی تھی۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ حضور ﷺ عطر استعمال کیئے ہوتے تھے بلکہ کوئی خوشبو استعمال کیے بغیر آپ ﷺ کے جسم اطہر سے جو فضا چھو جاتی تھی وہ از خود مہکنے لگتی تھی۔ (ضیاء النبی جلد پنجم صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸)

دارمی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ کی ایسی خصوصیات تھیں۔ حضور ﷺ جب کسی راستے پر چلتے تو اس میں مہک بس جاتی۔ حضور ﷺ کو تلاش کرنے والا با آسانی معلوم کر سکتا تھا کہ حضور ﷺ اس راستے سے گزرے ہیں۔

بزاز نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک ہو جا۔ جب نزدیک ہوا تو میں نے ایسی خوشبو سونگھی کہ مشک عنبر بھی اس کے سامنے ہیچ تھی۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے اپنی والدہ اُم سلیم سے جو گنج شائیگاں ورثہ میں ملا وہ یہ تھا۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی چادر مبارک۔ حضور ﷺ کا ایک پیالہ جس میں حضور ﷺ دودھ نوش فرمایا کرتے، خیمہ کا ایک کھمبا اور ایک ایسی چیز جس کو وہ لامک (ایک سیاہ چیز) کو رحمت عالم ﷺ کے پسینہ مبارک میں گوندھ کر تیار کرتی تھی۔ سرور عالم ﷺ اُم سلیم کے گھر میں اکثر تشریف فرما ہوتے اور حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی۔ اس وقت حضور ﷺ کو اتنا پسینہ آتا

تھا جس طرح بخار کے بیمار کو اس لیے اتنا پسینہ دستیاب ہو جاتا جس میں رامک کو گوندھا جا سکتا تھا اور اس پسینہ سے جو خوشبو بناتی تھیں وہ دلہنوں کے کام آیا کرتی۔

لعاب دہن معطر معطر!

ہمارے پیارے آقا ﷺ کے نہ صرف پسینہ مبارک میں خوشبو تھی۔ بلکہ آپ ﷺ کے لعاب دہن میں مشک و کستوری کی خوشبو تھی۔ چنانچہ مالک بحرو بر، خلق کے رہبر، نور کے پیکر ﷺ نے ایک کنوئیں میں کلی فرمائی تو کنوئیں سے مشک و کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ (مدارج النبوت)

خوشبو اور واقعۂ معراج

مذکورہ بالا جتنی روایات ہیں یہ تمام کی تمام اس بات پر دال ہیں کہ خوشبو ہمیشہ سے آپ ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ تھی۔ خصوصاً سیّدہ حلیمہ اور حضرت ابوطالب کی روایات میں تو اس بات کی تصریح ہے کہ ولادت کے وقت ہی سے بدن خیر البشر معطر و خوشبودار تھا جس کا تذکرہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے "ریحه یسطح کالمسل الاذفر" (آپ ﷺ کی خوشبو تر و تازہ کستوری سے بڑھ کر تھی) اور سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے "لم یبق منزل من منازل بنی سعد الاشممنا منه ریح المسل" (آپ ﷺ کی برکت کی وجہ سے بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی) کے الفاظ میں کیا ہے۔

لیکن بعض لوگوں کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت سے مغالطہ ہوا جس کی وجہ سے انہوں نے یہ قول بیان کیا ہے کہ خوشبو معراج سے پہلے آپ ﷺ کے جسم کا حصہ نہ تھی بلکہ واقعہ معراج کے بعد حاصل ہوئی۔ لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس

روایت کا تفصیلاً ذکر کریں اور یہ واضح کریں کہ وہ روایت ہرگز ہرگز ان مذکورہ روایات کے منافی نہیں اور نہ ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد تھا۔ وہ روایت یہ ہے۔

ابنِ مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

کان رسول اللہ ﷺ منذ اسری بہ ریحہ ریح عروس او اطیب من ریح عروس. (سبل الھدیٰ، ۲:۱۲۱)

جب رسولِ خدا (ﷺ) کو شب اسریٰ کا دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ ﷺ کے جسم اطہر سے دلہن کی خوشبو کی طرح خوشبو آتی تھی بلکہ آپ ﷺ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ نفیس تھی۔

مذکورہ روایت کا مفہوم یہ واضح کرتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد معراج سے پہلے خوشبو کی نفی نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ معراج کے بعد آپ ﷺ کی جسمانی خوشبو میں مزید اضافہ ہوا اور پہلے سے بھی زیادہ عجیب مہک کا حامل ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر قرار دے رہے ہیں۔ چونکہ خوشبو دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو عام خوشبو ہے جو ہر کوئی ہر موقعہ پر استعمال کرتا ہے لیکن خوشبو کی ایک دوسری خصوصی قسم ہے جسے مخصوص اوقات میں استعمال میں لایا جاتا ہے جیسے حجلہ عروسی کے لیے مخصوص خوشبو جیسے بالعموم دلہنیں ہی استعمال کیا کرتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ واضح فرما رہے ہیں کہ جب ہمارے آقا ﷺ کو شب معراج دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو پہلے سے بھی زیادہ عجیب تھی۔ اس بات کی تصریح مختلف ائمہ دین نے کی ہے۔

(۱) امام قسطلانی اس بارے میں تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا دلالۃ فیہ علی ان مبدأ طیب ریح جسدہٗ من لیلۃ الاسراء کما زعم اذ ریح عروس اخص من مطلق رائحۃ

طیبة فلاینافی انه طیب الرائحة من حین ولد.(زرقانی علی المواهب، ۴: ۲۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی دلالت اس بات پر ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ کا جسم اقدس معراج کے بعد خوشبودار ہوا بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اب آپ ﷺ کے جسم اقدس کی مہک میں اس طرح اضافہ ہوا کہ اب دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبو محسوس ہوتی۔ کیونکہ دلہن کی خوشبو دوسری خوشبوؤں سے ممتاز ہوتی ہے۔لہٰذا آپ کا یہ قول ان روایات کے منافی نہیں جن میں یہ موجود ہے کہ آپ ﷺ کے جسم اقدس میں ولادت کے وقت سے خوشبو تھی۔

(۲) علامہ خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو اضافہ پر محمول کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انهٔ طیب العنصر لکنه لما اتصل بالملا ألاعلیٰ و الجنان وهبت علیه نفحات القدس ازداد و کان له ﷺ طیب لایشبه طیب الدنیا فله طیب ذاتی وطیب مکتسب من العالم القدس لایفارقه وهو اطیب الطیب.(نسیم الریاض، ۱: ۳۴۸)

یہ مسلّم ہے کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر خوشبودار تھا لیکن معراج کے موقعہ پر جب آپ کا گزر ملاءِ اعلیٰ، جنان سے ہوا اور تجلیات باری کے انوار کی فضاؤں نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کو مس کیا تو اب اس کی جھلک بھی دکھائی دیتی۔ حالانکہ پہلے بھی آپ ﷺ کے جسم میں ایسی خوشبو تھی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی خوشبو نہیں کر سکتی تھی تو یوں کہا جا سکتا ہے

کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر میں دو طرح کی خوشبوئیں تھیں۔ ایک تو ذاتی جو ولادت سے پہلے ہی موجود تھی اور ایک کسبی جو عالمِ قدس و انوار کا مظہر تھی اور یہ خوشبو بھی پھر آپ ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ بن گئی اور یہ خوشبو سب خوشبوؤں سے بڑھ کر تھی۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بات سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اعلم انه ﷺ كان طيب الريح دائما. (جمع الوسائل، ۲ : ۲)

اے مسلمان اس بات پر یقین رکھ کہ آپ ﷺ کا جسم ہمیشہ سے خوشبودار تھا۔

جسمانی طبیب

سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں پانچ عورتیں حاضر ہوئیں جن کے منہ سے بدبو (گندہ دہنی) کی بیماری تھی آپ ﷺ نے گوشت کا ٹکڑا چبا کر اُن کو کھلایا۔ اُن کے منہ کی بیماری ہمیشہ کے لیے دور ہوگئی۔ چنانچہ طبرانی شریف میں ہے:

''مدینے کے سلطان رحمت عالمیان ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا بمعہ اپنی بہنوں کے حاضر ہوئیں اور وہ پانچ تھیں۔ اُنہوں نے آپ ﷺ کو خشک گوشت کھاتے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے اُن کو وہ گوشت اپنے مقدس منہ میں چبا کر دیا تو اُن میں سے ہر ایک نے ایک ایک ٹکڑا چبایا۔ پس جب تک وہ زندہ رہیں۔ اُن کے منہ سے بدبو کبھی بھی نہ آئی۔''

رافع ، نافع، دافع، شافع

کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

بھینی خوشبو سے گلیاں مہک جاتیں

حضرت سیدنا جابر اور حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، مدینے کے تاجدار، سرکار ابد قرار، شفیع روز شمار ﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں سے مدنی آقا ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ (بیہقی)

اُن کی مہک نے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چلدیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا انداز تلاش

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب کوئی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیارت اقدس کے لیے سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوتے اور اگر سرکار ﷺ کو کاشانہ اقدس میں نہ پاتے تو وہ راہ میں آپ ﷺ کی خوشبو کو سونگھتے۔ جو آپ ﷺ کی گزرگاہ ہونے کے سبب راہ میں پھیلی ہوئی ہوتی تھی۔ اور اس طرح مدینے کی گلیوں میں خوشبو کے سہارے آپ ﷺ کو ڈھونڈتے چلے جاتے کہ حضور اکرم نبی مکرم ﷺ اس راہ سے گزرے ہیں۔ (مدارج النبوت)

معطر معطر مدینے کی گلیاں

آج بھی مدینے کے درودیوار سے آپ ﷺ کی خوشبوئے جانفزا کی لپٹیں آرہی ہیں۔ جس سے محبوبوں کے دماغ محبت معطر ہو جاتے ہیں۔ اور دیار حبیب ﷺ کی بارش میں بھی بھینی بھینی خوشبو ہوتی ہے۔

عنبرز میں عبیر ہوا مشک تر غبار
ادنی سی یہ شناخت تیری رہگزر کی ہے

حضرت ابوعبداللہ عطارؒ مدینہ طیبہ کی مدح میں فرماتے ہیں:

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ طَابَ نَسِیْمُھَا

فَمَا الْمِسْکُ وَالْکَافُوْرُ وَالْمَنْدَلُ الرُّطَب

ترجمہ: تاجدار مدینہ ﷺ کی خوشبو سے مدینہ طیبہ کی فضا مہک رہی ہے مشک کا فور اور عود کیا ہیں؟ ان کی مانند تو وہاں کی کھجوروں میں خوشبو ہے! (مدارج النبوت)

حضرت سیدنا ابوبکر شبلیؒ آپ حضور غوث اعظمؒ سے بھی پہلے ہوئے ہیں اور بغداد معلیٰ میں آپؒ کا مزار ہے۔ جو علمائے صاحبِ وجدان میں سے ہیں فرماتے ہیں، ''مدینہ طیبہ کی خاک پاک میں خاص قسم کی خوشبو ہے جو مشک و عنبر میں قطعاً نہیں''۔ اور فرماتے ہیں کہ ''مدینہ پاک میں ایسی خوشبو کا ہونا عجائب و غرائب میں سے ہے۔'' (مدارج النبوت)

میں مدینے کی گلیوں پہ قرباں!

جن سے گزرے ہیں شاہ مدینہ

خوشبودار ہاتھ

آپ کے تمام جسم اطہر کی طرح ہاتھ مبارک ہمیشہ خوشبودار رہتے بلکہ جو شے آپ کے ہاتھ کو مس کرتی اس سے بھی کافی دیر تک خوشبو آتی رہتی۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں جب بھی آپ کے ساتھ مصافحہ کرتا تو میں اس کا اثر بعد ازاں اس طرح پاتا کہ میرے ہاتھ کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوتے۔

بعض روایات میں ہے کہ میں تین دن بعد تک اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔

لطافت ونظافت

حضور سراپا نور ﷺ اتنے صاف اور پاکیزہ تھے۔ کہ جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور نہ ہی آپ کے کپڑوں میں جوئیں پڑتی تھیں۔

(مدارج جلد اول ص ۱۱۴، شفا شریف ص ۲۳۴، انوار محمدیہ ص ۳۱۱)

فائدہ: مکھی کی عادت ہے کہ ہر فقیر امیر پر بیٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ پر بھی بیٹھ جاتی ہے۔ تاکہ اس کا غرور وتکبر خاک میں مل جائے۔ نیز وہ تواضع اور عاجزی اختیار کرے مکھی کا حضور پرنور ﷺ پر نہ بیٹھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اصلی شہنشاہ مخلوقات میں فقط آپ ہی ہیں۔ الحمدللہ علی ذلک۔

جسم اقدس خوشبودار

ہمارے آقا ومولا ﷺ کے جسم اقدس سے کستوری وعنبر کی سی خوشبو آیا کرتی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَاشَمَمْتُ مِسْكًا وَلَاعَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَآئِحَةِ النَّبِيِّ ﷺ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۱۷)

میں نے کوئی کستوری اور عنبر حضور ﷺ کے جسم اقدس سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

حضور پرنور ﷺ کے ساتھ جو شخص مصافحہ کرتا تو اس کے ہاتھوں سے تمام دن خوشبو آیا کرتی تھی۔ اور جس بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ بچوں میں خوشبودار مشہور ہو جاتا تھا۔ (مدارج جلد اول ص ۳۰، شفا شریف ص ۴۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

غَسَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَھَبْتُ اَنْظُرُ مَا یَکُوْنُ مِنَ الْمَیِّتِ فَلَمْ اَجِدْ شَیْئًا فَقُلْتُ طِبْتَ حَیًّا وَمَیِّتًا قَالَ وَسَطَعَتْ مِنْهُ رِیْحٌ طَیِّبَۃٌ لَمْ تَجِدْ مِثْلَھَا قَطُّ. (شفاشریف ص ۱۴)

میں نے وقت (انتقال) نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ میں وہ چیز جو میت سے نکلا کرتی ہے۔ دیکھنے لگا۔ مگر میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے کہا آپ زندگی اور موت میں بھی پاکیزہ ہیں۔ فرمایا۔ کہ آپ سے ایسی خوشبو نکلی۔ کہ میں نے ہرگز اس کی مثل نہیں پائی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَرْدَفَنِی النَّبِیُّ ﷺ خَلْفَہٗ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّۃِ بِفَمِی فَکَانَ یَنُمُّ عَلَیَّ مِسْکًا. (شفاء ص ۴۰)

(ایک دفعہ) مجھے پیارے رسول پاک ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا۔ پس مجھ پر خوشبو اور کستوری کی لپٹ آنی شروع ہوگئی۔

سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے رسول معظم ﷺ کا کہ جو آپ کے جسم اقدس سے چھو جاتا ہے۔ خوشبودار بن جاتا ہے۔

سردار دو جہاں ﷺ جس گلی کوچے سے گذر فرماتے وہ کوچہ بھی خوشبودار ہو جاتا۔ اور آپ کی تلاش کرنے والا اس کوچہ سے خوشبو سونگھ کر آپ کے پاس پہنچ جاتا۔ (مدارج ص ۳۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ قَدْ سَکَہٗ مِنْ طِیْبِ عَرْقِہٖ اَوْقَالَ مِنْ رِیْحِ عَرْقِہٖ. رواہ الدامی. (مشکوٰۃ ص ۵۱۷)

بیشک حبیب خدا ﷺ جس راستے سے گذرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَرَّ فِیْ طَرِیْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ وَجَدُوْا مِنْهُ رَآئِحَةَ الطِّیْبِ وَقَالُوْا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الطَّرِیْقِ (رواہ ابویعی ،انوار محمدیہ ص ۲۱۷)

جب حبیب خدا ﷺ کسی راہ پر گذر فرماتے تو لوگ اس راہ میں خوشبو پاتے اور کہتے کہ رسول پاک ﷺ اس راہ سے گزرے ہیں۔

بغل مبارک

آپ ﷺ کی مقدس بغلوں میں بال نہیں تھے۔ اہل سیرت نے اس کی رنگت سفید بیان کی ہے لیکن یہ سفیدی عبداللہ بن اقرم الخزاعی کی سفید رنگت جیسی ناگوار نہ تھی اور ان میں بدبو نہیں ہوتی تھی بلکہ بغلوں کے پسینہ مبارک سے نایاب کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ (حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں: ''میں نے آپ کے جسم اقدس کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا، جس سے تروتازہ کستوری کی خوشبو کے حلے اُٹھ رہے تھے''۔) (المواھب اللدنیہ الجزءالاول، ص:۶۶ بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ولاشممت مسکاقط ولا عطرا کان اطیب من عرق النبی ﷺ میں نے کبھی کوئی کستوری اور عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۵۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ، ج:۱، ص:۱۸۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا پسینہ مبارک لے کر بطور عطر استعمال کرتی تھیں اور کبھی فرماتی تھیں: ھذا عرقک نجعلہٗ فی طیبنا وھو من اطیب الطیب۔ (ایضاً صحیح مسلم)

یارسول اللہ ﷺ آپ کا پسینہ مبارک لے کر میں اسے اپنی خوشبوؤں میں ملاؤں گی کیونکہ یہ تمام خوشبوؤں سے زیادہ معطر ہوتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے۔ نرجوا برکتہٗ لصبیاننا ہم اسے برکت کے لیے اپنے بچوں کو لگائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اصبت تو نے درست کہا۔ (مسلم، ایضاً)

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا کے مبارک پسینہ کو اس میں ضرور شامل کر لینا۔ (البخاری، باب من زار قوما فقال عندھم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان اسی پسینہ مبارک کی خوشبو سے اندازہ لگایا کرتے تھے کہ معطر و معنبر وجود والے آقا و مولیٰ ﷺ اس راستے سے گزر کر تشریف لے گئے ہیں۔

عنبر زمیں، عنبر ہوا، مشک تر غبار

ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگذر کی ہے

(حدائق بخشش)

شکم وسینہ مبارک

آپ ﷺ کا شکم مبارک ہموار اور سینہ اقدس فراخ تھا۔ حلق مبارک کے نیچے سے بالوں کی ایک لکیر پتلی نازک شاخ کی طرح ناف سے ملی ہوئی تھی۔

(بعض روایات کے مطابق یہ تازہ مشک کی طرح خوشبودار تھی اور آپ کے شکم اقدس اور سینہ پر اس کے علاوہ بال نہ تھے۔

خوشبو دست مبارک

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خدَىَّ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤنَةِ عَطَّارٍ

(مشکوۃ، المصابیح ص ۵۱۷، مسلم شریف ۲ ص ۲۵۶)

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک دن میں نے فجر کی نماز رسول اکرم رحمت دوعالم ﷺ کے ساتھ پڑھی نماز سے فارغ ہوکر سید العلمین ﷺ اپنے دردولت کی طرف نکلے اور میں بھی ساتھ ہولیا اچانک سامنے بچے آ گئے رسول اکرم ﷺ ہر بچے کے رخسار پر ہاتھ مبارک پھیرتے تھے اور میرے دونوں رخساروں پر دست رحمت پھیرا تو ایسی ٹھنڈک اور ایسی خوشبو محسوس کی جیسے کہ سرکار ﷺ نے دست مبارک عطار کی صندوقچی سے نکالا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِى الاُمِّى الكريم وعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن اِلٰى يوم الدّين.

بلکہ سبحان اللہ سبحان اللہ حبیب خدا، سید انبیاء ﷺ کے جسم پاک سے ہر وقت ایسی خوشبو مبارک نکلتی کہ ساری گلی معطر ہو جاتی۔

ہتھیلی سے خوشبو

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ راوی ہیں ہ میں نبی مکرم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا کرتا تھا تو چونکہ میری ہتھیلی شاہ کونین ﷺ کی ہتھیلی مبارکہ کے ساتھ چھو جاتی تھی تو میں تین دن تک اپنے ہاتھ سے کستوری سے بہتر خوشبو سونگھا کرتا تھا۔ (المواہب الدنیہ ۲ ص ۲۸۱، زرقانی علی المواہب ۴، ص ۱۸۳، (حجۃ اللہ علیا لعلمین ۴۳۸)

حضور اکرم ﷺ کی ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ نرم، مشک وعنبر سے زیادہ معطر اور برف سے زیادہ ٹھنڈی تھی، اور ہر بھلائی اور عطا کی طرف تیزی سے مائل ہونے والی تھی۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

گیسوئے رسول ﷺ کی مہک

روایت میں آیا ہے کہ حضور رسالت مآب ﷺ حضرت علی کی ولادت کے بعد ان کو دیکھنے کے لیے اپنے چچا جناب ابو طالب کے گھر تشریف لائے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے گہوارے کے پاس جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت محو خواب تھے حضور رسالت مآب ﷺ کی مشک اور عنبریں گیسوؤں کی مہک جب حضرت علی کے مشام میں پہنچی تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور زبان حال سے بقول شعر پڑھا

بوئے جاں می آید از باد صبا ایں بوچہ بوست
مشک را ایں حد نباشد بہت گیسوئے اوست

اور جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہیں حضور سید کائنات ﷺ کے جمال جہاں آرا پر پڑیں تو آپ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

خوشبوئے جسم اطہر

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی دور میں کسی کو حاصل نہیں ہوا بلکہ آپ ﷺ کا مبارک جسم ولادت کے وقت سے معطر تھا۔

آپ ﷺ کے جسم اطہر کے جملہ اعزازات میں سے ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ وہ خوشبودار تھا آپ ﷺ اگرچہ خوشبو استعمال فرماتے رہتے تھے لیکن خوشبو کی محتاجی نہ تھی آپ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو اتنی نفیس اور دلربا تھی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

امام ابو نعیم اور خطیب نے آنحضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا اس کائنات میں ظہور ہوا میں نے زیارت کی تو میں نے آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا جس طرح تروتازہ کستوری کی خوشبو کے حلے چھوٹ رہے تھے۔ (زرقانی علی المواہب، جلد۴، صفحہ۲۲۴)

علامہ قاضی سلیمان منصور پوری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے نعل مبارک کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر پسینہ آرہا ہے اور پسینے کے اندر ایک نور ہے وہ ابھرتا اور بڑھ رہا ہے یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی۔ نبی کریم ﷺ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی، فرمایا: عائشہ حیران ہو رہی ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا حضور ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر ایک چمکتا دمکتا نور ہے اس نظارے نے مجھے سراپا چشم کر دیا ہے۔ اگر ابو بکر ہذلی اس نظارے کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس

کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے شعر کیا ہیں؟ تو میں نے یہ شعر پڑھ کر سنائے۔

ومبری من کل غیر حیفته

وفساد مرصغته وداء معضل

واذا نظرت الی السرة وجهه

برقت کبر العارض للعلل

"یعنی وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے مبرا ہیں، ان کے درخشاں چہرے پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے۔"

نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پیشانی کو چوما اور زبان مبارک سے فرمایا: فَاَسُرِرْتُ کَسُرُوْرِیْ مِنکَ. یعنی جو سرور مجھے تیرے کلام سے [illegible] قدر سرور تجھے میر[illegible] سے نہ ہوا ہوگا۔

(رحمۃ للعالمین، جلد۲، صفحہ ۱۸۵، خصائص کبریٰ، جلد۱، صفحہ ۱۲۱)

خوشبوئے جسمِ اطہر کا حصہ

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ مہک اور خوشبو آپ ﷺ کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ استعمال کردہ خوشبو کی کیونکہ آپ عی[illegible] کے محتاج نہ تھے۔ بلکہ آپ ﷺ خوشبو استعمال نہ بھی فرما[illegible] پھر بھی یہی کیفیت رہتی۔

(۱) شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن خصوصیات سے نوازا ان میں سے آپ کے جسمِ اطہر کا خوشبودار ہونا بھی ہے۔

کانت هذه الريح الطيبة صفته ﷺ وان لم يمس طيبا.

(المسلم ۲:۲۵۶)

مہک آپ ﷺ کے جسم اطہر کی صفات میں سے تھی اگرچہ آپ ﷺ خوشبو استعمال نہ فرماتے۔

(۲) امام اسحاق بن راہویہؒ اس بات کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

ان هذه الرائحة الطيبة كانت رائحة رسول الله من غير طيب. (سبل الهدیٰ ۲: ۱۲۰)

یہ پیاری مہک آپ ﷺ کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ اس خوشبو کی جسے آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔

(۳) امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اسے آپ ﷺ کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

ريحها الطيبة طبعياً خلقياً خصه الله به مكرمةً و معجزةً له. (نسیم الریاض، ۱: ۳۴۸)

اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت و معجزہ آپ ﷺ کے جسم اطہر میں خلقۃً اور طبعاً مہک رکھ دی تھی۔

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی صفت کو بیان یوں کرتے ہیں:

یکی از صفات عجیب آنحضرت طیب ریح است کہ ذاتی دی ﷺ بودے آنکہ آستعمال طیب از خارج کند و ہیچ طیب بداں نمرسد۔

(مدارج النبوۃ، ۱: ۲۴)

آپ ﷺ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال آپ ﷺ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کرسکتی۔

(۵) علامہ احمد عبدالجواد الدرمیؒ لکھتے ہیں:

آپ ﷺ کا جسم اطہر خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن

آپ ﷺ اس کے باوجود پاکیزگی و نظافت میں اضافے کے لیے خوشبو استعمال فرمالیتے۔''

(الاتحافات الربانیہ شرح الشمائل المحمدیہ: ۲۶۳)

(۶) شیخ ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں:

''احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسالت مآب ﷺ کے جسم اطہر سے خوشبو کی دلآویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں آپ ﷺ خوشبو کا استعمال فقط اضافہ کے لیے کرتے تھے۔''

(المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ ۱۰۹)

پھر دوسری خوشبو کی ضرورت نہیں

برادرانِ ملت! رسول خدا ﷺ کی وفات کا اثر یوں تو ہر مسلمان پر بہت ہوا کہ ایسا مصیبت کا دن انہوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ حدیث شریف میں ہے۔ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ جس دن حضور مدینہ میں تشریف لائے اس سے اچھا اور پرمسرت دن ہم نے مدینہ شریف میں کبھی نہیں دیکھا کیونکہ اس شہر مبارک کی ہر چیز روشن اور تابناک ہوگئی۔ اور جس دن حضور ﷺ کی وفات ہوئی اس دن سے زیادہ الم ناک ہم نے مدینہ طیبہ میں کبھی نہیں دیکھا کیونکہ سب چیزوں پر تاریکی چھا گئی۔ ہر گھر سے رونے اور گریہ وزاری کرنے کی آواز آتی تھی پورا مدینہ شریف ماتم کدہ بنا ہوا تھا لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا کہ ان کا حجرۂ مبارکہ جس میں حضور ﷺ کا وصال ہوا تھا دفن کے بعد وہ بَیْتُ الْحُزْنِ وَالفِرَاق ہوگیا تھا کہ شب و روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی رویا کرتی تھیں۔ اور خاص کر حضور کی لخت جگر نور نظر حضرت فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ عنہا کو بے انتہا غم ہوا کہ وہ رات بھر اور دن بھر حضور کی جدائی میں آنسو بہایا کرتیں۔ حدیث

شریف میں ہے کہ حضور کے وصال فرمانے کے بعد کبھی کسی نے ان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ دفن کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ کے سرہانے حاضر ہوئیں۔ مزار مبارک سے تھوڑی مٹی اٹھا کر اشک آلود اور آنسوؤں سے بھری ہوئی اپنی آنکھوں پر رکھا اور فرمایا:

مَا ذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ

اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

یعنی کیا حرج ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی قبر مبارک کو سونگھ لے تو وہ کبھی کسی بیش قیمت خوشبو کو نہ سونگھے۔ مطلب یہ ہے کہ حضور کی تربت انور سے ایسی خوشبو آ رہی ہے کہ جو شخص اسے سونگھ لے تو پھر کسی دوسری خوشبو کو سونگھنے کی اسے حاجت نہیں۔ (مدارج النبوت)

رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

آپ ﷺ کے جسم اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح خوشبودار بنایا تھا کہ جس جگہ، گلی، راستے سے آپ ﷺ کا گذر ہو جاتا وہ خوشبو سے مہک اٹھتے۔ بعد میں گزرنے والا ہر شخص یہ محسوس کر لیتا کہ اس راہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ان راستوں پر ایسی خوشبو پاتا جو آپ ﷺ ہی کے جسم اطہر کا حصہ تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کیفیت کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ اذا مرفی طریق من طرق المدینۃ وجدوامنہ رائحۃ الطیب وقالوامر رسول اللہ ﷺ من ھذا الطریق. (الخصائص الکبریٰ ۱:۶۷، بحوالہ ابویعلی، بزار)

محبوبِ کریم ﷺ مدینہ طیبہ کے کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پکار اُٹھتے کہ ادھر سے اللہ کے

پیارے رسول ﷺ کا ہی گزر ہوا ہے۔

اسی کے تحت علامہ علی محمد البجاویؒ لکھتے ہیں:

''راستے سے گزرنے والا اس میں پھیلی ہوئی خوشبو کی وجہ سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے کیونکہ ایسی خوشبو آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص تھی۔

گزرے جس راہ سے وہ سیدؐ والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

قبرِ رسول ﷺ سے خوشبو

حضور نبی رحمت ﷺ کے وصال مبارک کے تقریباً اسی (۸۰) برس بعد اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں مدینے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی مزید توسیع کا حکم دیا۔ مسجد نبوی کا رقبہ جس میں پہلی توسیع رسول کریم ﷺ دوسری توسیع خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کروائی تھی۔ اب اسلامی مملکت کے محیر العقول پھیلاؤ اور مسلمانوں کی آبادی میں نمایاں اضافے کے باعث پھر چھوٹا پڑ گیا تھا یہ بات ۹۱ (مطابق ۷۱۰ء) کی ہو رہی ہے۔ اس وقت تک رسول کریم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔ خلیفہ کی ہدایت پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے علاوہ باقی تمام حجرے گرا کر اُن کی زمین مسجد نبوی کی توسیع میں استعمال کی گئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ نہ صرف برقرار رکھا بلکہ بعد میں اس کی چار دیواری بنوائی اور اس کے گرد سات میٹر یا ساڑھے سات گز اونچی ایک بیرونی دیوار کا اضافہ بھی کیا۔ توسیع اور تعمیر

کے اس عمل کے دوران جب حجرے گرائے گئے تو ایک بھیگی رات میں جو کچھ بیتی وہ ایک معاصر عبداللہ بن محمد بن عقیل کی زبانی سنیے۔

''اس رات مدینے میں بارش ہو رہی تھی۔ میرا معمول تھا کہ رات کے آخری حصے میں مسجد نبوی ﷺ میں حاضری دیتا۔ پہلے رسول کریم ﷺ پر درود سلام بھیجتا اور پھر بعد نماز فجر مسجد نبوی میں ہی رہتا تھا۔ اس رات بھی میں حسب معمول نکلا۔ ابھی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان تک پہنچا تھا کہ اچانک ایسی خوشبو آئی جو میں نے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ مسجد نبوی پہنچا تو کیا دیکھا کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی ایک دیوار (مشرقی دیوار جو جنت البقیع کے رخ ہے) گری ہوئی ہے۔ میں اندر گیا اور رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کیا۔ ابھی وہیں تھا کہ مدینے کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ اُن کے حکم پر حجرہ کے اندر جانے کے لیے کہا گیا۔ مستری نے کہا کہ اس کے ساتھ کوئی اور بھی اندر چلے۔ گورنر مدینہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کے ساتھ دو اور حضرات بھی تیار ہوئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا تو کہا ضروری ہے اس مقدس مقام کے مکینوں کے سکون میں خلل نہ ڈالا جائے۔ انہوں نے صرف ایک آزاد کردہ غلام زاحم کو اندر جانے کی ہدایت کی۔ (ماہنامہ السعید میلاد النبی نمبر جنوری ۲۰۱۵ء)

تازہ خوشبو

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ قَدْ سَلَکَہٗ مِنْ طِیْبِ عَرْفِہٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِیْحِ عَرَقِہٖ (مشکوٰۃ ص ۵۱۷، سنن الدارمی ص اص ۴۶ مطبوعہ قاہرہ مطبوعہ ملتان)

یعنی اگر کسی نے سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ کو تلاش کرنا ہوتا تو (پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی) بلکہ جس گلی سے تازہ تازہ خوشبو آتی ادھر کو جاتا تو آپ ﷺ کو پالیتا آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے۔

صَلِّ عَلَی الحَبِیبُ الکریم وعَلٰی آلہٖ وَاَصُحَابِہٖ اَجُمَعِین

طہارت ونظافت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کو پیکر رعنا ارزانی فرمایا۔اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظافت اور لطافت کا اہتمام بھی خود ہی فرمادیا۔

حضور ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔ یہ کہ میں نے کوئی مشک اور عنبر ایسا نہیں سونگھا جس کی خوشبو حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام کی مہک سے زیادہ ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جس کسی سے مصافحہ فرماتے دن بھر اس کے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی تھی اور جب کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو اپنی مخصوص مہک کی وجہ سے وہ دوسرے بچوں سے ممتاز ہوا کرتا اور اُسے بآسانی پہچان لیا جاتا تھا کہ اس خوش نصیب کے سر پر آقائے دوجہان نے اپنا دست شفقت رکھا ہے۔

حضور ﷺ خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے خوشبو کی لپٹیں مبارک ہاتھوں سے اُٹھتی رہتیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جس راستہ سے گزرتے صحابہ کرام کو اس سے بھینی بھینی خوشبو کی وجہ سے پتہ چل جاتا تھا کہ یہاں سے ان کے آقا و مولا ﷺ کا گزر ہوا۔

عنبر زمین عنبر ہوا مشک تر غبار
ادنی سی یہ شناخت تیری رہگزر کی ہے

(ضیاء النبی جلد دوم حصہ ۶)

مدینہ مہک گیا

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ایک شخص نے اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے ہاں بھیجنے کے لیے خوشبو تلاش کی مگر خوشبو نہ مل سکی تو اس نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ ہی کوئی خوشبو عطا فرمائیں، نبی اکرم ﷺ نے شیشی طلب فرمائی تا کہ اس میں خوشبو ڈالی جائے شیشی حاضر کرنے پر حبیب خدا جان دو عالم ﷺ نے اپنے جسم انور سے پسینہ لے کر اس شیشی میں بھر دیا اور فرمایا جا کر اسے اپنی لڑکی کے جسم پر مل دو اور جب اسے پسینہ مبارک ملا گیا تو سارا مدینہ اس خوشبو سے مہک گیا اور پھر اس گھر کا نام ہی ''بیت المطیبین'' رکھ دیا گیا۔

(مدارج النبوۃ اردو اص ۴۷، مدارج النبوۃ فارسی اص ۲۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبَارِک عَلٰی حَبِیبک اطیب الطیبین
وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحابه اَجْمَعِیْن

عاشق رسول امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ رضویہ فیصل آباد کے جلسہ عام میں اس واقعہ کو بیان فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس لڑکی کو تاحیات پھر کبھی خوشبو لگانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی بلکہ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں جو بچہ پیدا ہوتا اس کے جسم سے بھی خوشبو مہکتی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

(البرھان از مفتی محمد امین صفحہ ۲۴)

جسم سے مَس ہونے والی شے

آپ ﷺ کا جسم اطہر اس طرح خوشبودار تھا کہ اگر کسی بھی شخص کا جسم آپ ﷺ کے ساتھ مَس ہو جاتا تو اس میں بھی مہک پیدا ہو جاتی مثلاً اگر کسی نے آپ ﷺ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی تو اس کے ہاتھوں میں خوشبو ہی خوشبو ہوتی۔ اگر آپ ﷺ نے کسی کے جسم پر دستِ شفقت پھیر دیا تو اس کے جسم سے خوشبو آتی رہتی۔ جس بچے کے سر پر آپ ﷺ اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتے وہ اس کی برکت سے آنے والی خوشبو کی وجہ سے اس طرح دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہر کوئی کہتا اس کے سر پر رسول خدا ﷺ نے ہاتھ پھیرا ہے۔

جسم پاک کی خوشبو

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰی تَکَفَّا وَمَا مَسَسْتُ دِیْبَاجَۃً وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَا شَمَمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرًا اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَۃِ النَّبِیِّ ﷺ

(متفق علیہ، مشکوٰۃ المصابیح ۵۱۷) (بخاری شریف ا ص ۲۶۴، مسلم ۲ ص ۲۵۷، مصابیح السنۃ ۴ ص ۴۸ واللفظ للمسلم)

ترجمہ: سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک نہایت صاف اور چمکدار تھا اور حبیب خدا ﷺ کا پسینہ مبارک یوں تھا جیسے موتی ہوتے ہیں اور جب ہمارے آقا ﷺ چلتے تھے تو پوری قوت سے چلتے تھے (یعنی کمزور لوگوں کی طرح نہیں چلتے تھے) اور میں نے کبھی کوئی موٹا ریشم یا باریک ریشم ایسا نہیں

دیکھا جو ہمارے آقا ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے نرم ہو، اور میں نے

کبھی کوئی کستوری یا عنبر ایسا نہیں دیکھا جو نبی اکرم ﷺ کی خوشبو

مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

اسم پاک سیدنا محمد ﷺ

انوار و تجلیات و برکات کی ٹھاٹھیں

ادب کی خاطر جھکی نگاہیں، زباں پہ بے خود سلام آیا

لپک کے دونوں لبوں نے چوما کہ جب محمد کا نام آیا

اسم محمد ﷺ سے کل عالم میں جان آتی ہے

پیارے آقا کریم ﷺ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پہلے آپ ﷺ کا نام اپنے ایک بیٹے کی نسبت سے "قثم" رکھا یا خواہش کی مگر جب سیدہ آمنہؓ نے بتایا کہ (حدیث) "جب میرے پاک حمل کو دو ماہ گزر گئے تو کسی نے خواب میں مجھے جھنجھوڑ کر کہا" یَا آمِنَۃُ اِنَّکِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْعَالَمِیْنَ طُرًّا فَاِذَا وَلَدْتِیْہِ فَسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا ﷺ! اے آمنہ! تم ایسے بچے کی ماں بننے کی ماں بننے سے مشرف ہو رہی ہو جو تمام جہانوں سے افضل ہوں گے جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام "محمد ﷺ رکھنا" لہٰذا ایک تو یہ خواب سینے میں رس گھول رہا تھا دوسرا حضرت عبدالمطلبؓ کے دل میں اللہ کریم کی طرف اس پاک نام کا القاء کر دیا گیا اس لیے جب پیدائش مبارک کے ساتویں دن حضرت عبدالمطلبؓ نے عقیقہ کے لیے ایک بکری یا مینڈھا ذبح کی تو انہوں نے آپ ﷺ کا دلوں کو لبھانے والا، من ٹھارنے والا، سینوں کو مہکانے والا مقدس، معطر، مطہر، منور، متبرک نام "محمد ﷺ) رکھ دیا۔" یہ ایسا معزز نام ہے کہ جو پیارے اللہ کریم نے کسی زمانے میں کسی نبی

یا امتی کو (جس نے دعویٔ نبوت کیا ہو) رکھنے ہی نہیں دیا کیونکہ یہ نام پیارے محبوب کریم ﷺ کے لیے مخصوص اوران کی امانت تھا''۔اس مقدس ومنور نام میں ایسی فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے کہ اہل لغت انگشت بدنداں ہیں اور آج تک اس کے رموز کی حقیقی روح تک نہیں پہنچ پائے۔

نماز تحیۃ الوضوء میں جنت کی خوشبو

پیارے بھائیو! ہم نے منہ ہاتھ تو دن میں کئی بار دھونا ہی ہوتا ہے پھر کیوں نہ اس دھونے میں ذرا ترتیب اپنا لیں الو یہ الحمدللہ وضوء بن جائے گا۔اس طرح کرنے سے نہ صرف آپ کے اعضاء دھل گئے بلکہ آپ نے ایک ایسا عمل کر دیا جو سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق اور اللہ رب العزت کی رضا کا باعث ہے۔چونکہ (حدیث) ''بیشک اللہ کریم پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے،صفائی والا ہے اور صفائی کو پسند فرماتا ہے''

ذکر خوشبوءگلبدن پاک

خوشبو کا ذکر ہوا اور کیسے ممکن ہے کہ جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کے بدن اطہر کی خوشبو کا ذکر نہ ہو کہ جس سے تمام خوشبوؤں نے جنم لیا اور جس سے پورا عالم معطر ہے۔

محبوب کریم ﷺ ف

کا مزاج پر ناز بہت نرم و نازک اور بدن بے حد خوشبودار تھا یہی وجہ ہے کہ (حدیث) ''آپ ﷺ کے بداطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی''۔اور (حدیث) ''آپ ﷺ کو جوں نہ کاٹتی تھی''۔اوراس خوشبوءگلبدن پاک کا یہ عالم تھا کہ (حدیث) ''جب پیارے آقا کریم ﷺ تشریف لاتے تو بدن اطہر کی پاک خوشبو سے آپ ﷺ کی امد ورفت کا علم ہو جاتا تھا''۔اور (حدیث) ''جس بھی راستے آپ ﷺ گزر جاتے،آپ ﷺ کے پیچھے آنے والا کوئی بھی

آپ ﷺ کی مبارک خوشبو کی وجہ سے جان لیتا تھا کہ پیارے آقا کریم ﷺ ان راستوں سے جلوہ گر ہوئے ہیں"۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ میں کئی انفادی نوعیت کی خوبیاں تھیں جب آپ ﷺ کسی راستے پر تشریف لی جاتے اور کوئی آپ ﷺ کے پیچھے جاتا تو وہ آپ ﷺ کے مبارک پسینہ کی خوشبو سے سمجھ جاتا کہ آقا کریم ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں، اسی طرح آپ ﷺ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا" سبحان اللہ۔ یہ گویا ان کی اس خوشبو میں مست و بے خود ہونے کی کیفیت تھی اور پھر (حدیث) "جب پیارے آقا کریم ﷺ مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزر جاتے تو (اس رستہ کی صحابہ کرام حتی کہ کافر) لوگ آپ ﷺ کے خوشبو پا کر کہا کرتے کہ آقا کریم ﷺ اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں" کیونکہ (حدیث) "بہترین و مہترین آقا کریم ﷺ کے پاک بدن سے کستوری کی مہک اٹھتی تھی" جو آس پاس کو مہکا دیا کرتی تھی اور پھر (حدیث) "رات کے وقت (جبکہ پہچاننا مشکل ہوتا تھا تو) اسی بھینی بھینی خوشبو کی وجہ سے آقا کریم ﷺ کی تھی" (حدیث) "جب میں (راوی) نے آقا کریم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا یا کبھی میرا جسم پیارے آقا کریم ﷺ کے بدن سے مس ہو جاتا تو تین دن بعد تک میرے جسم سے خوشبو مہکتی رہتی جو کستوری سے زیادہ دلآویز ہوتی"۔ اسی طرح (حدیث) سیدنا جابر بن یزید بن اسودؓ نے فرمایا "سب لوگ آقا کریم ﷺ کے پاک ہاتھوں کو بوسے دینے لگے، میں نے بھی آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑا اور اسے اپنے چہرے پر پھیرا جو کہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا"۔ اور (حدیث) "میں نے اون اور ریشم سے مخلوط خالص ریشمی کپڑے کو بھی آقا کریم ﷺ کے دست اقدس سے زیادہ نرم نہیں پایا اور میں نے مشک اور عطر کو بھی آقا کریم ﷺ کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا"

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک سفر میں ''میں آقا کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے قریب ہو جاؤ'' میں آپ ﷺ کے قریب ہوا تو مجھے آپ ﷺ کے جسد اطہر سے ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو کستوری اور عنبر سے بدرجہا بہتر تھی''۔

سبحان اللہ یہ منظر دیکھنے کے بعد گویا امی سیدہ عائشہؓ نے یہ اعلان فرما دیا کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت پاک اور نورانی بدن والے تھے جس کو بھی آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف کی سعادت ملی اس نے آپ ﷺ کے روئے زیبا کو چودھویں کے چاند سے تشبیہہ دی، آپ ﷺ کے رخ پرنور پر پسینہ موتیوں کی طرح ڈھلکتا نظر آتا تھا جو خالص کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہوتا تھا''۔

(حدیث) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ''جب آقا کریم ﷺ کا وصال ہوا تو آقا کریم ﷺ کو میں نے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا جب روح پاک جسم اطہر سے نکلی تو ایسی خوشبو آئی کہ اس سے زیادہ پاکیزہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی''۔ اور پھر جب آپ ﷺ کو غسل دیا جانے لگا تو (حدیث) ''ایسی پاکیزہ خوشبو ہر طرف پھیل گئی کہ اس جیسی خوشبو لوگوں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی''

اور جب غسل دے لیا گیا تو (حدیث) ''سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے آقا کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور عرض کی ''سیدی یا رسول اللہ ﷺ حالت حیات میں بھی کتنے پاکیزہ اور خوشبودار تھے اور اب حالت وصال پاک میں بھی کتنے پاکیزہ اور خوشبودار ہیں'' ایسے ہی (حدیث) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ''وصال کے دن میں نے اپنا ہاتھ پیارے آقا کریم ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھا (تو میرا ہاتھ اتنا خوشبودار ہو گیا کہ) پھر کئی ہفتے گزر گئے میرے ہاتھ سے کستوری کی مہک ختم نہ ہوتی تھی حالانکہ میں کھانا بھی کھاتی اور وضو بھی کیا کرتی تھی''۔

تیسرا باب:

پسینہ مبارک

☆ خوشبوپسینہ مبارک

☆ کائنات کی بہترین خوشبو

☆ حضور کا پسینہ اور گلاب کا پھول

☆ آپ ﷺ کا پسینہ ہر خوشبو سے خوشبودار

☆ پسینے سے کفن کو مُعطر کرنے کی خواہش

☆ نسل در نسل خوشبو

☆ خوشبو والوں کا گھر

☆ موتیوں کی لڑی

☆ رسول پاک ﷺ کا مبارک پسینہ و بول و براز

☆ آپ کا مبارک پسینہ

☆ پسینہ مبارک کی خوشبو

☆ پسینہ مبارک

☆ آخری دم تک منہ سے خوشبو

☆ مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

☆ قبر سے خوشبو

☆ خوشبودار پسینہ

خوشبو پسینہ مبارک

آپ ﷺ کے جسم مبارک کا پسینہ نہایت ہی خوشبودار تھا چونکہ آپ ﷺ کا جسم مبارک انتہائی لطیف تھا اس لیے آپ ﷺ کے جسم پر پسینہ کی وجہ سے کپڑا میلا بھی نہیں ہوتا تھا۔ (ابن سعد، ابن عساکر)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ پسینے کے قطرے آپ ﷺ کے جسم انور پر موتیوں کی طرح دکھائی دیتے تھے جو کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھے۔ (الوفا، جلد۲، صفحہ۴۰۸)

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ کے پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، آپ ﷺ جیسا نہ کوئی پہلے گذرا ہے اور نہ بعد میں آئے گا''۔ (ابن عساکر، جلد۱، صفحہ۳۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے پسینے کو عطر اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار پایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے پسینے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر پسینے کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے تھے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔ (سبل الہدیٰ، جلد۲ صفحہ۱۱۵)

حضرت حبیب بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے قبیلہ حرش کے ایک شخص نے کہا کہ جب حضور علیہ السلام نے حضرت ماعز کو رجم فرمایا تو میں اپنے بزرگوں کے ساتھ وہاں موجود تھا جب آپ ﷺ نے زمین سے پتھر اٹھا کر مارا مجھ پر خوف طاری ہو گیا تو حضور علیہ السلام نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا آپ ﷺ کی مبارک بغل سے

خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرے جس کی مہک کستوری سے بڑھ کر تھی۔ (الوفا، جلد ۲ صفحہ ۴۰۵)

بہت سے صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے مبارک پسینے کو شیشیوں میں محفوظ کر لیتے اور اسے بطور خوشبو استعمال کرتے۔

کائنات کی بہترین خوشبو

ہمارے پیارے آقا ﷺ کا جسم اطہر ہر وقت معطر رہا کرتا تھا۔

واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینہ تیرے

اور آپ ﷺ کے مبارک پسینے جیسی خوشبو اس دنیا میں تو کیا عطر جنت میں بھی نہیں۔

عطر جنت میں بھی ایسی خوشبو نہیں
جیسی خوشبو میرے نبی ﷺ کے پسینے میں ہے

مدینے کے دیوانو! آؤ! مدینے والے موہنے محبوب ﷺ کی مہکے مہکے پسینے کی باتیں کریں۔ اور لطف تو تب ہے کہ حسین تصور میں مہکتے مدینے کی مہکتی فضائیں ہوں، مست و پر کیف رنگین ہوائیں ہوں، تصور میں سرکار ﷺ کی مہکی مہکی گزرگاہیں ہوں اور محبوب خدا ﷺ کی معطر معطر گلیوں میں مچل رہا ہو، تڑپ رہا ہو، اور ہوا کے مست مست مہکے مہکے جھونکے دل مضطر کو گدگدا رہے ہوں اور گہرائی قلب سے جھوم جھوم کر یہ صدا اُٹھ رہی ہو

بات کیا ہے باد صبا! اتنی کیوں معطر ہے؟
سبز سبز گنبد کو چوم کر چلی ہو گی!!
آرزو ہے سینے میں گھر بنے مدینے میں
ہو کرم جو بندے پر بندہ پروری ہو گی

آؤ...... پھر مہکے مہکے مدینے کے اسی حسین تصور میں میٹھے میٹھے مدینے کے معطر معطر تاجور اور معطر معطر نور کے پیکر ﷺ کی حسین یادوں میں گم ہو جائیں۔ "مدینہ مدینہ" کہتے ہوئے سو جائیں۔ مدینے کی معطر معطر گلیوں میں کھو جائیں...... اور کوئی شفقت سے کہہ رہا ہو۔

دیکھ تو نیازی ذرا! سو گیا کیا دیوانہ؟
اُن کی یاد میں شاید آنکھ لگ گئی ہو گی!!

اور پھر خواب ہی خواب میں مہکے مہکے مدینے کی سیر بھی ہو جائے۔

خیال مدینہ میں نیند آگئی جب
قرار آگیا بے قراری کو میری
کئے سبز گنبد کے میں نے نظارے
بڑا لطف آیا سویرے سویرے

اور اے کاش! ہمارے پیارے پیارے اور مہکے مہکے مدینے کی سیر بھی ہو جائے۔

اور اے کاش! ہمارے پیارے پیارے اور مہکے مہکے سرکار ﷺ اپنی مشکبار زلفیں لہراتے ہوئے، مسکراتے ہوئے تشریف لے آئیں اور اپنے مبارک مبارک معطر معطر پسینے کی خوشبو سے ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے (قبر و حشر میں بھی) مہکا دیں۔ اور پھر یوں مدینہ کے تاجدار ﷺ کے مبارک پسینے کا تذکرہ ہوتا ہی رہے۔ کیونکہ

دنیا کی کوئی خوشبو اُسے راس نہ آئی اور من کو نہ بھائی
جس نے بھی ترے جسم کا سونگھا ہے پسینہ یا شاہ مدینہ ﷺ

مدینہ طیبہ کے خوش نصیب لوگ اُس کو بطور خوشبو استعمال کرتے تھے۔ وہ کستوری وعنبر سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ آپ ﷺ مشکبار ہیں۔ اور قدرت خداوندی کے عظیم شاہکار ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(فیضان سنت صفحہ ۵۴۳ تا ۵۴۴)

حضور کا پسینہ اور گلاب کا پھول

حضور کا پسینہ: بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کے پسینہ مبارک سے گلاب کا پھول پیدا ہوا ہے۔ ایک اور جگہ مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: گل سفید یعنی چنبیلی میرے پسینے سے شبِ معراج میں پیدا ہوئی۔ گل سرخ یعنی گلاب جبریل کے پسینے سے۔ نیز فرمایا: معراج کی واپسی پر میرے پسینے کا قطرہ زمین پر گرا تو اس سے گلاب کی روئیدگی پیدا ہوئی، جو میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے جب میرے پسینے کا قطرہ زمین پر گرا تو زمین ہنسی، گلاب کے پھول کو اُگایا۔ لیکن محدثین ان حدیثوں کو اپنی اپنی اصطلاحوں کے مطابق جو وہ رکھتے ہیں کلام کرتے ہیں۔

مواہب لدنیہ میں ابوالفرح مہرورنی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ان حدیثوں میں جو کچھ آیا ہے وہ نبی مختار ﷺ کے دریائے فضل و کرم کا ایک قطرہ اور اس کثرت سے بہت تھوڑا ہے جس سے پروردگار نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا فرمایا۔ محدثین کا ان میں کلام کرنا اپنی اپنی اصلاحات اور وضاحت کے مطابق ہے۔

علماء وفقہا نے لکھا ہے کہ روزے کی حالت میں کسی چیز کا ناک کے ساتھ لگا کر سونگھنا مفسد صوم ہے لیکن گلاب کا پھول سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار، جلد ا صفحہ ۵۰۹)

آپ ﷺ کا پسینہ ہر خوشبو سے خوشبودار

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

ولا شممت مسكاً قط ولا عطرًا كان اطيب من عرق النبي ﷺ (شمائل الترمذی)

میں نے آپ ﷺ کے پسینے کو ہر عطر اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار پایا۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ مبارک پسینہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان عرق رسول الله ﷺ اطيب من ريح المسك الاذفر (سبل الهدى، ۲:۱۱۸)

آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر پسینہ کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔

پسینے سے کفن کو مُعطر کرنے کی خواہش

بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

فاوصىٰ انس ان يجعل منه فى حنوطه من ذلك المسك فجعل فى حنوطه. (البخارى: باب من زار قوماً فقال عندهم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا کے مبارک پسینہ کو اس میں ضرور شامل کر لینا۔ لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔

نسل در نسل خوشبو

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام استراحت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کی جبیں مبارک پر خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرات ہویدا تھے۔ میں نے ان میں سے کچھ قطرے ایک شیشی میں جمع کر کے محفوظ کر

لیے۔ اتفاقاً انہی دنوں میری ایک ملنے والی خاتون کی بیٹی کی شادی ہوئی میں نے اس شیشی میں سے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس خاتون کو بطور تحفہ دیئے۔ اس خاتون نے اسے بطور خوشبو استعمال کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو لگایا۔ اس پسینہ مبارک کی برکت سے لڑکی کے اس عضو سے ہمیشہ خوشبو آتی تھی جس پر پسینہ مبارک لگایا گیا تھا۔ یعنی یہ خوشبو ساری عمر باقی رہی اس کے بعد اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اس سے بھی وہی خوشبو آیا کرتی یہاں تک کہ اس لڑکی کی نسل میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا اس سے وہی مہک اور خوشبو آتی۔ اس مبارک خاندان اور گھر کو اہل مدینہ بیت العطارین (خوشبو والوں کا گھر) کہہ کر پکارتے تھے۔

خوشبو والوں کا گھر

طبرانی نے حضرت ابویعلیٰ اور ابن عدی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں، نہ ہی خوشبو ہے، آپ ﷺ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک کھلے منہ والی شیشی اور ایک لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے آؤ، وہ شخص حسب ارشاد گرامی شیشی اور لکڑی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس لکڑی کی مدد سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ اس شیشی میں جمع کیا حتیٰ کہ وہ بھر گئی آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور بیٹی سے کہو کہ اسے بطور خوشبو استعمال کرے وہ شخص آپ ﷺ کا پسینہ مبارک گھر لے گیا اور اس کے گھر والوں نے بطور خوشبو استعمال کیا تو ان کا گھر خوشبو سے مہک اٹھا، اس کی خوشبو اس کے گھر تک محدود نہیں رہی بلکہ دیگر اہل مدینہ بھی اس خوشبو کو محسوس کرتے، اسی وجہ سے اہل مدینہ اس گھر کو ''بیت الطیبین یعنی خوشبو والوں کا گھر'' کے نام سے یاد کرتے۔

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

کہ در بعضے روایات آمدہ است کہ مرلے بول آنحضرت ﷺ

راخوردہ بود پس بوئے خوش می دمید ندازوے واز اولاد چند پشت

''یعنی بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے بول مبارک پی لیا

جہاں خود اس کے جسم میں خوشبو آتی وہاں اس کی اولاد میں پشت در

پشت چلتی رہی''۔(شرح شفاء جلد ۱، صفحہ ۱۶۱)

کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آپ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا تو

تمام مدینہ خوشبو سے مہک اٹھا۔(خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۶۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے

فارغ ہو چکے تو سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر انور پر حاضر ہوئیں تو۔''فَاَخَذَتْ

قُبْضَةَ مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ فَوَضَعَتْهُ عَلٰی عَیْنِهَا وَبَکَتْ وَاَنْشَاَتْ ''یعنی تربت مبارک

کی خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی آنسو جاری ہو گئے اور یہ شعر پڑھا۔

مَاذَا عَلٰی شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدُ

اَنْ لَّا یُشَمَّ مَدَی الزَّمَانَ غَوَالِیَا

''جس شخص نے آپ ﷺ کی تربت مبارک کی خوشبو سونگھی اس کے بعد دنیا میں

اور کسی خوشبو کی ضرورت نہیں رہتی''۔

موتیوں کی لڑی

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خلق کے رہبر، ساقئ

کوثر ﷺ کو کثرت سے پسینہ آتا تھا۔ چہرہ پر پسینہ آتا تو موتیوں کی طرح محسوس ہوتا اور

اُس کی خوشبو مشک اور اذفر سے بھی زیادہ ہوتی۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو

آپ ﷺ اُس کا ثقل (یعنی بوجھ) محسوس کرتے اور پیشانی عرق آلود (یعنی پسینہ پسینہ) ہو جاتی اور ایسا محسوس ہوتا گویا موتیوں کی لڑی ہے۔ شدید سردی میں بھی (نزول وحی کے وقت) آپ کی یہی کیفیت ہوتی۔

وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کر عطر صندل کی زمیں رحمت کی کھانی ہے
جہاں کی خاکردبی نے چمن آراء کیا تجھ کو
صبا! ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

(فیضان سنت صفحہ ۵۴۵)

رسول پاک ﷺ کا مبارک پسینہ و بول و براز

ہمارا پسینہ اور فضلات (پیشاب و پاخانہ) بدبودار ہوتا ہے۔ مگر قربان اس آقا و مولا ﷺ پر کہ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا اور آپ کے فضلات پاک ہی نہیں تھے۔ بلکہ خوشبودار بھی تھے۔ اس لیے خود رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس رسول پاک تشریف لائے جو تم سب سے زیادہ نفیس ہیں۔

آپ کا مبارک پسینہ

آقائے دوعالم ﷺ کا مبارک پسینہ اسقدر خوشبودار کہ مدینہ کے لوگ اس کو بطور خوشبو استعمال کرتے تھے۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں۔

مرد میخواست کہ دختر خود را بخانہ شوہر فرستد طیب نداشت۔ پیش آنحضرت آمد تا چیزے عطا کند۔ چیزے حاضر نہ بود پس شیشہ طلبید وطیب انداخت درد ے۔ پس پاک کرد از جسد

شریف خوداز عرق درشیشہ انداخت وگفت بینداز دریں شیشہ طیب و بفرما اورا کہ تطیب کند بایں۔ پس بود آں زن چوں میکرد بداں مے بوسیدند اہل مدینہ آنرا دنام کردند خانہ ایشاں رابیت الطیبین ۔(مدارج جلد اول ص ۲۹)

پسینہ مبارک کی خوشبو

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا پسینہ مبارک چہرہ انور پر یوں معلوم ہوتا تھا خوشبو کے لحاظ سے وہ خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور مہلک والا ہوتا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب خدا ﷺ کے پسینہ مبارک کے قطرات چمک دمک میں موتیوں کی مانند تھے اور خوشبو و مہک کے لحاظ سے کستوری کی مانند۔

پسینہ مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروری ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کی عدم موجودگی میں اُن کے بستر پر آرام فرماتے۔ایک دفعہ آپ تشریف لائے اور بستر پر آرام فرما ہو گئے۔ان کو آکر کسی نے بتلایا کہ حبیب خدا ﷺ تمہارے گھر تشریف لاکر محواستراحت ہیں۔وہ جب حاضر ہوئیں تو آپ کے پسینہ مبارک سے ان کا بستر (چمڑے کا بنا ہوا بچھونا) تر ہو چکا تھا اور عرق آلود۔انہوں نے اپنے قیمتی ساز و سامان والا تھیلا کھولا اور اس میں سے خوشبو والی شیشیاں اور بوتلیں نکالیں، پسینہ مبارک کو کپڑے کے ذریعے بچھونے سے اٹھاتیں اور ان شیشیوں میں نچھوڑتیں۔

سرور عالم ﷺ کی آنکھ مبارک کھلی تو فرمایا: یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض

کیا: نرجو برکتہ لصبیاننا ۔ہم امید رکھتے ہیں کہ اس انوکھی خوشبو کو جب بچوں پر لگائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں بابرکت فرمائے گا۔آپ نے فرمایا: تم نے صحیح سوچا ہے اور درست کہا ہے۔ (رواہ مسلم)

آخری دم تک منہ سے خوشبو

امام قسطلانی کتاب ''الجواہر المنکون فی ذکر القبائل والبطون'' کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ جب سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا خون مبارک نوش کیا اسی دن سے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھیں، وہ خوشبو ان کے منہ میں اس دن تک رہی جب ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کیا گیا، آپ کا جسم اقدس اس طرح خوشبودار تھا کہ کسی بھی شخص کا جسم آپ کے ساتھ مس ہو جاتا تو اس میں بھی مہک پیدا ہو جاتی۔ مثلاً اگر کسی نے مصافحہ کی سعادت حاصل کی تو اس کے ہاتھوں میں خوشبو ہی خوشبو ہو جاتی اگر آپ کسی کے سر پر دست شفقت رکھ دیتے تو وہ اس کی خوشبو سے تمام بچوں میں ممتاز ہو جاتا۔ (سبل الہدیٰ، جلد۲ صفحہ ۱۱۷)

مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آپ جن راستوں سے گذر جاتے وہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو سے مہک اٹھتے تھے۔ اس پر اس سے بڑھ کر کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ چودہ سو سال گذر جانے کے باوجود مدینہ طیبہ کی سرزمین اور آب و ہوا اسی راحت جان خوشبو سے معطر ہے اور اب بھی مدینہ پاک کے سبزہ زار اور در و دیوار سے ایسی دل آویز مہک اٹھتی محسوس ہوتی ہے جو عاشقانِ رسول کے مشام دل و جان کے لیے کیف و سرور کا سامان ہے۔ اور یاقوت حموی لکھتے ہیں۔

مدینہ پاک کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی آب وہوا خوشبودار ہے اور وہاں کے عطر میں ایسی مہک ہوتی ہے جو اس کے علاوہ کہیں نہیں ہوتی۔

(معجم البلدان، جلد ۵ صفحہ ۱۷)

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اب بھی مدینہ پاک کے در و دیوار خوشبوؤں سے رچے بسے ہوئے ہیں اور اہلِ محبت شامہ محبت کے ذریعے ان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۴)

امام عبداللہ عطار مدینہ پاک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بِطِيْبِ رَسُوْلِ اللهِ طَابَ نَسِيْهَا. فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ وَصَنْدَلُ الرَّطْبِ

یعنی مدینے پاک کی آب و ہوا حضور علیہ السلام کی خوشبو سے ایسی مہک اٹھتی اب اس کے مقابلے میں کستوری، کافور اور صندل کی کوئی حیثیت نہیں۔

امام ابن بطال مدینہ منورہ کے در و دیوار کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جس کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوگئی وہ اس شہر پاک کی مٹی اور در و دیوار میں ایک دل آویز مہک اور خوشبو پائے گا۔ (وفاء الوفاء، جلد ۱، صفحہ ۸۷)

امام الاشبیلی بیان کرتے ہیں۔

مدینے پاک کی مٹی میں ایک خصوصی مہک ہے جو کسی اور خوشبو میں نہیں بلکہ یہ عجائبات میں سے ہے۔ (وفاء الوفاء، جلد ۱ صفحہ ۱۷)

شیخ محقق شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں:

شہر مدینہ کے لوگ اس کی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہیں جس کا مقابلہ کوئی اور خوشبو نہیں کر سکتی۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است

آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

خوشبو آتی تھی بلکہ آپ ﷺ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ نفیس تھی۔

(سبل الهدیٰ، جلد۲ صفحہ ۱۲۱)

فرماتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہ جب ہمارے آقا ﷺ کو شب معراج میں دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو پہلے سے زیادہ عجیب بنی اس بات کی تصریح مختلف ائمہ دین نے کی ہے۔ امام قسطلانی اس بارے میں تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دلالت اس بات پر نہیں کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر معراج کے بعد خوشبودار ہوا بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اب آپ ﷺ کے جسم اقدس کی مہک میں اس طرح اضافہ ہوا اب دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبو محسوس ہوتی کیونکہ دلہن کی خوشبو دوسری خوشبوؤں سے ممتاز ہوتی ہے لہٰذا آپ ﷺ کا یہ قول ان روایات کے منافی نہیں جس میں یہ موجود ہے کہ آپ کے جسم اقدس میں ولادت کے وقت سے خوشبو تھی۔ (زرقانی علی المواہب، جلد۴ صفحہ ۲۳۲)

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کو اضافہ پر محمول کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ مسلم ہے کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر خوشبودار تھا لیکن معراج کے موقعہ پر جب آپ ﷺ کا گذر ملاء الاعلیٰ سے ہوا اور باری تعالیٰ کے انوار کی فضاؤں نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کو مس کیا تو اب اس کی مہک بھی دکھائی دیتی حالانکہ پہلے بھی آپ ﷺ کے جسم میں ایسی خوشبو تھی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی خوشبو نہیں کر سکتی تھی گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم میں دو طرح کی خوشبوئیں تھیں ایک تو ذاتی جو ولادت کے وقت سے موجود تھی اور ایک کسبی۔ جو عالم قدس و انوار کا مظہر تھی اور یہ خوشبو بھی پھر آپ ﷺ کے جسم

کا حصہ بن گئی اور یہ خوشبو سب خوشبوؤں سے بڑھ کر تھی۔ (نسیم الریاض، جلد ا صفحہ ۳۴۸)

ملا علی قاری بات سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اے مسلمان! اس بات پر یقین رکھ کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر ہمیشہ سے خوشبودار تھا۔ (مجمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۴)

قبر سے خوشبو

علامہ حافظ حفیظ الرحمٰن قادری رضوی اپنی کتاب عاشق کون؟ میں ایک حکایت نقل کرتے ہیں کہ ایک تاجر کا انتقال ہو گیا۔ ورثاء میں اُس کے دو بیٹے تھے۔ ترکے میں جہاں اُس نے بہت سارا مال و دولت چھوڑا وہاں سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے تین موئے مبارک بھی تھے۔ جائیداد کی تقسیم کا وقت آیا تو دونوں بھائیوں میں آدھی آدھی جائیداد تقسیم کر دی گئی۔ جب موئے مبارک کی تقسیم کی باری آئی تو بڑے بھائی نے کہا کہ تیسرے موئے مبارک کو کاٹ کر دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ چھوٹا بھائی جس کا سینہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے سرشار تھا۔ عرض کرنے لگا۔ بھائی جان میں موئے مبارک کو کاٹنا ادب کے خلاف سمجھتا ہوں بڑا بھائی عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے محروم تھا۔ وہ صرف دولت کی محبت میں سمائے ہوئے تھا۔ چھوٹے بھائی کا جواب سُن کر کہنے لگا کہ بڑا آیا عاشق اگر تجھے اتنا ہی پیارا ہے۔ تو پھر یہ تین موئے مبارک تم لے لو اور اپنے حصے کی ساری دولت مجھے دے دو۔

چھوٹے بھائی کا چہرہ چمک اُٹھا فوراً کہنے لگا مجھے یہ سودا قبول ہے۔

لہٰذا بڑے بھائی نے ساری دولت اس سے لی اور تینوں موئے مبارک بھائی کے حوالے کر دیئے۔ چھوٹا بھائی اس دولت کو حاصل کر کے بہت خوش ہوا۔ باوضو ہو کر موئے مبارک کو سامنے رکھ کر درود و سلام پڑھتا رہتا۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ چھوٹے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے اتنا نوازہ کہ علاقے کا امیر ترین شخص بن گیا۔ دوسری طرف بڑے بھائی کی ساری دولت برباد ہوگئی۔ نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک کا ادب نہ کرنے کی وجہ سے اس قدر کنگال ہوگیا۔ کہ اس کو مجبوراً چھوٹے بھائی کے ہاں ملازمت کرنی پڑی۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ جب اس کو دفن کیا گیا تو اس کی قبر سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ جب کسی کو پریشانی آتی تو اس عاشق رسول کی قبر پر حاضری دیتا تو اس کی مشکل حل ہو جاتی۔ سچ ہے کہ بے ادب بے مراد۔ بادب بامراد۔ (عاشق رسول کون؟ از علامہ حفظ الرحمٰن)

خوشبودار پسینہ

جنت میں بھوک پیاس نہیں۔ وہاں کی زندگی غذا کی محتاج نہیں۔ صرف لذت کے لیے پھل کھائے جائیں گے۔ جب جنتی کوئی پھل پایا کریں گئے تو کیا کریں گے۔ کہ یہ ویسا ہی پھل ہے جیسے ہم کو دنیا میں ملتے تھے کیونکہ یہ اُن کے ہم شکل اور ہم رنگ ہوں گے۔ مگر جب کھائیں گے تو مزا نرالہ پائیں یعنی جنت کا ہر پھل شکل صورت میں پہلے پھلوں کی طرح ہوگا۔ مگر یہ بار لذت اور مزا اور ہی قسم کا ہوگا۔ مثلاً جب بھی سیب کھائیں گے علیحدہ مزا پائیں گے۔ وَاُتُوبِہٖ مُتَشٰبِھًا کا مقصد ہے کہ جنت کے پھل یا تو دنیاوی پھلوں کے ہم شکل ہوں گے یا وہاں کے ہی پھلوں کے۔ اس لیے اجنبی چیز کی طرف دل راغب نہیں ہوتا۔ ان کے دلوں کو راغب کرنے کے لیے پھلوں کی شکل تو دنیاوی پھلوں کی طرح ہوگی۔ مگر لذت جدا تا کہ ان کو ہر بار نیا لطف آئے تفسیر روح البیان میں ہے کہ ہر جنتی کو کھانے پینے اور جماع میں سو (۱۰۰) آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ اور وہاں پیشاب اور پاخانہ کی بالکل ضرورت نہیں ہوگی۔ بلکہ اُن کی غذا خوشبودار پسینہ بن کر جسم سے نکل جائے گی۔ (تفسیر نعیمی پارہ اول صفحہ ۲۱۸)

چوتھا باب:

خونِ اقدس اور کستوری

☆ خون مبارک باعث برکت

☆ خوشبو خونِ اقدس

☆ خونِ اقدس شہد سے میٹھا

☆ خون کی برکت سے جہنم سے آزدی

☆ حضور ﷺ کے والد کے جسد مبارک کی خوشبو

☆ کنویں سے کستوری کی خوشبو

☆ جنتی کی زیارت

خون مبارک باعث برکت

ہمارا خون ناپاک ہے مگر ہمارے رسول پاک ﷺ کا خون مبارک پاک ہے۔

اور اس کا پینا باعث برکت ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حجامے حجامت کرد آنحضرت را پس بیرون بروخون راوفرد برداد راد

رشکم خود پرسید آنحضرت چکار کردی خون را گفت بیرون بردم تا پنہاں

کنم آنرانخواستم کہ خون ترابرزمین ریزم پس پنہاں بردم آں رادر شکم

خود فرمود بتحقیق عذر کردی ونگاہداشتی نفس خودرا یعنی از امراض وبلا۔

(مدارج جلد اول ص ۳۱، انوار محمدیہ)

ایک حجام نے آپ ﷺ کو سنگی لگائی۔ پس آپ کا خون باہر لے گیا

اور اس کو پی لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا خون کا کیا کیا۔ عرض کی باہر

لے گیا تھا کہ اس کو پوشیدہ کردوں مگر مجھے یہ پسند نہ آیا کہ آپ ﷺ

کا خون زمین پر گراؤں پس اس کو اپنے شکم میں پوشیدہ کر دیا

آپ ﷺ نے فرمایا تو نے عذر پیش کیا اور اپنے آپ ﷺ کو

بیماریوں سے محفوظ کردیا۔

آپ ﷺ کا خون مبارک محبت سے پی جانے سے مسلمان جنتی بن جاتا ہے۔ سنیئے۔

لَمَّ اجُرِحَ النَّبِیُّ ﷺ مَصَ جُرحَہٗ مَالِکٌ وَالِدُ اَبِی سَعِیدِ

الُخُدرِیُ حَتّٰی اَنُقَاہُ وَلَاحَ اَبُیَض قَالُوا وَمُجَّہٗ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ

لَا اَمُجُّهُ اَبَدًا ثُمَّ ازْدَرَدَهُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ اَرَادَاَنْ یَّنْظُرَاِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا (انوار محمدیہ ص ۲۱۹، مدارج جلد اول ص ۳۱، وشفاء ص ۴۱)

جب (یوم احد) سرور دو جہاں ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان والد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ ﷺ کے زخم کو چوس کر صاف کر دیا وہ سفید نظر آنے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کو اپنے منہ سے ڈال دو۔ کہا۔ نہیں اللہ کی قسم میں کبھی بھی اس کو اپنے منہ سے نہ ڈالوں گا۔ پھر انہوں نے اس خون کو پی لیا۔ تو سرکار ﷺ نے فرمایا جو شخص جنتی مرد کو دیکھنا چاہے۔ اس کو دیکھ لے۔

(سبحان اللہ حضور کا خون پینے والا جنتی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اور انسانوں کا خون پینا حرام ہے اور اس پر نص وارد ہے۔)

خوشبوئے خونِ اقدس

حضور علیہ السلام کا جسم اطہر نور علیٰ نور ہونے کی وجہ سے خوشبوؤں کا منبع و مرکز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے جسم کے ہر حصے سے خوشبو آتی حتیٰ کہ آپ ﷺ کے خون مبارک میں بھی عجیب قسم کی مہک تھی۔

امام حاکمؒ، بزارؒ، طبرانیؒ نے بیان کیا ہے کہ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے پچھنے لگوائے۔ ان کی وجہ سے جو خون برتن میں جمع ہوا آپ ﷺ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو کہیں باہر دفن کر آؤ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ خون مبارک لے کر باہر آئے تو سوچا کہ اسے کہاں دفن کروں؟ اچانک خیال آیا کہ آج تو اسے بطور تبرک پی ہی لینا چاہیئے کیونکہ ایسا موقعہ شاید دوبارہ نہ آئے۔ آپ نے یہ سوچ کر وہ خون پی لیا۔

فبلغ رسول اللہ فعلہ فقال امانہ لاتصیبہ النار

رسالت مآب ﷺ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو (جہنم کی) آگ نہیں جلاسکتی۔

خونِ اقدس شہد سے میٹھا

مشہور تابعی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ بتایئے آپ ﷺ کے خون مبارک کا ذائقہ کیسا تھا؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ذائقہ شہد کی طرح اور خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی۔

خون کی برکت سے جہنم سے آزدی

امام ابن حبان نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک قریشی نوجوان نے آپ ﷺ کو پچھنے لگائے جب وہ پچھنے لگانے سے فارغ

ہوا آپ ﷺ کا مبارک خون لے کر دیوار کے پچھلی طرف چلا گیا، دائیں بائیں دیکھا کہ کوئی آدمی دیکھ تو نہیں رہا اس کے بعد اس نوجوان نے خون مبارک پی لیا، خون پی لینے کے بعد جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کا چہرہ دیکھا، فرمایا: تو نے خون کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے دیوار کے پیچھے غائب کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کہاں غائب کیا ہے؟ قریشی نے کہاں یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے دیوار کے پیچھے غائب کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہاں غائب کیا ہے؟ قریشی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے مبارک خون کی تعظیم کا تقاضا تھا کہ اسے زمین میں دفن نہ کروں لہٰذا اسے اپنے پیٹ میں غائب کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ تم نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

حضور ﷺ کے والد کے جسد مبارک کی خوشبو

فقیر ابوسعید غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ عرض کرتا ہے کہ اس رحمت والے نبی ﷺ کے والدین کریمین طیبین طاہرین کو یہ انعام ملنا چاہیے جس کا تذکرہ ۲۱ رجنوری ۱۹۷۸ء کے اخبارات مثلاً نوائے وقت اور مشرق میں شائع ہوا تھا وہ یہ ہے کہ حکومت سعودیہ عربیہ نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا پروگرام بنایا اور رحمت کائنات ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک بالکل صحیح وسالم تھا کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوا تھا۔ نیز فقیر مدینہ منورہ حاضر ہوا وہاں مورخہ ۲۹ رنومبر ۱۹۹۴ء کو ٹھیکیدار عبداللطیف سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ جب رحمت دوعالم ﷺ کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جسد مبارک

منتقل کیا گیا تو ہم نے بھی زیارت کی تھی کچھ فاصلہ سے دیکھا کہ کفن مبارک بھی بالکل بے داغ تھا اور ایسی فضا مہکی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلم وبَارک عَلٰی النَّبِی المختار سَیّدالابرار وعَلٰی ابائہ الاخیار و آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ الطاھرات المطھرت الٰی یوم القرار وَالحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْن.

(البرھان از مفتی محمد امین صفحہ ۲۰)

کنویں سے کستوری کی خوشبو

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک ڈول جس میں پانی تھا اس میں کلی مبارک ڈال دی اور وہ ڈول کنویں میں انڈیل دیا ازاں بعد اس کنویں سے کستوری جیسی خوشبو مہکتی رہی۔ (خصائص کبری ا ص ۶۱) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۹) (زرقانی علی المواہب ۴ ص ۹۶)

جنتی کی زیارت

سعید سنن ابن منصور میں حضرت عمر بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت مالک بن سنان رضی اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب غزوۂ اُحد میں حضور ﷺ کا دانت مبارک زخمی ہوا اور اس سے خون بہنے لگا تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شدت جذبات سے رہا نہ گیا تو انہوں نے موقعہ غنیمت جانتے ہوئے اپنا منہ حضور ﷺ کے ہونٹوں پر لگا دیا اور خون چوسنا

شروع کر دیا اتنا چوسا کہ ہونٹ مبارک سفید ہو گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مالک چھوڑو، ایسا نہ کرو اس پر محبّ صادق نے عرض کیا پیارے آقا میں اس نعمت کو کیسے چھوڑوں؟ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس نے یہ عمل میری محبت سے کیا ہے تو خوش ہوئے اور فرمایا کہ جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ جنتی کو دیکھے تو وہ اس نوجوان کو دیکھ لے۔

(مواہب اللد نیا، جلد ا صفحہ ۱۵۴)

پانچواں باب:

بول و براز سے خوشبو

فضلات مبارکہ

آپ ﷺ کے فضلات مبارکہ سطح ارض پر دکھائی نہیں دیتے تھے بلکہ خارج ہونے والا تمام مواد زمین نگل جاتی تھی اور وہاں سے اسی وقت تروتازہ کستوری جیسی خوشبو اٹھا کرتی تھی۔ بلکہ ہر خوشبو اور عطر سے زیادہ اچھی مہک آتی تھی۔

حضور سراپا نور ﷺ جب قضائے حاجت فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کا بول و براز نگل جاتی اور وہاں سے خوشبو آتی۔

(مدارج جلد اول ص ۳۰، انوار محمدیہ ص ۲۱۸، شفاء ۴۰)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر ہم وہاں کوئی پلیدی نہیں دیکھتے فرمایا۔ اے عائشہ تو نہیں جانتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم اسلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اس کو نگل جاتی ہے۔ لہٰذا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ (مدارج جلد اول ص ۳۱ سفاء ص ۲۰)

آپ ﷺ کا بول (پیشاب) اتنا پاکیزہ اور خوشبودار تھا کہ اگر کوئی باقسمت پی جاتا اس کے بدن سے خوشبو آیا کرتی تھی۔

حکایت: ایک شخص حضور اقدس ﷺ کا پیشاب مبارک پی گیا تو جب تک زندہ رہا۔ اس کے بدن سے خوشبو آتی تھی۔ اور اس کی اولاد سے بھی کئی نسلوں تک خوشبو آتی رہی۔

(مدارج جلد اول ص ۳۱، مظاہر حق اول ص ۱۳۵)

آپ ﷺ کا بول و براز امت کے حق میں پاک

سرور دو عالم نور مجسم ﷺ کا بول و برزامت کے حق میں پاک ہے۔ بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو پلید نہ ہوگا۔ اور بول کا پینا بھی جائز ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِطَهَارَةِ هٰذَيْنِ الْحَدَثَيْنِ مِنْهُ ﷺ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ

(شفاء ص ۴۱ جلد اول)

اہل علم سے ایک قوم نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا بول و بزار پاک ہے یہی قول بعض شوافع کا ہے۔

حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِي هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ دَلَالَةٌ عَلٰى طَهَارَةِ بَوْلِهٖ وَدَمِهٖ ﷺ قَالَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ ابْنُ حَجَرٍ قَدْ تَكَاثَرَتِ الْاَدِلَّةُ عَلٰى طَهَارَةِ فُضَلَاتِهٖ ﷺ وَنَقَلَ النَّوَوِيُّ عَنِ الْقَاضِيْ حُسَيْنِ اَنَّ لَاَصَحَّ الْقَطْعُ بِطَهَارَةِ الْجَمِيْعِ وَبِهٰذَا قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَاقَالَهُ الْعَيْنِيْ . (انوار محمدیہ ص ۲۱۹)

ان حدیثوں میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پیشاب اور دم کی طہارت پر دلیل ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فضلات حضور اقدس ﷺ کی طہارت پر کثیر دلائل ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی حسین سے نقل کیا ہے کہ زیادہ صحیح یہ بات ہے کہ آپ ﷺ کے تمام فضلات وخون پاک ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے جیسا کہ علامہ عینی نے کہا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دریں احادیث دلالت است بر طہارت بول ودم آنحضرت ﷺ و بریں قیاس سائر فضلات وعینی شارح صحیح بخاری کہ حنفی مذہب است

گفتہ کہ ہمیں قائل است امام ابوحنیفہ و شیخ ابن حجر گفتہ کہ دلائل متکاثرہ وتمظاہرہ طہارت فضلات آنحضرت ﷺ۔ (مدارج جلد اول ص ۳۲)

یہ حدیث حضور اقدس ﷺ کے پیشاب وخون کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں۔ باقی فضلات کو بھی اس پر قیاس کریں۔ یعنی شارح صحیح بخاری کہ حنفی مذہب کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ کثیر دلائل آپ ﷺ کے فضلات کی طہارت پر موجود ہیں۔

ڈِھلوں سے خوشبو

امام ملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک تحریر کیا ہے کہ ایک دن میں نے دیکھا رسول اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے دور تشریف لے گئے اور جب واپس تشریف لائے تو میں اس جگہ پہنچا اور دیکھا کہ وہاں سوائے تین پتھروں (ڈھیلوں) کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

فَاخَذْتُهُنَّ فَاِذَا بِهِنَّ يَفُوحُ مِنهُنَّ رَوَائِحُ المِسک فَكُنتُ اِذَا جِئتُ يَومَ الجُمعَةِ المَسجِدَ اَخَذْتُهُنَّ فِي كِمِّي فَتَغلِبُ رَائِحَتُهُنَّ رَوَائِحَ مَنْ تَطَيَّبَ وَتَعَطَّرَ.

(شرح شفاء ا ص ۳۶۰)

یعنی میں نے ان تینوں ڈھیلوں کو اٹھالیا تو ان سے کستوری جیسی خوشبو مہک رہی تھی میں ان کو گھر لے آیا اور جب جمعہ کا دن آتا میں ان کو آستین میں رکھ کر مسجد میں آتا اور ایسی پیاری خوشبو مہکتی کہ وہ خوشبو ہر کسی کی خوشبو اور عطر پر غالب آجاتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلم وبَارک عَلٰی رسولک الطاھر المطھر وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحابہ اَجْمَعِیْنِ ۔

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا جب حضور اکرم ﷺ رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین میں شگاف پڑ جاتا اور زمین آپ ﷺ کا بول و براز اپنے اندر سمو لیتی اور اس جگہ ایک خوشبو پھیل جاتی تھی آپ ﷺ کے براز کو کسی نے بھی دیکھا نہیں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ استنجا کر کے بیت الخلاء سے تشریف لاتے اور میں جا کر دیکھتی تو اس جگہ از قسم براز کچھ نہ دیکھتی حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تو نہیں جانتی کہ انبیاء کرام سے جو کچھ ان کے بطنِ اطہر سے نکلتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے، چنانچہ اسے دیکھا نہیں جاتا۔

خوشبوئے بول و براز

یعنی انسان العیون میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے فضلات مبارکہ پاک ہیں، نیز فرمایا:

حُکِیَ اَنَّ بَعْضَ اَھْلِ الرِّیَاضَۃِ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْ اَھْلِ التَّوْحِیْدِ الْحَقَّانِیْ کَانَ یُشَمُّ مِنْ فَضَلَاتِہٖ رَائِحَۃُ الْمِسْکِ وَذٰلِکَ لَیْسَ بِبَعِیْدٍ لِصَفْوَۃِ بَاطِنِھِمْ وَسُرْیَانِ آثَارِ حَالِھِمْ اِلٰی جَمِیْعِ اَعْضَائِھِمْ وَاَجْزَائِھِمْ. (روح البیان ص ۷ جلد ۵)

یعنی ایک اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے مقبول بندے جو کہ اہل ریاضت اور محققین میں سے اور حقانی توحید والے تھے ان کے فضلات (بول و براز وغیرہ) سے کستوری کی سی خوشبو مہکا کرتی تھی اور یہ کچھ بعید بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے باطن ان کے احوال مبارکہ کی وجہ سے صاف ہو چکے ہیں اور ان کے باطنی احوال کے آثار ان کے اعضاء اور اجزاء تک سرایت کر جاتے ہیں۔ (سبحان اللہ)

رفع حاجت کے بعد خوشبو

قطب وقت سیدنا امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے فرمایا:

(فَاِنْ قِیْلَ) یُفْهَمُ مِنْ تَقْرِیْرِکُمْ هٰذَا اَنَّ مَنْ کَانَ مَعْصُوْمًا وَلَمْ یَشْتَغِلْ عَنْ رَبِّهٖ بِحُکْمِ طَبِیْعَتِهٖ اَنْ یَکُوْنَ بَوْلُهٗ وَغَائِطُهٗ طَاهِرًا (فَالجواب) نعم وَهُوَ کَذٰلِکَ کَمَا اَفْتٰی بِهٖ شَیْخُ الْاِسْلَامُ الْبَلْقِیْنِیُ وَالسُّبْکِیُ وَالْجَلَالُ السَّیُوْطِیُّ وَغَیْرُهُمْ حَتّٰی قَالَ شَیْخُ الْاِسْلَامِ السِّرَاجُ الْبُلْقِیْنِیُ وَاللهِ لَوْ وَجَدْتُ شَئْیًا مِّنْ بَوْلِ النَّبِیِّ وَغَائِطِهٖ لَاَکَلْتُهٗ وَشَرِبْتُهٗ وَفِی الْحَدِیْثِ مَایُوَیِّدُ ذٰلِکَ وَرَوَی الطِّبْرَانِیُّ وَغَیْرُهٗ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ بُنِیَتْ اَجْسَادُنَا عَلٰی اَجْسَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَلِذٰلِکَ کَانُوْا یَشُمُّوْنَ الْمِسْکَ مِنْ مَوْضِعِ بَرَازِهٖ ﷺ (الیواقیت والجواہر ص ۶۲ جلد ۲)

یعنی اگر کوئی سوال کرے کہ تمہاری اس تقریر سے سمجھا جارہا ہے کہ جو ذات معصوم ہو اور وہ اپنے رب تعالیٰ سے اپنے طبعی حکم کی وجہ سے اعراض نہ کرے تو اس کا پیشاب پاخانہ پاک ہونا چاہیے۔ (جواب) ہاں ایسے ہی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام سراج بلقینی، علامہ سبکی اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہم نے فتوی دیا ہے کہ ''سید الکوانین ﷺ کے بول و براز مبارکہ (فضلات) پاک ہیں''۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام سراج بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر مجھے کہیں سے رحمت للعلمین ﷺ کے بول و براز شریف مل جائیں تو میں اللہ

جل جلالہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بول شریف پی لوں اور براز شریف کھالوں اور حدیث پاک بھی اسی کی تاکید کر رہی ہے کہ رحمت دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا ہم جو نبیوں کی جماعت ہیں ہمارے اجسام جنتیوں کے اجسام پر بنائے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں رسول اکرم ﷺ رفع حاجت فرماتے تھے وہاں سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کستوری کی سی خوشبو سونگھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وبَارک عَلٰی حَبِیبک اطیب الطیبین اطھر الطاھرین وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحابہ اَجْمَعِیْنَ .

بول و براز اور جسم نبوی ﷺ

انسان جن اشیاء کو استعمال کرتا ہے۔ مثلاً گوشت، سبزی، پھل، کھانا، پانی وغیرہ تمام کی تمام پاکیزہ اور خوشبودار ہوتی ہیں مگر جب ان اشیاء کو انسانی جسم کی صحبت میسر آتی ہے تو اس کی کثافت کی وجہ سے ان میں تعفن اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور اتنا فرق واقع ہو چکا ہوتا ہے کہ وہی اشیاء جو پہلے پسندیدہ اور مرغوب تھیں اب قابل نفرت و کراہت ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور تمام کی تمام انسانی جسم سے ناپاک فضلہ کی صورت میں خارج ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے مبارک جسم کو اتنا مقدس و مطہر، پاکیزہ، خوشبودار اور لطیف بنایا کہ اتنی لطافت ملائکہ کو بھی (جو نورانی مخلوق ہیں) میسر نہیں۔ چنانچہ جب یہی اشیاء آپ ﷺ کے جسم اقدس کی صحبت میں رہنے کے بعد بصورت فضلہ خارج ہوتیں تو بجائے بدبو پیدا ہونے کے ان میں پہلے سے بھی زیادہ مہک اور خوشبو پیدا ہو چکی ہوتی۔ ایسی مہک جس کا مقابلہ کوئی دوسری خوشبو نہ کر پاتی۔ جس زمین کے ٹکڑے کو آپ ﷺ بول و براز کے لیے منتخب فرماتے وہ اسے نگل لیتا اور وہاں سوائے خوشبو کے اور کچھ محسوس نہ ہوتا۔

بول و براز کے بعد خوشبو

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے واپس آنے پر جب کبھی میں اندر جاتی ہوں تو۔

فلا اریٰ شیئا الاانی کنت اشم رائحة الطیب.

وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا ہاں مگر کستوری سے بڑھ کر خوشبو پاتی ہوں۔

اس پر آقا علیہ السلام نے فرمایا:

نحن معاشر الانبیاء نبتت اجسادنا علی ارواح اھل الجنة فما خرج منھا ابتلعه الارض

ہم انبیاء ہیں۔ ہمارے اجسام اہل جنت کی ارواح کی مانند بنائے گئے ہیں ان سے جو کچھ بھی خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے۔

(۲) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ان الفاظ میں روایت کی ہے۔

یا رسول اللہ اراک تدخل الخلاء ثم تجیٔ الرجل یدخل بعدک فما یری لما خرج منک اثرا

یارسول اللہ ﷺ میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں آپ ﷺ کے بعد وہاں داخل ہونے والے شخص کو کوئی شے نظر نہیں آتی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اماعلمت ان اللہ امر الارض ان تبتلع ماخرج من الانبیاء

اے عائشہؓ! تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ

انبیاءعلیہم السلام کے جسموں سے جو کچھ خارج ہوا سے نگل جائے۔

(۳) حضرت ملا علی قاریؒ اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک صحابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے موقع پر رسالتمآب ﷺ بیت الخلاء رفعِ حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو بعد میں، میں دخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی شے نہیں۔

ورأیت فی ذالک الموضع ثلاثة احجار اللاتی استنجی بهن فاخذ تهن فاذا بهن یفوح منهن روائح المسک فکنت اذا جئت یوم الجمعة المسجد اخذ تهن فی کمی فتغلب رائحتهن روائح من تطیب و تعطر

ہاں میں نے وہاں تین ایسے پتھر پائے جن کو آپ ﷺ نے استعمال فرمایا تھا میں نے ان کو اٹھایا تو ان سے کستوری کی طرح خوشبو آ رہی تھی۔ میں انہیں جمعہ کے دن مسجد میں اپنی جیب میں لے کر آتا ان کی خوشبو ان تمام خوشبوؤں اور عطروں پر غالب آ جاتی جو دوسرے لوگ لگا کر آئے ہوئے ہوتے۔

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

فالمعنیٰ وجد تهن عطرًا مبالغة کان عینهن انقلیت من الحجریة الی العطریة

میں نے ان کو اس طرح سراپا عطا پایا گویا پتھر اپنی ماہیت بدل کر عطا کی ماہیت اختیار کر چکے تھے۔

آپ ﷺ کی خصوصیات

انہیں روایات کے پیش نظر محدثین نے آپ ﷺ کی یہ خصوصیت ذکر کی ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جب آپ ﷺ رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی، وہاں سے خوشبوؤں کے حلے آتے۔

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

جب آنحضرت ﷺ بول و براز کا ارادہ فرماتے تو زمیں میں شگاف واقع ہو جاتا اور بول اور براز کو نگل جاتی۔ وہاں سے خوشبوؤں کے حلے آتے اور کوئی بھی انسان آپ ﷺ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی شے کو نہ دیکھ پاتا تھا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ ﷺ کے مبارک فضلہ کا اثر کسی نے زمین پر نہیں دیکھا۔ زمین پھٹ جاتی تھی اور اُسے نگل جاتی اور اس مقام سے ہر کوئی خوشبو کی مہک پاتا۔

خوشبو کا استعمال

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسالت مآب ﷺ کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں خوشبو لگایا کرتی تھی حتیٰ کہ میں آپ کے سر اقدس میں خوشبو کی چمک پاتی۔

سنت رسول ﷺ

ہمارے پیارے آقا ﷺ اپنا کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے۔ کپڑے خود دھو لیتے، سودا سلف بازار سے لاتے، حتی کہ اپنے نعلین شریفین بھی اپنے دست مبارک سے گانٹھ لیتے۔ جیسا کہ

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مدینے کے سلطان رحمت عالمیان ﷺ کی طرف دیکھا آپ ﷺ نعل شریف گانٹھ رہے تھے تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارکہ پر پسینہ اُترا ہوا تھا جس سے نور نکل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں حیران رہ گئی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا، حیران کیوں ہو گئی ہو؟ عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پسینہ مبارکہ سے نور جھڑ رہا ہے۔ (نسیم الریاض)

آب زر بنتا ہے عارض پسینہ نور کا
مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

پیٹ میں کبھی درد نہ ہوا

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا پیالے میں پیشاب ہے اسے پھیک آؤ وہ پیالے کو وہاں سے اُٹھالے گئیں اور پھینکنے کے بجائے پیشاب کو پی لیا۔ واپس آنے پر فرمایا پیشاب کا کیا ہوا؟ عرض کیا پیاس لگی تھی اس لیے پی لیا۔ آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ ہمارا پیشاب ناپاک ہوتا، ناپاک چیز کو کیوں پیا۔ جاؤ منہ کو پاک کرو آئندہ خبردار ایسا نہ کرنا۔ بلکہ مسکرائے اور فرمایا کہ

"اما و اللہ لایسجعنک بطنک ابدا" خدا کی قسم تیرے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تازیست انہیں پیٹ کے درد کی شکایت نہ ہوئی۔

(عقائد اہلسنت صفحہ ۲۴ سیرت حلبیہ ج ۲ صفحہ ۵۱۵)

چھٹا باب:

انبیاء ومرسلین کی خوشگوار مہک

☆ خوشبوئے یوسف علیہ السلام

☆ خوشگوار مہک

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ کی خوشبو

☆ حضرت ادریس علیہ السلام باغ جنت میں

☆ خوشبوئے ابراہیم علیہ السلام

☆ چوکھٹ بدل دو

☆ جنتی درخت کے پتے

☆ حضرت آدم علیہ السلام کے جنتی لباس کی برکتیں

خوشبوئے یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب اُن کو کنوئیں میں ڈال کر اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا کر یہ کہہ دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو بے انتہا رنج وقلق اور بے پناہ صدمہ ہوا۔ اور وہ اپنے بیٹے کے غم میں بہت دنوں تک روتے رہے اور بکثرت رونے کے وجہ سے بینائی کمزور ہو گئی تھی۔ پھر برسوں کے بعد جب برادران یوسف علیہ السلام قحط کے زمانے میں غلہ لینے کے لیے دوسری مرتبہ مصر گئے اور بھائیوں نے آپ علیہ السلام کو پہچان کر اظہار ندامت کرتے ہوئے معافی طلب کی تو آپ علیہ السلام نے انہیں معاف کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے وَاَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن ہے۔

جب آپ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا اور بھائیوں نے بتایا کہ وہ تو آپ علیہ السلام کی جدائی میں روتے روتے بہت ہی نڈھال ہو گئے ہیں۔ اور ان کی بینائی بھی بہت کمزور ہو گئی ہے۔ بھائیوں کی زبانی والد ماجد کا حال سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت ہی رنجیدہ اور غمگین ہو گئے پھر آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا
وَاْتُوْنِىْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (پ۱۳، یوسف:۹۳)

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر کو پھر میرے پاس لے آؤ۔ (کنز الایمان)

چنانچہ برادران یوسف علیہ السلام اس کرتے کو لے کر مصر سے کنعان کو روانہ ہوئے آپ علیہ السلام کے بھائیوں میں سے یہودا نے کہا کہ اس کرتے کو میں لیکر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس جاؤں گا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال کر ان کا خون آلودہ کرتا بھی میں ہی ان کے پاس لے کر گیا تھا۔ اور میں نے ہی یہ کہہ کر ان کو غمگین کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا۔ تو چونکہ میں نے انہیں غمگین کیا تھا۔ لہذا آج میں ہی یہ کرتا دے کر اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خوشخبری سنا کر ان کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یہودا اس پیراہن کو لے کر اسی کوس تک ننگے سر برہنہ پا دوڑتا ہوا چلا گیا۔ راستہ کی خوراک کے لیے سات روٹیاں اس کے پاس تھیں مگر فرط مسرت اور جلد پہنچنے کے شوق میں وہ ان روٹیوں کو بھی نہ کھا سکا۔ اور جلد سے جلد سفر طے کر کے والد محترم کی خدمت میں پہنچ گیا!

یہودا جیسے ہی کرتا لے کر مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوا۔ کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور آپ علیہ السلام نے اپنے پوتوں سے فرمایا کہ

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنَ

(پ ۱۳، یوسف ۹۴)

کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں۔ اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھیا (بہک) گیا۔ (کنز الایمان)

آپ علیہ السلام کے پوتوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ علیہ السلام اب اپنی اسی پرانی وارفتگی میں پڑے ہوئے ہیں بھلا کہاں یوسف علیہ السلام ہیں؟ اور کہاں ان کی خوشبو؟ لیکن جب یہودا کرتا لے کر کنعان پہنچا۔ اور جیسے ہی کرتے کو حضرت یعقوب علیہ

السلام کے چہرے پر ڈالا تو فوراً ہی ان کی آنکھوں میں روشنی آ گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۝

(پ ۱۳، یوسف: ۹۶)

پھر جب خوشخبری سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (دیکھنے لگیں) کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

یہودا مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا لے کر جیسے ہی کنعان کی طرف چلا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔ (عجائب القرآن)

خوشگوار مہک

حضرت عبداللہ بن مسعود اور کئی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں ہارون علیہ السلام کو وفات دینے والا ہوں۔ اس لیے انہیں فلاں پہاڑ پر لے کر آؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اس پہاڑ کی طرف چل پڑے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک درخت ہے کہ اس جیسا درخت پہلے کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا۔ درخت کے قریب ایک محل ہے جس میں ایک پلنگ بچھا ہے اس پلنگ پر بہت قیمتی بستر بچھا ہوا ہے۔ اور اس بستر سے نہایت ہی خوشگوار ''مہک'' اُٹھ رہی ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام اس پہاڑ، محل اور سامان کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ کہنے لگے۔ اے میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام میں اس پلنگ پر سونا چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سو جائیے حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں گھر کا مالک نہ آجائے اور مجھ پر ناراض ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ڈرنے کی کوئی بات نہیں میں صاحب خانہ سے نمٹ لوں گا۔ پس آپ علیہ السلام سو جائیے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا۔ آپ علیہ السلام بھی میرے ساتھ سو جائیے۔ گھر کا مالک آ گیا تو مجھ پر اور آپ علیہم السلام پر یعنی ہم دونوں پر ناراض ہوگا۔ جب دونوں بھائی سو گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے۔ جب آپ علیہ السلام کو محسوس ہوا کہ آخری وقت قریب ہے تو کہا اے موسیٰ علیہ السلام آپ علیہ السلام نے یہ میرے ساتھ کیا کیا۔ جب آپ کی روح قبض ہو گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اُٹھ گئے۔ درخت بھی غائب ہو گیا اور پیلنگ آپ علیہ السلام کے جسم کو لیکر اُٹھ گیا۔ (قصص الانبیاء از امام ابن کثیر صفحہ ۵۳۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ کی خوشبو

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو فرعون اور بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ جب اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو ''تورات'' دینے کے لیے کوہ طور پر بلایا اولاً تیس راتیں طور سینا میں قیام کرنے کا حکم تھا۔ لیکن جب آپ یہ مدت پوری کر چکے اور تیس دن روزے رکھ چکے بارگاہ الٰہی میں تورات لینے کے لیے حاضر ہونے لگے تو اس خیال سے کہ میں نے بہت روز سے مسواک نہیں کی ہے شاید منہ میں بو ہو یوں آپ نے مسواک کر لی۔ حکم الٰہی آیا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) تم نے اپنے منہ سے وہ بو دور کر دی ہے۔ جو ہمیں مشک سے زیادہ پیاری تھی۔

لہٰذا دس روزے اور رکھو تا کہ تمہارے منہ میں پھر وہی بو پیدا ہو جو مسواک سے پیدا ہوئی تھی اس طرح آپ نے تورات کے حصول کے لیے چالیس روزے پورے کیئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تورات ملی۔ اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کے پارہ اول میں اس واقعہ کا یوں تذکرہ فرمایا ترجمہ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا۔

(سورۃ بقرہ پارہ اول آیت نمبر ۵۱)

حضرت ادریس علیہ السلام باغ جنت میں

حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت دیکھا میں نے سلام کیا اور کہا مرحبا! آپ اس مبارک مقام پر جان کنی کی تلخی کی دیکھے بغیر پہنچ گئے۔ فرمایا کاش ابتدائے دنیا سے انتہاء تک تمام مخلوقات کی جان کنی کی تلخیوں کو برداشت کرتا اور اس کی توفیق مل جاتی کہ آپ کی اُمت کے دیدار سے مشرف ہو جاتا۔

میں نے پوچھا اے میرے بھائی ادریس (علیہ السلام) اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا! میں نے جس محل کو بھی دیکھا جس عورت سے ملا، مجھے کہا گیا کہ اس جگہ سے نکل جاؤ کیونکہ یہ محمد ﷺ کی امت کا ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: میں نے ایک جبل الرحمہ نامی پہاڑ دیکھا جس کی چوٹی عرش الٰہی کو چھو رہی تھی وہ پہاڑ مشک وعنبر کا تھا، چاندی خام کے بارہ ہزار دروازے ترتیب سے لگے ہوئے تھے۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک اتنا فاصلہ تھا کہ اگر کوئی شخص بجلی کی سی سرعت کے ساتھ چلے اور پانچ سو سال تک چلتا رہے تو بھی دوسرے دروازے تک نہیں پہنچ سکتا، میں نے پوچھا یہ کس پیغمبر، صدیق یا فرشتہ کے لیے ہے؟ آواز آئی یہ ان میں سے کسی کا بھی نہیں یہ محمد ﷺ کے اس ایک اُمتی کے لیے ہے جو صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اس وقت مجھے آرزو ہوئی کہ کاش! میں آپ کی

زیارت کرتا اور آپ کے اُمتیوں میں شامل ہو جاتا۔ (معارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۷۶)

خوشبوئے ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی خبر گیری کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت تشریف لے گئے جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی قبیلہ بنی جرہم کے خاندان کی ایک عورت سے ہو چکی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت گھر میں نہ تھے۔

انہوں نے اُن کی بیوی (اپنی بہو) سے پوچھا اسماعیل (علیہ السلام) کہاں ہیں اس نے کہا روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تمہاری گذر اوقات کیسے ہوتی ہے معاشی حالات کیسے ہیں۔ آپ کی بہو نے جواب دیا بڑی تنگی سے زندگی بسر ہو رہی ہے کئی کئی دن شکار نہ ملنے کی وجہ سے بھوکا رہنا پڑتا ہے معاشی حالات بڑے پریشان کن ہیں ان سے خوب شکایت کی۔

چوکھٹ بدل دو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارے خاوند آئیں تو میری طرف سے ان کو سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر واپس آئے تو اپنے باپ کی خوشبو پائی۔

اپنی بیوی سے پوچھا کون آیا تھا۔

اس نے کہا ہاں ایک بوڑھا شخص آیا تھا۔ اس نے آپ کے بارے میں پوچھا میں نے کہہ دیا وہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔

پھر مجھ سے پوچھا تمہاری گزر اوقات کس طرح ہوتی ہے؟ میں نے کہا بڑی تکلیف اور تنگی سے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سے پوچھا اور بھی کچھ انہوں نے کہا۔

اس نے کہا ہاں تم کو سلام کہا ہے؟ اور یہ کہا ہے کہ اپنے دروازے کی دہلیز بدل دو۔

جنتی درخت کے پتے

حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے لگنے والے جنتی پتوں کی وجہ سے خوشبو حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے باہر تشریف لانے کا واقعہ جو قرآن کریم اور آحادیث مبارکہ اور محدثین ومورخین کی روایات کے مطابق حضرت حوا نے پہلے خود وہ دانہ کھایا پھر حضرت آدم علیہ السلام کو کھلایا اس کے کھانے کا یہ اثر ہوا کہ ان کے جسموں سے جنتی لباس جاتا رہا اور دونو حضرات برہنہ رہ گئے۔ مارے شرم کے درخت کے پتوں سے اپنے جسموں کو چھپانے لگے۔ اسی حالت میں رب کی طرف سے نداء آئی ہ اے آدم وحوا کیا ہم نے تم کو اس درخت سے منع نہ کیا تھا۔ اور کیا تم سے نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اس کے فریب میں نہ انا یہ حضرات عذر کے سوا اور کیا عرض کر سکتے تھے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان سب کو زمین پر اتار دو۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں شہر سراندیپ کے اس پہاڑ پر اتارا گیا جس کو نور کہتے ہیں۔ اور حضرت حوا کو ساحل عرب پر جدے میں اور مور کو مرج الہند میں اور شیطان کو جنگل میسان میں جو کہ بصرے سے کچھ فاصلے پر ہے

یا جہاں آج یا جوج ماجوج کی دیوار قائم ہے۔ سانپ کوستان یا صفوان میں اس لیے وہاں اب بھی سانپ زیادہ ہوتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو کھیتی باڑی کرنے اور معاش حاصل کرنے کی تکلیف دی گئی۔ حضرت حوا کو حیض و حمل اور کمی عقل اور نقصان میراث ملی۔ سانپ کے پاؤں غائب کر دیئے گئے اور اس کو پیٹ کے بل چلایا گیا۔ اس کی غذا مٹی قرار دے دی گئی۔ مور کے پاؤں بدشکل کر دیئے گئے۔ ابلیس کی صورت مسخ کر دی گئی اور ذلیل و رسوا کر کے دنیا میں رکھا گیا۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی زمین اس لیے ہری بھری ہے اور عود اور قرنفل وغیرہ خوشبوئیں اس لیے وہاں پیدا ہوتی ہیں کہ آدم علیہ السلام جب اس زمین پر آئے تو اُن کے جسم پر جنتی درخت کے پتے تھے اور پتے ہوا سے اُڑ کر جس درخت پر پہنچے وہ ہمیشہ کے لیے خوشبودار ہو گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے مختلف قسم کی بیج اور تین قسم کے پھل اور ہجرے اسود وہ سیاہ پتھر جو اب خانہ کعبہ میں لگا ہوا ہے اور وہ عصا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ آیا جس کی لمبائی دس گز تھی اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ (تفسیر نعیمی پارہ اول)

حضرت آدم علیہ السلام کے جنتی لباس کی برکتیں

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو اُن کے جسم پر جنتی پتے لپٹے ہوئے تھے جو ان کی ستر پوشی کر رہے تھے اور دنیا کی ہوا کی وجہ سے وہ پتے خشک ہو گئے اور ملک ہند میں چاروں طرف پھیل گئے۔ اور ان خشک شدہ پتوں کے اثرات دنیا کے درختوں اور پھلوں میں اثر انداز ہو گئے اور ان کا اثر قیامت تک باقی رہے گا جس سے مختلف قسم کی خوشبوئیں مثلاً مشک، عنبر و عود آتی رہیں گی۔

ساتواں باب:

صحابہ کرام واہل بیت اطہار علیہم الرضوان

☆ غار میں جنت کا پانی

☆ خوشبوئے کباب

☆ دو خوشبوؤں کے باپ

☆ صحابہ کی قبروں میں پانی؟

☆ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہدیوں کی خوشبو

☆ ہدیوں کی خوشبو

☆ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سال میں دو مرتبہ پھل دینے والا باغ

☆ کھجوروں میں مشک کی خوشبو

☆ خوشبودار سانپ

☆ مشک کی خوشبو

☆ بیماری بھی دور، خوشبو بھی عطا

☆ صحابی رسول کی قبر سے خوشبو

☆ دنیا میں جنت کی خوشبو

☆ اُحد کی طرف سے جنت کی خوشبو

☆ جنت کی خوشبو

غار میں جنت کا پانی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب سخت پیاس لگی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا غار میں اندر تک جاؤ اور پانی پی آؤ۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اندر گیا اور دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر آیا۔ ''آپ ﷺ نے فرمایا، پی آئے؟'' عرض کیا: ''جی'' فرمایا: ابوبکر! تمہیں بشارت نہ دوں؟ عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جنتی نہروں کے نگران فرشتے سے فرمایا ہے کہ جنت الفردوس سے لے کر غار ثور تک نہر بنا دو تاکہ ابوبکر سیراب ہو جائیں''۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت ہے'' فرمایا: ''ہاں اس سے بھی زیادہ ہے اور مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: تم سے بغض و حسد رکھنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ خواہ ستر انبیاء کے اعمال صالحہ کا حامل ہو۔ (تاریخ مدینہ ودمشق جلد ۳۰ ص ۱۵۰، بحوالہ فیضان صدیق اکبر مکتبہ المدینہ کراچی)

خوشبوئے کباب

حضور پرنور ﷺ صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ کباب کی خوشبو آئی۔ ایک صحابی نے عرض کی۔ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے کباب کی خوشبو آ رہی ہے۔

فرمایا صدیق کا دل عشق محمد میں جل رہا ہے ''جس کے لیے بھونوں گئے اس کا لقمہ بنو گئے اور پھر اس کی جان سے عزیز ہو جاؤ گے جو تمہارے لیے آگ پر جلتا ہے۔ پانی خشک کرتا ہے۔ تو اسے انسان کھالیتا ہے۔ پھر خون بنتا ہے۔ تو ہر قطرے میں کتنی جانیں پیدا

ہو جاتی ہیں۔ جب تک تمہارے اندر نہ گیا کباب تھا۔ اندر جا کر جز و انسان بن گیا۔ جس کی محبت میں تم مبتلا ہو گئے اس کا ذکر تم میں ضرور پیدا ہوگا۔ جب حبیب پاک ﷺ کی محبت ہو گی، درود و سلام کی کثرت ہو گی، ہر عاشق اپنے محبوب کا ذکر چاہتا ہے۔ وصال کی خواہش رکھتا ہے محبوب کی ذات پر سارے جہان سے زیادہ بھروسہ رکھتا ہے۔ جس ایمان میں بھروسہ نہیں، وہ دیدہ بے نور کی مانند ہے۔ جس کو دید کا شوق ہوا، اس کو زیارت رسول ﷺ بھی ہو گی، انوار الٰہی کا مشاہدہ بھی ہوگا، جیسا مقصود ہے ویسی عظمت ہے، جیسی محبت ہے، ویسا ذکر ہے۔ ہر انسان کے لیے محبت اور رزق مقدر ہو چکا ہے، رزق کے بغیر جسم قائم نہیں رہ سکتا، محبت کے بغیر روح نہیں رہ سکتی۔ دس روپے اللہ تعالیٰ آپ کو دے، اب اختیار ہے چاہے جو اکھیل لو، خواہ رزق لے لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کو اس طرح استعمال کرنا میرا حصہ بھی رکھنا میرے بندوں کا حصہ بھی رکھنا، نعمت میں منعم تلاش کرنا ممنوں عاجز ہوتے ہیں اور شاکر نعمتوں کو تقسیم کرنے والے ہیں، پہلی نعمت کی تائید کرنے والے محبت تو بخش دی ہے۔ اب خواہ اس کا منہ دینا کی طرف کرے یا اللہ کی طرف، اگر آخرت کی طرف منہ کر لیا تو آخرت کے تعلقات بھی ہو جائیں گے اور آخرت کے کوچے بھی یاد ہو جائیں گے۔ (راز و نیاز آپ کا مقام صفحہ ۱۰۴)

دو خوشبوؤں کے باپ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے سنا اے دو خوشبوؤں کے باپ! تجھ پر سلام ہو میری خوشبو (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا خیال رکھنا کہ بہت تھوڑے عرصے میں تیری دو بنیادیں گرنے والی ہیں۔ پس میرے بعد اللہ تیرا نگہبان ہے۔ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''یہ میری پہلی بنیاد تھی کہ جس کے بارے میں نبی

پاک ﷺ نے فرمایا تھا'' جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ میری دوسری بنیاد تھی جس کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا۔ (حوالہ کنز العمال)

صحابہ کی قبروں میں پانی؟

شہیدا کے علاوہ دوسرے لوگ جو اللہ و رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ اور خوشبویں بکھرتے ہیں۔

۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے کہ عراق پر حکمرانی کے زمانہ میں شاہ فیصل اول کو حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ اسی حالت میں شاہ فیصل سے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا صحابی حذیفہ ہوں۔ مجھے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم کو اپنی اپنی قبروں میں بے انتہا تکلیف پہنچ رہی ہے، ہم دونوں کو موجودہ قبروں سے نکال کر دریائے دجلہ سے کچھ فاصلہ پر دفن کیا جائے۔ میری قبر میں پانی آرہا ہے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ کی قبر میں بہت زیادہ نمی آ گئی ہے۔

شاہ فیصل بیدار ہوا تو حکومت کے کاموں میں اس طرح مصروف ہو گیا کہ وہ رات کے خواب کی ہدایت بالکل ہی بھول گیا۔ دوسری رات بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اسی طرح ہدایت فرمائی مگر اس زمانہ میں ملکی اور سیاسی معاملات میں اس قدر پیچیدگی پیدا ہو گئی تھی کہ شاہ فیصل جلد مقدس جسموں کو نئی قبروں میں منتقل نہ کر سکے۔ اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں عراق کے مفتیٔ اعظم کو اس طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ وہ دوبار شاہ فیصل کو بھی اس کے لیے ہدایت کر چکے ہیں مگر ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ اس لیے تم شاہ فیصل کے پاس جا کر کہو اور ان کی رائے سے ہمارے جسموں کو مناسب مقام پر منتقل کیے جانے کا انتظام کرو۔

دوسرے دن صبح بیدار ہوتے ہی مفتیٔ اعظم نوری السعید پہلے وزیر اعظم عراق کے پاس پہنچے اور ان کو اپنے ساتھ لے کو شاہ فیصل کے سامنے اپنا رات والا خواب بیان کیا۔ شاہ فیصل نے ان کی تائید کی اور کہا بیشک مسلسل دو رات مجھے اس کی ہدایت کی گئی ہے مگر میں اب تک کچھ تو سیاسی الجھنوں اور کچھ مذہبی پابندیوں کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ اس کے بعد مفتیٔ اعظم سے کہا گیا کہ اگر آپ اس کے متعلق فتویٰ صادر کریں تو میں فوراً ان حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مقدس جسموں کو مناسب مقام پر دفن کرا کے مزار تعمیر کرنے کا مکمل انتظام کر دوں گا۔

مفتی اعظم نے اپنی آنکھوں سے ان قبروں کو دیکھا۔ درحقیقت قبروں تک دریائے دجلہ کا پانی پہنچ چکا تھا اور یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر ان مقتدر صحابۂ کرام کے مبارک جسموں کو جلد ہی دوسری جگہ منتقل نہ کیا گیا تو ممکن ہے کچھ دنوں بعد دریائے دجلہ کا سیلاب ان کو بہا لے جائے گا اس اندیشہ کے پیش نظر مفتیٔ اعظم نے صحابۂ کرام کے جسموں کو دوسرے مقام پر دفن کرنے کا فتویٰ دے دیا اور اخبارات کے ذریعے اس کا اعلان بھی ہو گیا کہ خاص عید اضحیٰ کے دن بعد نماز ظہر مذکورہ صحابیوں رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبریں کھولی جائیں گی اور ان کے بابرکت جسموں کو ایک دوسری جگہ پر دفن کر دیا جائے گا۔

اخبارات میں اعلان چھپتے ہی یہ خبر پوری دنیائے عرب میں پھیل گئی۔ حج کا زمانہ تھا دنیا کے چاروں طرف سے توحید و رسالت کے پروانے فریضۂ حج کی ادائیگی اور زیارت روضۂ انور کی غرض سے مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ میں حاضر تھے لیکن چونکہ خاص عید الاضحیٰ کے دن صحابہ کے جسموں کو منتقل کیا جانے والا تھا اس لیے جو لوگ حج کرنے گئے تھے وہ اس موقع سے شرف اندوز نہیں ہو سکتے تھے۔ تو شاہ عراق سے درخواست کی گئی کہ ان دونوں صحابیوں رضوان اللہ علیہم کی قبروں سے ان کے جسموں کو اس وقت نکالا جائے جب حج کا زمانہ گذر جائے تا کہ تمام ملکوں کے مسلمان اس سعادت میں حصہ لے سکیں۔

شاہ نے تاریخ کی تبدیلی منظور کر لی اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ مقدس جسموں کو منتقل کرنے کا کام ۲۰ ذی الحجہ کو انجام دیا جائے گا اور ساتھ ہی ایسا انتظام کر دیا گیا کہ دریائے دجلہ کا پانی ان قبروں کو کوئی مزید نقصان نہ پہنچا سکے۔ حسب اعلان ۲۰ ذی الحجہ کی صبح ہی کو لاکھوں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبروں کے گرد جمع ہو گیا۔ ان تمام مسلمانوں کی موجودگی میں جب دونوں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی قبریں کھولی گئیں تو واقعی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف میں پانی آ رہا تھا اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک میں بھی غیر معمولی نمی دیکھی گئی۔

جب قبروں سے مقدس جسم نکالے گئے تو لوگوں نے دیکھا کہ تیرہ سو سال کی لمبی مدت گذر جانے کے باوجود بھی جسم بالکل تر و تازہ ہیں اور عجیب و غریب خوشبو سے مہک رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان بزرگوں کو وصال فرمائے ہوئے شاید مشکل سے چند گھنٹے ہوئے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر ایسا نور پھیلا ہوا تھا کہ دیکھنے سے قلب و نظر کو سرور حاصل ہوتا تھا اور ان پر نظر نہیں ٹھہر سکتی تھی یہاں تک کہ کفن کا کپڑا ابھی بالکل تازہ معلوم ہوتا تھا اور ریش مبارک (داڑھی) کے بال بالکل سلامت تھے۔

اور ایک بات یہ بھی نہایت عجیب ہوئی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو اٹھانے کے لیے اسٹریچر کو سامنے لایا گیا تو کسی کو ہاتھ لگانے کی ضرورت پیش نہیں آئی بلکہ وہ خود بخود اسٹریچر پر آ گیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا جسم اقدس بھی ایسے ہی آ گیا ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ ان دونوں جسموں کو اس کے بعد دو شیشے کے تابوتوں میں رکھ دیا گیا اور پھر بڑی احتیاط کے ساتھ نئے مزارات میں دفن کر دیا گیا۔

اس موقع پر شاہ فیصل اول مفتیٔ اعظم، وزیر اعظم اور دوسرے ملکوں کے بڑے بڑے امراء و سفراء بھی موجود تھے۔ جب یہ واقعہ اخبارات کے صفحات پر آیا تو ساری دنیا کو

یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑی کہ اللہ کے محبوب بندے بعداز وصال بھی زندہ رہتے ہیں۔

آسی شہید عشق ہوں مردہ نہ جانیو
مر کر ملی ہے زندگیٔ جاوداں مجھے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور ہدیوں کی خوشبو

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلۂ انصار کے خاندان خزرج کے بہت ہی نامی گرامی شخص ہیں اور دربار رسالت کے خاص الخاص شاعر ہونے کی حیثیت سے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی مدح میں بہت سے قصائد لکھے اور کفارِ مکہ جو شانِ رسالت میں ہجو لکھ کر بے ادبیاں کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں ان کا دندان شکن جواب دیا کرتے تھے۔ حضور شہنشاہِ مدینہ ﷺ ان کے لیے خاص طور پر مسجد نبوی میں منبر رکھواتے تھے، جس پر کھڑے ہو کر یہ رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں نعت خوانی کرتے تھے۔

ان کی کنیت ''ابوالولید'' ہے اور ان کے والد کا نام ''ثابت'' اور ان کے دادا کا نام ''حرام'' ہے، اور ان چاروں کے بارے میں ایک تاریخی لطیفہ یہ ہے کہ ان چاروں کی عمریں ایک سو بیس کی ہوئیں جو عجائباتِ عالم میں سے ایک عجیب نادر الوجود عجوبہ ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سو بیس برس کی عمر میں سے ساٹھ برس جاہلیت اور ساٹھ برس اسلام میں گزرے ۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔
(اکمال ص ۵۶۰ و مشکوٰۃ باب البیان والشعر ص ۵۱۰ و حاشیہ بخاری بحوالہ کرمانی ج ۲ ص ۵۹۴)

ہدیوں کی خوشبو

ان کی ایک خاص کرامت یہ ہے کہ جب تک یہ نعت خوانی فرماتے رہتے تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی امداد و نصرت کے لیے ان کے پاس موجود رہتے تھے، کیوں کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَافَحَ اَوْفَاخَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(یعنی جب تک حسان میری طرف سے کفار کو مدافعانہ جواب دیتے اور میرے بارے میں اظہارِ فخر کرتے رہتے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے رہتے ہیں)

(مشکوٰۃ باب البیان والشعر ص ۴۱۰)

جبلہ غسانی جو خاندانِ جفنہ کا ایک فرد تھا۔ اُس نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہدیہ کے طور پر کچھ سامان حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ سپرد کرنے کے لیے بُلایا۔ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ بارگاہِ خلافت میں پہنچے، تو چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام کیا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین! مجھے خاندانِ جفنہ کے ہدیوں کی خوشبو آ رہی ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جبلہ غسانی نے تمہارے لیے ہدیہ بھیجا ہے جو کہ میرے پاس ہے، اسی لیے میں نے تم کو طلب یا ہے۔

اس واقعہ کو نقل کرنے والے کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حیرت انگیز و تعجب خیز بات میں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا کہ انہیں اس ہدیہ کی کسی نے پہلے سے کوئی خبر نہیں دی تھی۔ پھر آخر انہیں چوکھٹ پر کھڑے ہوتے ہی اس ہدیہ

کی خوشبو کیسے اور کیونکر محسوس ہوگئی ؟ اور انہوں نے اس چیز کو کیسے سونگھ لیا کہ وہ ہدیہ خاندان جفنہ سے یہاں آیا ہے؟ (شواہد النبوۃ ص ۲۳۲)

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن الربیع بن عمرو انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعۃ العقبہ اولیٰ اور بیعۃ العقبہ ثانیہ دونوں بیعتوں میں شریک رہے اور یہ انصار میں سے خاندان بنی الحارث کے سردار بھی تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں جب کہ عرب میں لکھنے پڑھنے کا بہت ہی کم رواج تھا۔ اس وقت یہ کاتب تھے۔ یہ حضور اقدس ﷺ کے انتہائی شیدائی اور بے حد جاں نثار صحابی ہیں۔ حضرت سعد بن الربیع کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئی، تو انہوں نے اپنے بدن کی چادر اتار کر میرے لیے بچھادی اور مجھے اس پر بٹھایا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور پوچھا یہ لڑکی کون ہے؟ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس شخص کی بیٹی ہے جس نے حضور اکرم ﷺ کے زمانے ہی میں جنت کے اندر اپنا ٹھکانا بنا لیا اور میں اور تم یوں ہی رہ گئے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ اے خلیفۂ رسول! وہ کون شخص ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''سعید بن الربیع'' رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ جنگ بدر میں نہایت شجاعت کے ساتھ کفار سے معرکہ آرائی کی۔ جنگ اُحد میں بارہ کافروں کو ایک ایک نیزہ مارا اور جس کو ایک نیزہ مارا وہ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر گھمسان کی جنگ میں زخمی ہو کر اسی جنگ احد میں ۳ھ میں شہید ہو گئے اور حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن ہوئے۔

(اکمال ص ۵۹۶ حاشیہ کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۳۶ اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۷۷)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن معاذ بن النعمان انصاری، یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بہت ہی جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لے جانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیں اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں، چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن اسلام میں آ گئے اور خود اسلام قبول کرتے ہی یہ اعلان فرمادیا کہ میرے قبیلہ بنوعبدالاشہل کا جو مرد یا عورت اسلام سے منہ موڑے گا، میرے لیے حرام ہے کہ میں اس سے کلام کروں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سنتے ہی قبیلہ بنوعبدالاشہل کا ایک ایک بچہ دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہو جانا مدینہ منورہ میں اشاعتِ اسلام کے لیے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت ہی بہادر اور انتہائی نشانہ باز تیر انداز بھی تھے۔ جنگ اُحد میں خوب خوب دادِ شجاعت دی، مگر جنگ خندق میں زخمی ہو گئے اور اسی زخم میں شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے نیزہ لے کر جوش جہاد میں لڑنے کے لیے میدانِ جنگ میں جا رہے تھے کہ ابن العرقہ نامی کافر نے ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی ایک رگ جس کا نام ''اکحل'' ہے، کٹ گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے مسجد نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا اور ان کا زخم بھرنے لگ گیا تھا، لیکن انہوں نے شوق شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دُعا مانگی:

''یا اللہ! تو جانتا ہے کہ کسی قوم سے مجھے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے، جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا اور ان کو ان کے وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفارِ قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے، لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو، جب تو مجھے زندہ رکھنا تا کہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت عطا فرما دے۔''

خدا کی شان کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ دُعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ رضی اللہ عنہ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہہ کر مسجد نبوی میں بنی غفار کے خیمے کے اندر پہنچ گیا۔ ان لوگوں نے چونک کر کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے جو تمہاری طرف بہہ کر ہماری طرف آ رہا ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون جاری تھا، اسی زخم میں ان کی (شہادت) ہوگئی۔ (بخاری جلد۲ ص ۵۹۱ باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرھانے حضور انور ﷺ بھی تشریف فرما ہیں۔ جان کنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمالِ نبوت کا دیدار کیا اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! پھر بلند آواز سے کہا کہ یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کر دیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸۱)

آپ رضی اللہ عنہ کا سال وصال ۵ ہجری ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر شریف ۳۷ برس کی تھی۔ جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔ جب حضور اکرم ﷺ ان کو دفنا کر واپس لوٹ رہے تھے، تو شدت غم سے آپ ﷺ کے آنسوؤں کے قطرات آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک پر گر رہے تھے۔ (اکمال ص ۵۹۶ واسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ انس بن مالک بن المنضر بن ضمضم بن زید بن حرام انصاری۔ آپ رضی اللہ عنہ قبیلۂ انصار میں خزرج کی ایک شاخ بنی نجار میں سے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان ہے۔ ان کی کنیت حضور اکرم ﷺ نے ابوحمزہ رکھی اور ان کا مشہور لقب ''خادم النبی'' ہے اور اس لقب پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیحد فخر تھا۔ دس برس کی عمر میں یہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور دس برس سفر و وطن، جنگ و صلح ہر جگہ ہر حال میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت کرتے رہے نبی رحمت کے تبرکات میں سے ان کے پاس چھوٹی سی لاٹھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ اس کو بوقت دفن میرے کفن میں رکھ دیں، چنانچہ یہ لاٹھی آپ رضی اللہ عنہ کے کفن میں رکھ دی گئی۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے لیے خاص طور پر مال اور اولاد میں ترقی اور برکت کے دعائی فرمائی تھی۔ چنانچہ ان کے مال اور اولاد میں بے حد برکت و ترقی ہوئی۔ مختلف بیویوں اور باندیوں سے آپ رضی اللہ عنہ کے اسی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اور جس دن آپ کا وصال ہوا، اس دن آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ کی تعداد ایک سو بیس تھی، بہت زیادہ حدیثیں آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ حنا کا خضاب سر اور داڑھی میں لگاتے تھے اور خوشبو بھی بکثرت استعمال کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضور رحمتِ عالم ﷺ کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ ان کی والدہ حضور اکرم ﷺ کے پسینہ کو جمع کر کے خوشبو میں ملایا کرتی تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سال وصال اور آپ کی عمر

شریف کے بارے میں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ ۹۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بعضوں نے ۹۲ھ بعض نے ۹۳ھ بعض نے ۹۰ھ کو آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا سال تحریر کیا ہے۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف ایک سو تین برس کی تھی۔ بعض ایک سو دس۔ بعض ایک سو سات اور بعض نے ننانو برس لکھا ہے۔ بصرہ میں وفات پانے والے صحابہ اکرام رضوان اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد شہرہ بصرہ میں کوئی صحابی باقی نہیں رہا۔ بصرہ سے دو کوس کا فاصلہ پر آپ کی قبر شریف بنی جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت ہی حق گو حق پسند، عبادت گزار صحابی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامتیں بھی منقول ہیں۔ (اکمال ص ۵۸۵ واسد الغابہ ج ۱ ص ۱۲۷)

سال میں دو مرتبہ پھل دینے والا باغ

ان کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ دنیا بھر میں کھجوروں کا باغ سال میں ایک ہی مرتبہ پھلتا ہے، مگر رضی اللہ عنہ آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۴۵)

کھجوروں میں مشک کی خوشبو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس برس کی عمر میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دس برس تک سفر وحضر، جنگ و صلح ہر جگہ اور ہر حال میں حضور ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔ اور ہر دم خدمت اقدس میں حاضر باش رہتے۔ حضور اقدس ﷺ کے تبرکات میں سے ان کے پاس چھوٹی سی لاٹھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ اس کو بوقت وصال میرے کفن میں رکھ دینا۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے لیے خاص طور پر مال اور اولاد میں ترقی و برکت کی دعائیں فرمائیں تھیں۔ چنانچہ ان کے مال اور اولاد میں بے حد

برکت وترقی ہوئی اسی طرح یہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی بہت ہی بے مثال کرامت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے باغ کی کھجوروں میں مشک کی خوشبو آتی تھی۔ جس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔

خوشبودار سانپ

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت حج کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی، جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے راستہ میں انہوں نے ایک نہایت خوبصورت سفید رنگ کا سانپ دیکھا **یَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الْمِسْكِ فَتلْتُ لِاَصْحَابِي اَمْضُوْ فَلَسْتُ نُبَارِحُ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلٰى مَايَصِيرُ اَمْرُ هٰذِهِ الْحَيَّةِ مَا بَشَتُّ اِنْ مَاتَتْ مُعَمَّلَتُ اِلٰى حَرُقَةِ بَيْضَاءَ فَلَفَفْتَهَا فِيْهَ ثُمَّ تَحْتَهَا عَنِ الطَّرِيْقِ فَدَفَنْتُهَا.** (الی الاخر)

جس سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔ میں نے اپنے رفقاء سے کہا آپ جائیے اور میں اس وقت تک یہاں سے آگے نہیں بڑھوں گا جب تک اس کے انجام کو نہیں دیکھ پاتا، سانپ کوئی چیز کھا رہا تھا، اس کے کھاتے ہی وہ مر گیا۔ میں نے سانپ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر راستے کی ایک جانب دفن کر دیا پھر اپنے ساتھیوں سے جاملا۔

واللہ! ابھی میں ساتھیوں کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں ان میں سے ایک نے پوچھا تم میں سے عمرو کو کس نے دفن کیا ہے۔ ہم نے دریافت کیا عمرو کون؟ اس نے کہا وہ سانپ! میں نے کہا، میں دفن کر کے آرہا ہوں، وہ عورت بولی! بخدا تو نے دن کو روزہ رکھنے، رات کو عبادت کرنے اور شب و روز نیکی کی تبلیغ کرنے والے کو دفن کر دیا۔ جو تمہارے رسول ﷺ کی بعثت سے چار سو سال قبل تعریف سن کر اُن پر ایمان لایا تھا۔ یہ سن کر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر حج کعبہ کی سعادت عظمیٰ حاصل کر کے

مدینہ طیبہ واپسی پر حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشبودار سانپ کا قصہ پیش کیا۔

تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ میرے مبعوث ہونے سے چار سو سال پہلے مجھ پر ایمان لایا تھا۔

مشک کی خوشبو

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ مَجَّ فِی الدَّلْوِ، ثُمَّ صَبَّ فِی الْبِئْرِ أَوْشَرِبَ مِنَ الدَّلْوِ، ثُمَّ مَجَّ فِی الْبِئْرِ، فَفَاحَ مِنْهَا مِثْلُ رِیحِ الْمِسْکِ) ترجمہ: نبی رحمت ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا، آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا اور اس میں کلی کی پھر اسے کنویں میں بہا دیا یا اس ڈول میں سے پیا پھر کنویں میں کلی فرمائی تو اس (کنویں) میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ (مسند احمد بن حنبل، حدیث وائل بن حجر، ج ۳۱، ص ۱۳۴، مؤسستہ الرسالہ، بیروت، سنن ابن ماجہ، باب المج فی الاناء، ج ۱، ص ۲۱۶، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

جس سے کھاری کنویں شیرہ جاں بنیں
اس نرالی حلاوت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتے درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

بیماری بھی دور، خوشبو بھی عطا

حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اُم عاصم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عتبہ کے یہاں ہم چار عورتیں تھیں، ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتی، پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے جسم سے آتی وہ ہماری خوشبو سے بہت زیادہ ہوتی:

وَكَانَ إِذَا خرج اِلَى النَّاس قَالُوا مَاشممنا ريحًا أطيب من ريح عتبة فَقُلْنَا لَهُ فِي ذَلِک قَالَ أَخَذَنِي الشرى على عهد رَسُول الله ﷺ فشكوت ذَلِک قَالَ أَخَذَنِي الشرى على عهد رَسُول الله ﷺ فشكوت ذَلِکَ إِلَيْهِ فَأمرنِي أَن أتجرد فتجردت وَقَعَدت بَين يَدَيْهِ وألقيت ثوبي على فَرجي فنفث فِي يَده ثمَّ وضع يَده على ظَهْري وبطني فعبق بِي هَذَا الطّيب من يَوْمئِذٍ

ترجمہ: اور جب وہ لوگوں کے پاس جاتے تو لوگ کہتے ہم نے کوئی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو عتبہ کی خوشبو سے اچھی ہو ایک دن ہم نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں میرے بدن میں پھنسیاں نکل آئیں تو میں نے حضور کی خدمت میں اس بیماری کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: کپڑے اتار دیں میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اپنے مبارک ہاتھ پر ڈال کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر مل دیا تو میری

بیماری دور ہوگئی اور اسی دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی۔

(المعجم الصغیر، ج ۱، ۷۷، المکتب الاسلامی، بیروت۔ المعجم الکبیر، ماسند عتبہ بن فرقد، ج ۱۷ ص ۱۳۴، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ، خصائص کبری، ج ۲ ص ۱۴۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر

رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کو نقل کرنے سے پہلے فرماتے ہیں:

"وَأخرج لطَّبَرَانیّ فِی الْكَبِیر والأوسط بِسَنَد جید"

ترجمہ: اس حدیث پاک کو امام طبرانی نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں جید (عمدہ) سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(خصائص کبری، ج ۲، ص ۱۴۱، دار الکتب العلمیہ، بیرورت)

صحابی رسول کی قبر سے خوشبو

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی القریشی کا شمار بڑے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کی کنیت ابومعاویہ بھی تھی، اور ابوالحارث بھی۔ لقب شیخ المہاجرین۔

غزوہ بدر سے ایک مدت کے بعد حضور نبی رحمت ﷺ ایک مرتبہ اپنے جانثاروں کے ہمراہ وادی صفراء سے گزرے اور رات گزارنے کے لیے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ ہوا چلنی شروع ہوئی تو اس میں سے مشک کی مسحور کن لپٹیں آرہی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔

''یارسول ﷺ کہیں سے مشک کی لپیٹیں بڑی شدت اور فراوانی سے آ رہی ہیں، ان سے ہمارا مشامِ جاں معطر ہو گیا''۔

سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا۔ ابومعاویہ کی تربت کی بدولت ساری وادیٔ صفراء معطر ہو گئی تھی یہ حضرت عبیدہ بن حارث مطلبی شہید بدر تھی۔

معرکہ بدر کے بعد لشکرِ اسلام مدینہ منورہ کو واپس ہوا تو راستے میں حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وقت آخر آن پہنچا۔ ان کی روح مطہرہ نے وادی صفراء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور اسی وادی کو ان کی ابدی آرام گاہ بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کی تدفین کے بعد مدتوں تک وادی صعراء کی فضا میں مشک کی خوشبو بسی رہی۔

جو کوئی بھی ادھر سے گزرتا مسحور کن خوشبو کی لپیٹیں اسے مدہوش کر دیتیں۔ اللہ اللہ یہ درجہ ہے ایک عاشق رسول ﷺ اور شہید راہ حق کا۔

بقول شاعر

یہ رتبہ بلند ملا جس کو ملا گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو در سن کہاں

شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

(خیر البشر ﷺ کے ۴۰ جاں نثار صفحہ ۱۳۳، از طالب ہاشمی)

دنیا میں جنت کی خوشبو

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ اُحد کے دن حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ ملیں تو تم ان سے میرا اسلام کہہ دینا چنانچہ جب تلاش کرتے کرتے میں ان کے پاس پہنچا تو ان کو اس حال میں پایا کہ ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی میں نے حضور اکرم ﷺ کا سلام پہنچایا تو انہوں نے جواب دیا اور کہا اور تم نے رسول اللہ ﷺ کا سلام

پہنچایا تو انہوں نے جواب دیا اور کہا اور تم رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام کہہ دینا اور سلام کے بعد یہ بھی عرض کر دینا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں جنت کی خوشبو میدان جنگ میں سونگھ چکا اور میری قوم انصار سے میرا آخری پیغام کہہ دینا کہ اگر تم میں ایک آدمی بھی زندہ رہا اور کفار کا حملہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہو سکتا اور تمہارا عہد ٹوٹ جائے گا۔ جو تم لوگوں نے بیعت العقبہ میں کیا تھا۔ اتنا کہنے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔ (حجت اللہ جلد دوم صفحہ ۸۷۰ بحوالہ حاکم بیہقی)

اُحد کی طرف سے جنت کی خوشبو

مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن نضر، جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں۔ واقعہ بدر میں حاضر نہ تھے۔ انہوں نے چاہا کہ روز اُحد حاضر ہو کر تلافی ماذات کر کے گذشتہ عدم حاضری کا بدلہ کریں۔ جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے سنا ہے، حضور ﷺ شہادت پا چکے ہیں اس کے بعد وہ صحابہ کے پاس پہنچے اور کہا کیا یہ جائز ہوگا کہ تم زندہ رہو اور تمہارے نبی ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر تلوار لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اتفاقاً حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن سے فرمایا ''خدا کی قسم مجھے اُحد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے''۔ اس کے بعد لشکر کفار کے قلب پر حملہ کیا اور خوب دادِ شجاعت دی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اور یہ بات پایہ صحت کو پہنچی کہ ان کو کچھ اُوپر اسی زخم آئے تھے۔ چنانچہ اُن کا لاشہ شہیدوں کے درمیان معلوم نہیں ہوتا تھا ان کی بہن نے اُن کی اُنگلی کے ایک تل سے انہیں پہنچانا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۱۳)

جنت کی خوشبو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا جس نے میری زیارت نہیں کی تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت طلب کی پھر میرے پاس آیا اور مجھے خوشخبری سنائی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری امت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں''۔

نبی پاک ﷺ جب خاتون جنت کے جسم اطہر کو سونگھتے تھے تو آپ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''مجھے اپنی اس بیٹی کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے''۔ اسی وجہ سے آپ کو ''زہراء'' یعنی جنت کی کلی بھی کہا جاتا ہے۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہراء ہے کلی جس میں حسن اور حسین پھول

شان بتول بزبان رسول ﷺ تقسیم کار خلیفہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ
جس نے خاک احمد سونگھی ہے
اگر وہ عمر بھر کوئی (خوشبو) نہ سونگھے تو کیا تعجب ہے۔

مٹی مشک بن گئی

محمد بن شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی۔ جب حضور اقدس ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا''۔ تو آپ ﷺ نے سبحان اللہ، سبحان اللہ فرمایا اور مسرت کے آثار آپ ﷺ کے رخسار انور پر نمودار ہو گئے۔

(زرقانی جلد۲ صفحہ ۱۴۲، حجۃ اللہ جلد دوم ۸۶۸)

خوشبودار ہوا

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی کی شادی کا ذکر فرمایا کہ اُس کا لباس ریشم کا تھا۔ جوتے پر ہیرے جڑے ہوئے تھے شادی میں تمام جاندار حاضر ہوئے۔ جنوں نے پالکی اُٹھائی۔ زیور سونے کے اتنے تھے کہ سونا ہی سونا نظر آتا تھا۔ کئی روز تک چراغاں کیا گیا۔ اور ایک ایسا محل بنایا گیا جس کی دیواریں زرد اور سرخ پتھر سے بنی تھیں۔ سنگ مرمر کا فرش تھا۔ ہر طرف شیشے لگے ہوئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سب کچھ سنا تو گھر آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

یہ سُن کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے کہ ایک میں سید الانبیاء ﷺ کی بیٹی ہوں۔ کہ غربت کی زندگی ہے۔ کچا مکان ہے۔ یہ سوچتے سوچتے نیند آ گئی اور آپ رضی اللہ عنہا سو گئیں۔ خواب میں دیکھا کہ ''خوشبودار ہوا'' آتی ہے۔ ایک لڑکی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پنکھا جھل رہی ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اے لڑکی تو کون ہے؟ اُس نے کہا۔

بیٹی ہوں حضرت سلیمان کی
اور باندی فاطمہ ذی شان کی
جو ہے دختر نبیوں کے سلطان کی
باندھی ہوں مشکور ہوں رحمٰن کی

صبح بیدار ہوئیں تو حضور نبی رحمت ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا بیٹی خواب تو سناؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ...... اللہ تعالیٰ کا کرم ہے لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں۔ کہ اُسے دنیا ملی اور مجھے دین دیا اور خدا کے حضور عرض کرتی ہوں۔

اے میرے باری تعالیٰ ایک رات اتنی لمبی کر دے کہ تیری بندی فاطمہ دل کھول کر تیری عبادت کرے۔ ابھی میرے دو نفل بھی پورے نہیں ہوتے کہ رات ختم ہو جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا رات کو تہجد کے وقت اُٹھتیں تو اپنے بچوں کو بیٹھا لیتیں۔

(خطابات سعید از قاری محمد سعید القادری)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے خوشبو

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے خوشبو جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا اور پھر حجاج بن یوسف نے آپ کے لاشہ مبارکہ کو لٹکا دیا کہ جب بدبو پھیلے گی تو لوگ متنفر ہو گئے۔ تو بدبو کی بجائے خوشبو ظاہر ہوئی۔

جب آپ پیدا ہوئے تھے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُنہیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں لیکر گئے، حضور نے بیٹا دیا ہے، لعاب دہن عطا فرمائیے تو میرے آقا ﷺ نے لعاب دہن عطا فرمایا تھا اب جب خوشبو ظاہر ہوئی تو کیسی خوشبو تھی۔

تو لوگوں نے کہا یہ لعاب دہن مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو معلوم ہوتی ہے۔ آپ اندازہ کیجئے جن کو میرے آقا ﷺ نے لعاب دہن عطا فرمایا ہو مرنے کے بعد بھی اُن کے جسم سے ویسے ہی خوشبو ظاہر ہو رہی ہے۔ (گلشن کاظمی مؤلف حافظ امانت علی سعیدی صفحہ ۴۵۷)

رنگت و خوشبو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ جو صحیح مسلمان ہوئے اور ایمان پر ان کا خاتمہ ہوا۔ اور انہوں نے عبادت سخاوت، خوش اخلاقی وغیرہ نیک اعمال کیے۔ انہیں یہ خوش خبری سنا دو کہ ان کے مرنے کے بعد اُس عالم میں ایسے عمدہ اور گھنے خوب صورت باغ دیئے

جائیں گے کہ جن میں دودھ وشہید وغیرہ کی نہریں بہتی ہوں گی۔ اوران باغوں کے میوؤں میں عجیب لطف ہوگا کہ سب کی شکل وصورت رنگت وخوشبوتو یکساں مگر ذائقے الگ الگ۔ اس مشابہت کی وجہ سے جنتی کھانے کھاتے وقت سمجھیں گے کہ یہ تو وہی میوہ ہے۔ مگر جب کھائیں گے تو ہر بار نیا لطف پائیں گے۔ اوران کو صرف کھانا اور مکان ہی نہ ملے گا بلکہ ان کے دل لگنے کے لیے اور گھروں کی آبادی کے لیے نہایت پاکیزہ بیویاں بھی دی جائیں گی؛ جو کہ ساری نفرت کی چیزوں سے پاک ہوں گی۔ صورت نہایت اعلیٰ ہوگی۔ ان نعمتوں پر طرح یہ کہ ان کو بڑھاپا یا بیماری وغیرہ کی تکلیف نہیں اور موت کا کھٹکا نہیں۔ دنیا کے سارے عیش وآرام کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔ (تفسیر نعیمی پارہ اول صفحہ ۲۱۹)

راہب کا قبول اسلام

شہادت امام حسین کے بعد جب اشقیا کی جماعت امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو لے کر پہلی منزل پر ایک گرجا گھر کے پاس رات گذارنے کے لیے اتری اور بروایت علامہ حبان شراب پی رہی تھی تو ایک لوہے کا قلم غیب سے نمودار ہوا جس نے خون سے یہ شعر لکھا۔

اَتَرجُوا اُمَّةٌ قَتَلتْ حُسَینًا

شَفَاعَةَ جَدِّهٖ یَومَ الحِسَابِ

”جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے کیا وہ اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ان کے نانا جان ﷺ قیامت کے دن اُن کی شفاعت کریں گے“؟

اور بعض روایتوں میں ہے کہ دیوار پر یہ شعر پہلے سے لکھا ہوا تھا بدبختوں نے جب دیکھا تو بہت متعجب ہوئے اور گرجا گھر کے راہب سے پوچھا کہ یہ شعر کس نے لکھا ہے

اور کب کا لکھا ہوا ہے؟ راہب نے کہا کس نے لکھا ہے یہ تو مجھے معلوم نہیں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ تمہارے نبی کے زمانہ سے پانچ سو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے۔

راہب نے جب شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر اور چند بیبیوں اور بچوں کو بحالت اسیری دیکھا تو اس کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور دریافت کرنے پر جب پورا حال اس کو معلوم ہوا تو کہا معاذ اللہ تم لوگ کتنے بُرے آدمی ہو کہ اپنے نبی کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور پھر ان کے بال بچوں کو قیدی بناتے ہو۔

پھر راہب نے ان بدبختوں سے کہا کہ اگر رات بھر اپنے نبی کے نواسے کا سر ہمارے پاس رہنے دو تو ہم تمہیں دس ہزار درہم دیں گے وہ لوگ اس پر راضی ہو گئے۔ راہب نے رقم ادا کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک لیا اور اپنے مخصوص کمرہ میں لے گیا پھر سرانور، چہرۂ مبارک اور مقدس زلفوں اور داڑھی کے بالوں پر جو گرد و غبار اور خون وغیرہ جما ہوا تھا دھویا اور عطر و کافور لگایا اور بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے سامنے رکھ کر اس کی زیارت کرنے لگا خدائے عزوجل اس کے اس ادب سے راضی ہوا۔ اس نے اپنی رحمت کے دروازے کھول دئے۔ راہب رونے لگا اور اس کی نگاہوں سے پردے اٹھ گئے۔ اس نے دیکھا کہ سراقدس سے آسمان تک نور ہی نور ہے۔ جب اس نے سر مبارک کی یہ کرامت دیکھی تو صدق دل سے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور صبح کو سرانور ان کے حوالے کر دیا۔ (اوراق غم)

قصیدہ فرزدق ابو فارس

(جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی مدح میں ہشام کے سامنے سنایا تھا)

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبُطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ وَالْبَیْتُ یَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

"یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی آہٹ سرزمین بطحا جانتی ہے اور
ان کے منصب جلیل کو کعبہ جانتا ہے اور حل و حرم واقف ہے"

هٰذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللهِ كُلِّهِمُ   هٰذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

''یہ لختِ جگر ہے اس ہستی پاک کا جو اللہ کے بندوں میں سب سے
افضل ہے، یہ خود پرہیز گار، پاکباز اور پاک باطن دنیا میں مشہور ہے''

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ   وَبِجَدِّهٖ اَنْبِيَاءُ اللهِ قَدْ خُتِمُ

''اچھی طرح پہچان لے یہ نورِ نظر سیدہ زہرا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا
ہے ایک تو ان سے بے خبر ہے اور یہ وہ ہے جس کے جدِ امجد کی بعثت
پر تمام نبیوں کی تشریف آوری ختم ہے۔''

يَنْمِيْ اِلٰى ذِرْوَةِ الْعِزِّ الَّتِيْ قَصُرَتْ   عَنْ نَيْلِهَا عَرَبُ الْإِسْلَامِ وَالْعَجَمُ

''انہوں نے وہ بلند مقام حاصل فرمایا جس کے مساوی عزت حاصل
کرنے سے قاصر ہیں عرب و عجم کے تمام مسلمان''

اِذَا رَأَتْهُ قُرَيْشٌ قَالَ قَائِلُهَا   اِلٰى مَكَارِمِ هٰذَا يَنْتَهِي الْكَرَمُ

''جب قبائل قریش ان کی رفعتِ شان دیکھتے ہیں تو پھر کہنے والا کہہ
رہا ہے ان کے منصب جلیل تک اعزاز و مناقب ختم ہو جاتے ہیں۔''

مَنْ جَدُّهٗ دَانَ فَضْلُ الْاَنْبِيَاءِ لَهٗ   وَفَضْلُ اُمَّتِهٖ دَانَتْ لَهُ الْاُمَمُ

''یہ وہ ہیں جن کے جدِ امجد کے منصب کے آگے تمام انبیاء نیچے
ہیں، اور یہ وہ ہے کہ ان کے امتیوں کی فضیلت سے تمام امتیوں کی
فضیلت کم ہو گئی۔''

يَنْشَقُّ نُوْرُ الدُّجٰى عَنْ نُوْرِ طَلْعَتِهٖ   كَالشَّمْسِ يَنْجَابُ عَنْ اِشْرَاقِهَا الظُّلَمُ

''ان کی وجہ منیر کے ظہور سے ہدایت کے انوار پھیل گئے، جیسے سورج
کی روشنی سے ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں۔''

يَكَادُ يُمسِكُهُ عِرْفَانَ رَاحَتِهِ رُكْنُ الْحَطِيمِ إِذَا مَاجَآءَ يَسْتَلِمُ

''شاید ان کے دست اقدس کی ہتھیلی کی خوشبو کو جمع کر لیا ہے رکن حطیم نے، جبکہ وہ حجر چومنے آئے۔''

يُغْضِى حَيَاءً وَّيُغْضِىْ مِنْ مُّهَابَتِهِ فَمَا يُكَلِّمُ إِلَّا حِيْنَ يَتَبَسَّمُ

''حیاء ایمانی کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہیں اور لوگوں کی آنکھیں ان کی مہابت شان سے بند ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان سے کلام صرف اس وقت کیا جا سکتا ہے جب وہ تبسم ریز لہجہ میں ہوں۔''

فِىْ كَفِّهِ خِيْزَرَانَ وَرِيْحُهَا عَبِقٌ مِنْ كَفِّ أَرْوَع فِىْ عِرِيْنِهِ شَمَمُ

''اُن کے دست نوری میں خزران کی چھڑی ہے اور اس کی مہک اُڑ رہی ہے اور وہ ایسے کے ہاتھ میں ہے جو بہت اونچی ناک والا سردار ہے۔''

مُشْتَقَّةٌ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ يَنْعَتُهُ طَابَتْ عَنَاصِرُهُ وَالْخِيْمُ وَالشِّيَمُ

''یہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذت سے مشتق ہے اور اس کی تعریف جہان کر رہا ہے۔ اس کا عنصری وجود ہی پاک ہے اور اس کی خصلتیں اور عادتیں بھی پاک ہیں۔''

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هٰذَا بِضَائِرِهٖ اَلْعُرْبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْكَرْتَ وَالْعَجَمُ

''تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے ان کو نقصان نہیں دے سکتا، اس لیے کہ انہیں عرب جانتا ہے اور جس سے تو نے تجاہل عارفانہ کیا، اسے عجم جانتا ہے۔''

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا يَسْتَوْفِيَانِ وَلَا يَعْرُوْهُمَا الْعَدَمُ

''ان کے دونوں ہاتھ ایسے برستے ہوئے بادل ہیں جن سے عام نفع
ہے، ہر ایک کے ساتھ وہ ہاتھ اعانت کرتے ہیں اور اُن پر اس صفت
کا عدم نہیں آتا۔''

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْاِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ عَنْهُ الْغِيَابَةُ وَالْاِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

''محسن عالم ہیں اپنے احسانات کے ساتھ اور ان کی شان جوان کی
وجہ میں ہے پراگندہ ہو چکی ہیں گمراہی محتاجی اور ظلم کی اندھیریاں''

لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادٌ بَعْدَ غَايَتِهِمْ وَلَا يُدَانِيهِمْ قَوْمٌ وَّاِنْ كَرَمُوْا

''دنیا کا کوئی سخی ان کی منتہاء سخاوت کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا،
اور کوئی قوم کا بڑا ان کی برابری نہیں کر سکتا اگر چہ وہ اپنی قوم میں
معزز ہو۔''

هُمُ الْغُيُوْثُ اِذَا مَا اَزْمَةٌ اَزَمَتْ وَالْاُسُدُ اُسْدُا الشَّرٰى وَالْيَاسُ مُحْتَدَمُ

''قحط سالی میں یہ موسلا دھار بارش ہیں جبکہ وہ قحط سخت ہو چکا ہو اور
شیر ہیں سخت گرم ایام اور انتہائی مایوسی میں۔''

سَهْلُ الْخَلِيْقِ لَا يَخْشٰى بَوَادِرَهٗ يُزَيِّنُهُ اثْنَانِ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالشِّيَمُ

''نہایت نرم دل ہیں حتیٰ کہ ان کے غصہ سے بھی خوف زدہ نہیں ہوتا
بہ سبب اس کے کہ یہ دو صفتوں، حسن خلق اور حسن خصلت سے مزین
ہیں۔''

مِنْ مَّعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِيْنٌ وَّبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَّقُرْبُهُمْ مَنْجًا وَّمُعْتَصَمُ

''یہ اس گھرانہ سے ہیں جس کی محبت عین دین ہے اور ان سے بغض
کرنا کفر اور ان کا قرب مقام نجات ہے اور قلعۂ محافظت۔''

اِنْ عُدَّ اَھْلُ التُّقٰی کَانُوا أئِمَّتَھُمْ   اَوْقِیْلَ مَنْ خَیْرُ أَھْلِ الْأَرْضِ قِیْلَ ھُمْ

''اگر زمانہ کے متقی گنے جائیں تو سب ان کے متبع ہوں گے۔ اگر پوچھا جائے کہ روئے زمین میں سب سے افضل کون ہے، تو کہا جائے گا یہی ہیں۔''

سَیَّانُ ذٰلِکَ إِنْ اَثْرُوْا وَاِنْ عَلَامُوا   لایَنْقُصُ الْعُسْرُ بَسْطًا مِّنْ أَکِفِّھِم

''اس کا ہاتھ کبھی عطا کرنے سے نہیں رکتا خواہ تنگی ہو، برابر ہے ان کے لیے خواہ دولت ہو یا نہ ہو۔''

اَللّٰہُ فَضَّلَہٗ قِدَمًا وَّشَرَفَہٗ   جَرٰی بِذَالِکَ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمْ

''اللہ نے فضیلت بخشی ہمیشہ سے اور شرف تام عطا فرمایا اور ان کے اکرام کا حکم لوح قلم میں جاری ہو چکا۔''

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِکْرِ اللّٰہِ ذِکْرُ ھُمْ   فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّمَخْتُوْمٌ بِہِ الْکَلَمْ

''اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر ہی ہے، ہر دن، اور اس کے علاوہ ہر کلام پر مہر لگ گئی ہے۔''

مَنْ یَّعْرِفُ اللّٰہَ یَعْرِفُ اَوَّلِیَّتَہٗ ذَا   وَالدِّیْنُ مِنْ بَیْتِ ھٰذَا نَالَہُ الْاُمَمْ

''جو اس ہستی الٰہی کو جانتا ہے ان کی فضیلت کو بھی جانتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دین ان کے گھر سے امت نے حاصل کیا۔''

اَیُّ الْقَبَائِلِ لَیْسَتْ فِیْ رِقَابِھِمْ   لِأَوَّلِیَّتِہٖ ھٰذَا أُوْلَہٗ نِعَمْ

''عرب کا کونسا قبیلہ ہے جس کی گردن میں نہ ہو ان کی بزرگی کا قلادہ، یا اس کے لیے ان کے گھر سے نعمتیں نہ پہنچی ہوں۔''

اور اس کے مثل چند اور بیت فرزدق نے کہے اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم

کی تعریف اتنی زیادہ کی کہ ہشام غضبناک ہو گیا اور حکم دے دیا کہ اسے عسفان میں قید کیا جائے۔ عسفان مکہ و مدینہ کے پاس ایک مقام ہے (جہاں ایک کنواں ہے جس میں قیدی بند کیے جاتے تھے)۔

اس واقعہ کی خبر لوگوں نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپؓ نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بطور عطیہ بھیجے اور فرمایا اسے کہنا ابو فارس! ہمیں معاف کرے کہ ہم لوگ اس وقت امتحان و ابتلاء میں ہیں، اس ہدیہ سے زائد اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا جو کچھ زائد عطا فرماتے۔

فرزدق نے وہ درہم نقدی واپس کیے اور کہلوایا کہ حضور قسم بخدا! زر و سیم کے لالچ میں بادشاہ و امراء کے دربار میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں مگر وہ محض دروغ بیروغ ہی تھا، مگر یہ قصیدہ جو میں نے کہا ہے یہ محض اپنے گناہوں کے کفارہ کے لیے اور اللہ و رسول ﷺ کی محبت کے لیے لکھا ہے۔

جب یہ پیغام حضور زین العابدین رضی اللہ عنہ کو ملا، آپ نے حکم دیا کہ درہم واپس لے جاؤ اور اسے کہو کہ ابو فارس! اگر ہمیں دوست رکھنا ہے تو ایسا نہ کر، اس لیے ہم جو چیز کسی کو عطا فرما دیں وہ واپس نہیں لیا کرتے تو بتعمیل حکم فرزدق نے وہ عطیہ قبول کیا۔

اور در حقیقت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فضائل اس سے کہیں زیادہ ہیں جو فرزدق نے کہے۔ ان کا جمع کرنا امکان میں نہیں۔

بدیوں کو خوشبو میں بدل دیا

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مندرجہ ذیل

واقعہ نقل کیا ہے کہ اہل خیبر میں سے کسی یہودی کا ایک سیاہ فام غلام جو اس کا ریوڑ چرایا کرتا تھا، جب اس نے دیکھا کہ اس کے مالک کے قبیلہ والوں نے ہتھیار سجایے ہیں اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے ہیں تو اس نے اس سے پوچھ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے اسے بتایا کہ ہم اس شخص سے لڑنا چاہتے ہیں جو خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہیں، ان یہودیوں کی زبان سے اس حبشی غلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم کا ذکر خیر سنا، اس نے اپنا ریوڑ لیا اور اسے چرانے کے لیے باہر لے گیا مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا اور رسول کریم ﷺ کے پاس لے آئے، حضرت ابن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ خود اپنی بھیڑوں کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا سرکار دو عالم ﷺ نے اس سے گفتگو فرمائی۔ اُس آدمی نے پوچھا۔ آپ کیا کہتے ہیں اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اس غلام نی پوچھا، اگر میں یہ شہادت دے دوں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اگر تو ایمان لے آئے تو تجھے جنت ملے گی، وہ حبشی غلام مسلمان ہو گیا اور عرض کی۔ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ ایسا شخص ہوں جس کی رنگت کالی ہے، جس کا چہرہ بدصورت ہے، جس سے بدو اُٹھ رہی ہے، میرے پاس کوئی مال بھی نہیں۔ اگر میں ان یہودیوں کے ساتھ جنگ کروں اور قتل کر دیا جاؤں تو کیا جنت مین داخل ہو جاؤں گا! حضور ﷺ نے فرمایا بے شک۔ اس نے پھر عرض کی، اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ یہ بکریاں میرے پاس ہیں ان کے مالکوں کی امانت ہیں۔

میں ان کا کیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو لشکر سے نکال کر لے جاؤ اور انہیں کنکریاں مار کر ان کے مالکوں کی طرف بھگا دو اللہ تعالیٰ تیری امانت تیری طرف سے ادا

فرمائے گا، اس نے ایسا ہی کیا، حضور ﷺ اس کی دیانت داری کے بارے میں سن کر متعجب ہوئے، وہ بکریاں اکٹھی ہو کر تیزی سے اپنے مالکوں کی طرف چل پڑیں، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی چرواہا نہیں ہانک کر لے جا رہا ہے، چنانچہ ہر بکری اپنے اپنے مالک کے پاس پہنچ گئی، پھر وہ حبشی غلام میدان جنگ کی طرف گیا اور یہودیوں سے لڑنا شروع کیا، اسے ایک تیر لگا جس سے وہ شہید ہو گیا مسلمان ہونے کے بعد اسے ایک سجدہ کرنے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی، مسلمان اسے اُٹھا کر اپنے لشکر کی طرف لے گئے، رحمت عالم ﷺ ے فرمایا اسے میرے خیمہ میں لے جاؤ۔

چنانچہ اسے نبی کریم ﷺ کے خیمہ میں داخل کر دیا گیا جب رسول خدا ﷺ فارغ ہوئے تو خیمہ میں اس کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا۔ لَقَدْ حَسَّنَ اللّٰهُ وَجْهَکَ وَطَیَّبَ رِیْحَکَ وَکَثَّرَ مَالَکَ۔

اے حبشی غلام! تیسرے چہرے کو اللہ تعالیٰ نے خوبصورت بنا دیا ہے، تیری بدبوں کو "خوشبو" سے بدل دیا ہے اور تیرے مال کو بہت بڑھا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے دو حوروں کو دیکھا کہ اس کے چہرے پر لگی گرد و غبار کو جھاڑ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو خاک آلود کرے جس نے تیرے چہرے کو غبار آلود کیا ہے اس شخص کو ہلاک کرے جس ے تجھے شہید کیا ہے۔

(ابن کثیر "السیر النبوہ" جلد۲ صفحہ ۳۶۱ "المتاع الاسماع ج ا صفحہ ۲۳۹)

خوشبوئے جنت

صحابی رسول حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کا از حد ملال تھا، ہمیشہ کہتے افسوس! کہ میں کفر و اسلام کے پہلے معرکہ میں شرکت سے محروم رہا اب اگر اللہ رب العزت نے موقع دیا تو دنیا دیکھے گی کہ شمع جمال مصطفےٰ ﷺ کے

پروانے جان نثاری کا کیسا منظر پیش کرتے ہیں، چنانچہ جنگ اُحد میں شامل ہوئے، لشکر اسلام میں جب کھلبلی مچی اور یہ افواہ پھیل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے تو بعض صحابہ دل شکستہ ہو کر بیٹھ رہے امیہ پاس سے گزرے پوچھا یوں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا حضور شہید ہو گئے آپ نے انہیں للکارہ کہ رسول کریم ﷺ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے آؤ اس بات پر ہم بھی جان دے دیں جس پر حضور نبی رحمت ﷺ نے جان دی ہے، پھر تلوار بے نیام کی اور دشمن پر ٹوٹ پڑے، کفار پر پے در پے وار کرتے چلے جا رہے تھے اور زبان سے یہ کہتے جا رہے تھے۔اے سعد نضر کے ب کی قسم،''مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور مجھے یہ خوشبو کوہ اُحد کے پیچھے سے آ رہی ہے۔

یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے، جب اُن کے زخم گنے گئے تو اسی سے زیادہ تھے اور کوئی عضو بھی سلامت نہ بچا تھا کہ اُن کی پہنچان ہو سکے، اُن کی ہمشیرہ نے اُن کی انگلیوں کے پورے دیکھ کہ انہیں پہنچانا۔

یہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جو اس آیت کریمہ کا مظہر اتم ہیں

ومابدلو تبديلا لدخزى الله الصدقين بصدقم

ترجمہ: اور وہ زرانہ بدلے تاکہ اللہ سچوں کو اُن کی سچائی کا صلہ دے اس آیہ کریمہ کے ضمن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جو لوگ میدان جہاد سے سلامت واپس آئے انہیں اپنے صحیح سلامت واپس آنے پر خوشی نہیں ہے بلکہ وہ شہادت سے محرومی کے باعث غمزدہ اور دل گرفتہ ہیں اور وہ اس سہانی گھڑی کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں، جب وہ خون شہادت سے سرخرو ہو کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو گے۔

ماجرا دیکھ کے ہو گا یہ کیسی کو سکتہ
ایک تعجب سے وہ انگشت بدنداں ہو گا

انہی جانثاری کی بے لوث اور بے دریغ قربانیوں کے باعث اسلام کو یہ عزت و شوکت نصیب ہوئی ، اُنہوں نے اپنے خون ناب سے آبیاری کر کے شجر اسلام کو سدا بہار بنایا۔انہوں نے اپنے خون ناب سے آبیاری کر کے شجر اسلام کو سدا بہار بنایا۔اُنہی کی کوششو کی برکت سے ہمیں ایمان کی نعمت نصیب ہے، لیکن امت میں ایک ایسا بدقسمت فرقہ بھی پیدا ہو گیا ہے جو خود تو اسلام کے لیے کچھ کر نہیں سکتے ، اُلٹا اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اسلام کے لیے باعث ننگ و عار ہیں، ہر قدم خلاف شریعت اُٹھاتے ہیں، سنت نبوی ﷺ کے تارک ہیں، مشکل و عمل، سیرت اور کردار سے اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں، لیکن ان وفا شعار عاشقان مصطفیٰ ﷺ اور دین کے جوانمرد سپاہیوں پر زبان طعن دراز کرنا کمال ایمان خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ابن اولوالعزم ہستیوں کو جتنا بُرا کہیں گے اتنا ہی ان کے گناہ چھڑیں گے اوران کے رتبے بلند ہو گئے، **لاحول و لاقوة الا باللہ**

مئے بدعت سے ہے سرشار ایسا کہ سب کچھ اس کو بدعت سوجھتا ہے زبان قدرت کو ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے، قرآن کے صفحات تو اُن کی پاک باطنی کی شہادت دے رہے ہیں، فرشتے اُن کی شجاعت و بسالتو سخاوت اور عدالت کی قسمیں کھا رہے ہیں حوریان فردوس ان کی راہ میں اپنی آنکھیں بچھانے کے لیے بیتاب ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا بے عمل انسان ان پر کیچڑ اچھالنے سے باز نہیں آتا۔

(ضیاء القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۶ تا ۳۷)

یہی اندھیرا اگر اور بھی کچھ روز رہا
تو مسلمان کا نشاں بھی نہ نمایاں ہو گا

(بحوالہ جان ہے عشق مصطفیٰ ﷺ صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۷)

آٹھواں باب:

کرم بلائے کرم

کھانا اور خوشبو کا تحفہ

حضرت سیدنا عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ ''ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے لذیز کھانا اور خوشبو تیار کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہم پلہ لوگ دیکھیں اور انہیں ساتھ لے کر ہمارے پاس تشریف لے آئیں'' حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں گئے اور وہاں جو مساکین وسائلین تھے انہیں لے کر گھر تشریف لے گئے۔ ہمسایہ خواتین بھی آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے پاس آگئیں ''خدا کی قسم تمہارے گھر تو مساکین جمع ہو گئے'' پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''میں تمہیں اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا تم پر ہے کہ تم کھانا اور خوشبو بچا کر نہیں رکھو گی'' پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے مساکین کو کھانا کھلایا پھر انہیں کپڑے پہنائے اور خوشبو لگائی۔

(مکارم الاخلاق از امام ابو قاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

ادب حدیث سے خوشبو

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتداء کر دی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے۔ عمدہ لباس زیب تن کرتے۔ خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے۔ اور جب تک درس حدیث جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ درس حدیث کے درمیان کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں

درس حدیث میں حاضر ہوا حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت حدیث فرما رہے تھے۔ اسی دوران ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپؒ نے پہلو نہ بدلہ نہ سلسلہ روایت روکا گیا اور نہ ہی آپؒ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا۔ بعد میں آپؒ نے فرمایا میرا تکلیف پر اس قدر صبر کرنا کچھ اپنی طاقت کی بنا پر نہ تھا بلکہ محض رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔ (تذکرہ المحدثین)

قبر کی مٹی سے خوشبو

صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۶۷ھ میں انتقال فرمایا (اناللہ وانا الیہ راجعون) املی باغ گھوسی میں مدفون ہوئے۔ حافظ ملت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھایا آپ کی قبر کی مٹی سے خوشبو آتی تھی۔ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ماہ ستمبر ۲۰۱۴ صفحہ ۱۴ (از شیخ المیراث مفتی محمد جنید قادری رضوی کراچی)

ابتدائی حالات امام بخاری

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ شوال المکرم ۱۹۴ کو شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔

ایام طفولیت ہی میں امام بخاری کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اور پرورش کی تمام ذمہ داری آپ کی والدہ نے سنبھالی تھی۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ نابینا ہو گئے تھے۔ اس وقت کے مشہور معالجین اور اطباء سے رجوع کیا گیا مگر کسی کی پیش نہ جاسکی۔ آپ کی والدہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں اُنہوں نے رو کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اور دامن پھیلا کر اپنے لخت جگر کے لیے بصارت مانگی بالآخر دریائے رحمت جوش میں آیا اور ایک رات اُنہیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

تمہاری آہ وزاری اور دعاؤں کی کثرت کے سبب تمہارے بیٹے کی بصارت لوٹا دی ہے۔ صبح جب امام بخاری بستر سے اُٹھے تو اُن کی آنکھیں روشن تھیں۔

زمانہ تعلیم

ابتدائی اور ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب امام بخاری کی عمر دس سال کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں علم حدیث کی تحصیل کا شوق پیدا کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بخارا کے درس حدیث میں داخلہ لے لیا۔ علم حدیث کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی کاوش اور محنت سے حاصل کیا۔

زیارت حرمین شریفین

اٹھارہ سال کی عمر میں امام بخاری اپنے بڑے بھائی احمد بن اسماعیل اور اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حج کرنے کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ حج کے بعد ان کے بھائی تو والدہ کو لیکر واپس چلے گئے اور امام بخاری مزید تعلیم کے حصول کے لیے وہیں رہ گئے۔ اسی دوران انہوں نے صفایا الصحابہ والتابعین کے عنوان سے ایک کتاب لکھی اور اس کے بعد چاندنی راتوں میں روضہ انور کے پہلو میں بیٹھ کر تاریخ کبیر تصنیف کی، امام بخاری کہتے ہیں میں نے تاریخ کبیر میں جتنے لوگوں کے اسماء ذکر کیے ہیں مجھے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کوئی نہ کوئی قصہ معلوم تھا لیکن اختصار کے سبب میں نے تمام قصوں کو درج نہیں کیا۔

علم حدیث کے لیے سفر

امام بخاری نے طلب حدیث کے لیے پہلا سفر مکہ مکرمہ کی طرف کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت حدیث کے سلسلہ میں بارہا دور دراز شہروں کا سفر کیا اور برسا برس

وطن سے دور بیٹھے اکتساب علم کرتے رہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں طلب حدیث کے لیے مصر اور شام دو مرتبہ گیا، چار مرتبہ بصرہ گیا، چھ سال تک حجاز مقدس میں رہا، اور ان گنت مرتبہ محدثین کے ہمرہ کوفہ اور بغداد گیا۔

بے مثال حافظہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بے پناہ قوت حافظہ کے مالک تھے۔جب ہم ان کے قوت حافظہ کے کارنامے صفحات تاریخ پر دیکھتے ہیں تو یوں گمان ہوتا جسے وہ سر سے پیر تک حافظہ ہی حافظہ ہوں ان کے حافظہ کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔حاشد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لڑکپن میں ہمارے ساتھ حدیث کے سماع کے لیے مشائخ بصرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا ہم تمام ساتھی احادیث ضبط تحریر میں لے آتے تھے، سولہ دن گزر جانے کے بعد ایک روز ہمیں خیال آیا اور ہم نے بخاری کو ملامت کی اور کہا کہ تم نے احادیث ضبط تحریر میں نہ لا کر اتنے دنوں کی محنت ضائع کر دی امام بخاری نے ہم سے کہا اچھا تم اپنے تحریر شدہ نوٹ لے آؤ۔ہم اپنے اپنے نوٹ لے کر آئے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ وار احادیث بیان کر ڈالیں اور یہ سن کر ہمیں یوں گمان ہوتا تھا کہ گویا یہ روایات ہمیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھوائی ہیں۔

سادگی اور انکساری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے بہت سادہ اور جفاکش تھے، مال و دولت اور جاہ و مرتبہ کے باوجود کبھی خدام اور غلاموں کا حشم قائم نہیں رکھا۔محمد بن حاتم وراق آپ کے شاگرد خاص تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ

اللہ علیہ ''بخارا'' کے قریب سرائے بنا رہے تھے۔ اور اپنے ہاتھوں سے اُٹھا اُٹھا کر اینٹیں دیوار میں لگا رہے تھے میں نے آگے بڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رہنے دیجئے یہ اینٹیں میں لگا دیتا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قیامت کے دن یہ عمل مجھے نفع دے گا۔

فیاضی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جس قدر مال سے غنی تھے اس سے زیادہ ان کا دل غنی تھا، بعض اوقات ایک دن میں تین تین سو درہم صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ امام عبدرزاق فرماتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ماہانہ آمدنی پانچ سو درہم تھی اور یہ تمام رقم وہ طلبہ پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔

عبادت وریاضت

امام بخاری بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزے رکھتے تھے رمضان شریف میں ہر روز ایک قرآن شریف کا ختم کرتے روزانہ نصف شب کو اُٹھ کر قرآن کریم کے دس پاروں کی تلاوت کرتے، تراویح میں ختم قرآن کرتے اور ہر رکعت میں بیس آیات تلاوت کیا کرتے۔

اخلاق حسنہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے خلیق انتہائی بردبار اور حلیم تھے کسی شخص کی بدسلوکی پر وہ کبھی غیض وغضب میں نہ آتے اور برائی کا بدلہ ہمیشہ نیکی سے دیا کرتے تھے۔ کسی شخص کی اصلاح مقصود ہوتی تو اسے برسر مجلس کبھی ملامت نہ کرتے ہر شخص کی عزت نفس کا خیال رکھتے اور کبھی کسی شخص کو شرمندہ نہ ہونے دیتے۔

عبداللہ محمد صیارنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے تھے۔ ناگاہ کنیز آگے سے گزری اور اس نے پیر کی ٹھوکر سے دوات گرادی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھ کر چلا کرو۔ اس نے بدتمیزی سے جواب دیا جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اُٹھا کر دیکھا اور کہا جاؤ تم آزاد ہو۔

سبب تالیف صحیح بخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات یوں تو بیس سے زیادہ ہیں لیکن جو عظمت، شہرت اور مقبولیت صحیح بخاری کے حصہ میں آئی وہ اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہو سکی بلکہ حق یہ ہے کہ تمام کتب حدیث میں جو مقام صحیح بخاری کو حاصل ہوا وہ اور کسی کتاب نے نہیں پایا سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ کوئی صحیح کتاب روئے زمین پر موجود نہیں۔ اس زمانہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں اور پنکھا جھل کر مکھیاں اُڑا رہے ہیں اس خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی طرف منسوب جھوٹی باتوں کو دور کریں گے۔ اس تعبیر کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیحہ جمع کرنے کا پختہ عزم کیا۔

وطن کو واپسی

جب اہل وطن کو معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وطن واپس لوٹ رہے ہیں تو انہیں بے حد خوشی ہوئی اُنہوں نے بخارا سے کئی منزل پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پیشوائی کے لیے خیمے نصب کر دیئے اور بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخارا میں درس قائم کر دیا اور اطمینان سے پڑھانے میں مصروف ہو گئے۔

وصال با کمال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال ۲۵۶ھ کو باسٹھ سال کی زندگی گزار کر رات کے وقت علم وفضل کا وہ عظیم آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ جس کے علم وفضل کی روشنی سے سمرقند، بخارا، بغداد، نیشاپور، کے بے شمار عوام وخواص اپنے دل ودماغ کو روشن کر رہے تھے۔

مزار بخاری کی برکات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کے بعد جب اُن کی قبر پر مٹی ڈالی گئی تو مدت مدید تک اس مٹی سے مشک کی خوشبو آتی رہی اور لوگ اس مٹی کو بطور تبرک لے جاتے رہے۔ ابوالفتح سمرقندی بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دوسو سال بعد سمرقند میں خشک سال کی وجہ سے قحط نمودار ہوگیا لوگوں نے بارہا نماز استسقاء پڑھی، دعائیں مانگیں مگر بارش نہ ہوئی پھر ایک مرد صالح قاضی شہر کے پاس گیا اور اس کو مشورہ دیا کہ تم شہر کے لوگوں کو لے کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول کر لے۔ قاضی شہر نے یہ مشورہ قبول کر لیا۔ اور شہر کے لوگوں کو لیکر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہوا لوگوں نے گریہ وزاری کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ سے نہایت خشوع وخضوع سے دعا مانگی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے قبولیت دعا کے لیے سفارش کی درخواست کی۔ اسی وقت آسمان پر بادل اُمڈ آئے اور سات دن تک لگاتار اس قدر بارش ہوتی رہی کہ لوگوں کے لیے خرتنگ سے سمرقند پہنچنا مشکل ہوگیا۔

(تذکرۃ المحدثین)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث وفقہ کے امام کہلائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت عشق رسالت سے معمور تھی۔ مدینہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں بے حد پیار تھا۔ اس مقدس شہر کی سرزمین میں وہ کبھی کسی سواری پر نہیں بیٹھے۔ اس خیال سے کہ ممکن ہے کبھی اس جگہ حضور پیادہ چلے ہوں۔ پھر جس جگہ آقا ﷺ پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے۔

درس حدیث کا بہت اہتمام کرتے تھے، غسل کر کے عمدہ اور صاف لباس زیب تن کرتے۔، پھر خوشبو لگا کر مسند درس پر بیٹھ جاتے اسی طرح بیٹھے رہتے کبھی دوران درس پہلو نہیں بدلتے تھے۔

ولادت اور نام ونسب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جلیل القدر صحابی رسول ﷺ تھے اور غزوہ بدر کے سواوہ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید یحیٰی بن کبیر نے بیان فرمایا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی۔

تحصیل علم

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو تحصیل علم کی بے حد لگن تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا، فرماتے ہیں جس چیز کو میں ایک بار دیکھ لیتا اس کو یاد کر لیتا ہوں اور پھر اس کو نہیں بھولتا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے جس مکان میں رہتے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش گاہ تھی۔ مسجد نبوی میں اس جگہ بیٹھتے جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھا کرتے تھے۔

معمولات زندگی

امام رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سادہ اور پروقار تھی لوگوں کے معاملات میں بے حد خلیق اور متواضع تھے۔ اُنہوں نے ساری زندگی علمی خدمات اور تعظیم رسول میں گزاری۔ ابو مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سناوہ فرماتے تھے کہ میں نے اس وقت تک فتویٰ لکھنا شروع نہیں کیا جب تک جید علماء نے میری اہلیت کی گواہی نہیں دی۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک ہمارے پاس تشریف لاتے تھے تو عمدہ لباس زیب تن ہوتا اور خوشبو لگائی ہوئی ہوتی تھی۔

ابن سعد لکھتے ہیں کہ امام مالک نماز پڑھنے مسجد نبوی میں تشریف لاتے تھے، جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ بیماروں کی عیادت کرتے تھے۔ لوگوں کے حقوق ادا کرتے تھے۔ مسجد میں مجلس منعقد کرتے۔

درس حدیث

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتدا کر دی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور جب تک درس حدیث جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ اور درس حدیث کے

درمیان کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں درس حدیث میں حاضر ہوا حضرت امام مالک روایت حدیث بیان فرمارہے تھے اسی دوران ایک بچھو کے بار بار ڈسنے کے باوجود آپ نے پہلو نہ بدلہ نہ سلسلہ حدیث روکا اور نہ ہی آپ کے سلسلہ کلام کے تسلسل میں کچھ فرق واقع ہوا بعد میں آپ نے فرمایا میرا تکلیف پر اس قدر صبر کرنا کچھ اپنی طاقت کی بنا پر نہ تھا بلکہ محض تعظیم رسول ﷺ کی وجہ سے تھا۔

کرم بالائے کرم

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت سے حظ مصعب عطا فرمایا تھا وہ اُسوہ رسول کے سراپا اور سنت نبویہ کی عملی تصویر تھے۔

حضرت معصب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب امام مالک رضی للہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو شدت جذبات سے اُن کا رنگ متغیر ہو جاتا اور اسم مبارک کی تعظیم کے لیے بے اختیار جھک جاتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں عشق تھا اور حرم رسول کی بیش بہا نعمتیں نصیب ہوئی تھیں۔

امام ابونعیم اصفہانی اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ خلف امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام مالک نے فرمایا دیکھو تمہارے مصلے کے نیچے کیا ہے اُنہوں نے دیکھا ایک کاغذ تھا جس میں امام مالک کے بعض احباب نے اپنا خواب لکھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی مجلس میں لوگ جمع ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے لیے اپنے منبر کے نیچے علم چھپا رکھا ہے اور امام مالک کو حکم دیا کہ وہ اس علم کو لوگوں میں تقسیم کریں۔

اسماعیل بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے استفسار کیا کہ حضور ہم آپ کے بعد کس سے سوال کیا کریں، فرمایا مالک بن انس سے۔

خواب میں مشک کی عطا

ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور کافی لوگ آپ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضرت امام مالک حضور ﷺ کے سامنے مؤدب کھڑے تھے حضور ﷺ کے پاس مشک تھی آپ ﷺ اس میں سے تھوڑی تھوڑی مشک امام مالک کو دے رہے تھے۔ اور وہ اس مشک کو لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے۔

شنی بن سعید بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں نے حضور ﷺ کی زیارت نہ کی ہو۔

محمد بن رمح بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ سے پوچھا حضور مالک اور لیث میں زیادہ علم کس کا ہے فرمایا میرے علم کا وارث مالک ہے۔ (تذکرۃ المحدثین از علامہ غلام رسول سعیدی کراچی)

قبر سے خوشبو

حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کثرت اور محبت سے درود پاک پڑھا کرتے تھے اور انہوں نے اسی سلسلہ میں درود پاک کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جو کہ چاروں سلاسل طریقت میں پڑھی جاتی ہے بنام دلائل الخیرات جو کہ نہایت ہی بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان (صاحب دلائل الخیرات) کی قبر مراکش میں ہے جس کی عظمت وشوکت ظاہر وباہر ہے۔ لوگوں کا اجتماع عام وہاں رہتا ہے کثرت سے لوگ قبر کے پاس دلائل الخیرات پڑھتے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ کثرت درود شریف کی برکت سے ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو نکلتی ہے۔ (مطالع المسرات ص ۴)

بیوی بیدار ہوگئی

ایک صالح مرد حضرت محمد بن سعید مطرف فرماتے ہیں میں نے اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا کہ اتنی مرتبہ درود پڑھ کر سویا کروں گا اور وہ روزانہ حسب معمول پڑھا کرتے تھے فرماتے ہیں ایک دن میں اپنے بالا خانہ میں سویا ہوا تھا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک وہ حبیب خدا سید انبیاء ﷺ جن کی ذات مقدسہ پر میں دردو پڑھا کرتا تھا وہ اندر تشریف لائے تو ان کے نور پاک سے سارا بالا خانہ جگمگا اُٹھا اور پھر سید عالم نور مجسم ﷺ میرے قریب تشریف لائے اور محبت بھرے لہجہ میں فرمایا اے میرے پیارے اُمتی جس منہ سے تو مجھ پر درود پڑھا کرتا ہے لا میں بوسہ دوں یہ سن کر میں نے خیال کیا۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مجھے شرم آگئی میں نے اپنا منہ پھیر لیا اور جان دو عالم ﷺ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا تو اس سے ایسی پاکیزہ خوشبو مہکی جس کے مقابلہ میں سب خوشبوئیں ہیچ تھیں اور اس خوشبو کی مہک کی وجہ سے میری سوئی ہوئی بیوی بیدار ہوگئی اور ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارا سارا گھر خوشبو سے مہک رہا ہے بلکہ میرے رخسار سے آٹھ دن تک خوشبو مہکتی رہی۔

(القول البدیع ص ۱۳۵، سعادۃ الدارین ص ۱۲۳، جذب القلوب اردو ص ۲۶۵)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وبَارِک عَلٰی حَبِیْبِک اطیب الطیبین
اطھر الطاھرین وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصحابہ اَجْمَعِیْنِ الٰی یوم الدین

مکان سے خوشبو

ایک بزرگ درود پاک بہت پڑھا کرتے تھے خصوصاً جمعہ کی رات کو جاگ کر درود پاک کی کثرت کیا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے مکان سے ایک مہینہ تک خوشبو مہکتی رہی۔ (کتاب درود شریف ص ۵۶)

یہی وہ حضرت شیخ جزولی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جن کے متعلق یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچی ہوئی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں درود پاک بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔

(مطالع المسرات ص۴)

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک مالدار آدمی تھا۔ جس کا کردار اچھا نہیں تھا۔ لیکن اس کو درود پاک پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ کسی وقت وہ درود پاک سے غافل نہیں رہتا تھا۔ جب اس کا آخری وقت آیا اور جانکنی کی حالت طاری ہوئی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور بہت زیادہ تنگی لاحق ہوئی۔

حتیٰ کہ جو دیکھتا ڈر جاتا تو اس نے جانکنی کی حالت میں ندا دی ''اے اللہ تعالیٰ کے محبوب! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ اور درود پاک کی کثرت کرتا ہوں۔''

ابھی اس نے یہ ندا پوری بھی نہ کی تھی۔ کہ اچانک ایک پرندہ آسمان سے نازل ہوا اور اُس نے اپنا پر اُس آدمی کے چہرہ پر پھیر دیا فوراً اُس کا چہرہ چمک اُٹھا اور کستوری کی سی خوشبو مہک گئی اور وہ یہ پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہو گیا۔ جب اس کی تجہیز و تکلفین کر کے قبر

کی لے گے اور اُسے لحد میں رکھا تو ہاتف سے آواز سنی ہم نے اس بندے کو قبر میں رکھنے سے ہی کفایت کی اور اس درود پاک نے جو یہ حبیب خدا ﷺ پڑھا کرتا تھا اسے قبر سے اُٹھا کر جنت میں پہنچا دیا ہے۔(آب کوثر)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی مٹی سے خوشبو

خلیفہ اعلیٰ حضرت مصنف ''بہار شریعت'' حضرت صدر الشریعہ مولانا علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بھارت کے شہر گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد فرد حقیقت محبّ محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو درنایاب لکھا ہے۔ اور فرمایا ''مجھے ساری عمر میں ایک ہی طالب علم ملا جو محنتی، سمجھدار علم میں دلچسپی لینے والا اور شوق رکھنے والا۔ اگر مجھ سے کسی نے پڑھا تو امجد علی نے ہی پڑھا ہے''

آپ اعلی حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت اور خلیفہ مجاز تھے۔ دینی علوم کی فراغت کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خط لکھ کر بریلی شریف بلوایا اور مدرسہ منظر اسلام میں درس و تدریس وفتویٰ نویسی کا نظام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اور دنیا بھر سے آنے والی تمام ڈاک و دیگر امور آپ کے ذمہ لگائے۔ علامہ اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے علامہ سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم کی لائبریری فرمایا۔ نور الشریعہ جیسا عظیم لقب بھی تاجدار بریلی رحمۃ اللہ عیہ نے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مرتبہ عالمگیری کا مطالعہ فرمایا۔ فتاویٰ قاضی خان، درمختار، ردالمختار، طلحطاوی اور بقیہ کے مسائل آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زبانی یاد تھے۔ بے پناہ خدمات دینیہ کی بناء پر قطب الارشاد حضور اعلی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو فرصت نہ تھی لیکن اُن

کے منظور نظر (صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ) نے بڑے اصرار کے ساتھ اُن سے عصر کا وقت لیا اور ترجمہ کنز الایمان تحریر فرمانا شروع کیا۔ اعلیٰ حضرت بولتے جاتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے جاتے تھے اس طرح یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اہلسنت پر احسان عظیم ہے کہ شان الوہیت وشان رسالت اور شان اولیاء کے تحفظ والا ترجمہ لکھوا دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اتنی مصروفیات کے باوجود حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل دینیہ سے لبریز کتاب بہار شریعت (اب حال ہی میں بہار شریعت کی تخریج کر کے دعوت اسلامی نے از سر نو شائع کیا ہے از سعیدی) (جو فقہ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا ہے) کے تین حصے لکھ کر اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ صدر الشریعت کے علمی جوابات دینے کے متعلق قطب زماں حجۃ الاسلام علامہ مولانا مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ عیہ (شہزادہ اعلیٰ حضرت) نے فرمایا وہ اک دریائے ذخار ہے جو موجیں مار رہا ہے۔

شیخ الحدیث علامہ مفتی اہلسنت محمد عبد المصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ امجدیہ کراچی، سابق ممبر پارلیمنٹ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے صاحبزادے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی خصوصی تربیت کی برکت سے عظیم علمی وروحانی شخصیت بنے۔ (فالحمد اللہ علی ذالک) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو فیض روحانی شیخ الاسلام مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے خدمت کر کے لیا تھا وہ طلباء کو عطا فرما دیا۔ آپ ہی کی نگاہ فیض کا نتیجہ ہے کہ۔ حافظ ملت محدث کبیر اور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد فیصل آباد رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر حضرات آپ کے شاگرد رشید بنے۔

کمرہ معطر

نباضِ قوم، پاسبان مسلک رضا حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق کے چھوٹے صاحبزادے مولانا الحاج عبدرؤف رضوی جو کہ دوران علالت مسلسل خدمت پر مامور رہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ''انتقال سے کوئی ایک گھنٹہ قبل کمرہ سے خوشبوؤں کے حلے آنے لگے''۔

ماحول انتہائی پر کیف نورانی، روحانی ہو رہا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر میں نے ابا جی قبلہ کے دیرینہ خادم حافظ محمد زکریا قادری سے کہا کہ

یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے کہ آقا تشریف لائے ہوئے ہیں۔

وجدان یہ کہتا تھا کہ آقا نے کرم فرمایا ہے (جبکہ یہ تو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ابا جی قبلہ کا انتقال ہونے والا ہے۔)

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
اور بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

اور بقول اعلحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں
ہمسوں کو پالتے ہیں اور ایسا ہی پالتے ہیں

بظاہر غنودگی کی کیفیت تھی کہ ایک دم آپ نے آنکھیں کھولیں۔ خوب مسکرائے اور با آواز بلند کلمہ شریف اور درود پاک پڑھتے ہوئے روح عالم قدس کی طرف پرواز کر گی۔

اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا پروفیسر حافظ عطاء الرحمٰن قادری رضوی بیان فرماتے ہیں کہ جس کمرے

میں غسل دیا جا رہا تھا راقم الحروف (عطاء الرحمٰن) اس دروازے کے پاس موجود تھا اور کمرے سے نکلنے والی خوشبوؤں کی لپٹوں سے مشام دل وجاں کو معطر کر رہا تھا۔ الحاج صاحبزادہ محمد رؤف رضوی کا بیان ہے "دوران غسل آپ کے لب ہائے مبارک کھل گئے تو ان سے بھی خوشبو کا حلہ برآمد ہوا"۔ کیوں نہ خوشبو آتی کہ ان لبوں سے ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا تذکرہ ہوتا رہا۔ (انوار صادق از پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی لاہور)

محمد ﷺ کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

صوبہ بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں عظمت مصطفیٰ ﷺ اور شان صحابہ کے منکروں نے ۱۵۔ اپریل ۲۰۱۱ء کو فائرنگ کر کے مشہور عالم دین شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالکبیر قمبرانی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا تھا۔

آپ کی تدفین کلی قمبرانی میں آپ کے والد محترم کے قریب ہی ہوئی تھی کچھ عرصہ بعد شہید علامہ قمبرانی علیہ الرحمہ مسلسل اپنے شاگردوں اور عقیدتمندوں کے خواب میں آ کر یہ فرماتے رہے کہ میرے قدم میرے والد کی طرف ہیں لہٰذا مجھے یہاں سے منتقل کیا جائے۔ مفتیان کرام اور علماء سے مشاورت اور اجازت کے بعد قبر کشائی کا فیصلہ ہوا۔

چنانچہ شہادت کے ۱۴ ماہ ۷ دن بعد ۲۲ جون ۲۰۱۲ء کو سینکڑوں عاشقان رسول ﷺ کی موجودگی میں جب قبر کھولی گئی۔ اور جسم اطہر کو باہر نکالا گیا تو ہر طرف خوشبو پھیل گئی۔ جسد اطہر تروتازہ، چہرہ پرنور اور کفن تک میلا نہیں ہوا تھا۔

زمین میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمد کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

کستوری کی خوشبو

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ثابت بن صفار سے سنا ہے وہ۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں بغداد میں تھا تو ایک رات میں ایک جنازہ کے پاس سے گزرا۔ میں نے اچانک کستوی کی خوشبو سونگھی وہ خوشبو اتنی مسحور کن تھی کہ میں اس کا پتہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔ لہٰذا میں اس خوشبو کے تعاقب میں چل دیا۔ حتیٰ کہ ایک قبرستان میں جا پہنچا وہاں جا کر میں نے اندازہ لگایا تو خوشبو ایک طرف سے آرہی تھی۔ میں آگئے بڑھا وہاں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر موجود تھی۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو آپ کی قبر کی مٹی ایک کونے سے تھوڑی سی ہٹی ہوئی تھی اور کستوری کی خوشبو اس کے اندر سے آرہی تھی۔ (حکایات الصالحین صفحہ ۱۹۵)

نواں باب:

خوشبوئے محبت

☆ ایک دوست کی خوشبو

☆ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ

☆ بسم اللہ کو معطر کرنے کی فضیلت

☆ مردحق کی خوشبو

☆ عزیز کی خوشبو

☆ شہید ناموس رسالت کی قبر سے خوشبو

☆ قبر سے مشک کی خوشبو

☆ امام جزولی قبر سے نکالنے کے بعد

☆ خوشبو والا نوجوان

☆ سونگھنا ہے تو گلاب کو سونگھو

☆ محبت کی خوشبو

☆ عشق مشک کی تیز خوشبو کی طرح ہے

☆ پیر کی لاش کو معطر کیا

☆ بوئے محبت

☆ عاشق رسول کی خوشبو

ایک دوست کی خوشبو

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کا واقعہ عارف باللہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی منثوی شریف کے دفتر چہارم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ساتھ ایک راستہ سے گذر رہے تھے کہ اچانک شہر ''رَے'' کے علاقہ میں خرقان کی طرف سے انہیں خوشبو محسوس ہوئی۔ حضرت اس خوشبو سے اس قدر مست ہوئے کہ چہرے کا رنگ کبھی سرخ ہوتا تھا اور کبھی سفید۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ حضور کیا معاملہ ہے کہ میں حضرت کے چہرہ کے رنگ کو بدلتا ہوا پاتا ہوں؟ فرمایا کہ اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے کہ جہاں درجۂ ولایت وقطبیت کا ایک بہت بڑا بادشاہ اتنے سال کے بعد فلاں تاریخ کو تشریف لانے والا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ان کا نام کیا ہے؟ فرمایا کہ ان کا نام ابوالحسن ہے۔ پھر سر سے لے کر پاؤں تک ان کا پورا حلیہ بیان فرمایا۔

حضرت کے بیان کے مطابق ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کو لوگوں نے نوٹ کر لیا۔ اور جب حضرت بایزد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد وہی تاریخ آئی تو خراقان میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور سن بلوغ کو پہنچے تو لوگوں نے ان سے بیان کیا کہ حضرت بایزید فرمایا کرتے تھے کہ ابوالحسن میرا عقیدت مند ہوگا اور میری قبر پر آ کر مجھ سے فیض حاصل کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی اسی مضمون کا خواب دیکھا ہے۔ پھر آپ روزانہ صبح کے وقت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہوتے اور چاشت کے وقت تک ان کے مزار کے سامنے باادب کھڑے رہتے اور فیض حاصل کرتے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میرا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا تھا۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟'' اُس نے جواب دیا ''حضرت! آپ رحمۃ اللہ علیہ کیا پوچھتے ہیں؟ بڑے بڑے خوفناک منظر میرے سامنے آئے۔ منکر نکیر کے سوال و جواب کا وقت تو مجھ پر بڑا ہی خطرناک اور دُشوار آیا حتی کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرا ایمان پر خاتمہ ہوا ہے کہ نہیں۔

اچانک مجھ سے کہا گیا کہ دنیا میں تیری زبان بیکار رہی اس وجہ سے تجھ پر یہ مصیبت آئی ہے۔ پھر جب عذاب کے فرشتوں نے مجھے مارنے کا قصد کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اور اُن فرشتوں کے درمیان ایک نوری انسان حائل ہو گیا جو کہ نہایت حسین و جمیل تھا اور اُس کے جسم پاک سے خوشبو مہکتی تھی۔

منکر نکیر کے سوالات کے جوابات وہ مجھے پڑھاتا گیا اور میں فرشتوں کو جواب دیتا گیا اور میں کامیاب ہوتا گیا۔ پھر میں نے اس نوری انسان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا ''میں تیرا وہ درود پاک ہوں جو تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ پر پڑھا کرتا تھا۔ اب تو فکر نہ کر میں قبر، حشر ، پل صراط میزان پر ہر مشکل مقام پر تیرے ساتھ اور مددگار رہوں گا۔

(القول البدیع ص ۱۲۱، سعادۃ الدرین ص ۱۲۰، جذب القلوب ص ۲۶۶)

بسم اللہ کو معطر کرنے کی فضیلت

حضرت بشر حانی رحمۃ اللہ علیہ درجہ ولایت پر فائز ہونے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شراب کا ایک کارخانہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شراب خوب پیتے، ہر وقت نشے میں

دہت رہتے، ایک مرتبہ گھر سے اپنے کارخانہ میں جارہے تھے۔ کہ کاغذ کے ایک پرزے پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا کیچڑ میں پڑا دیکھا۔ سوچا کہ میرے جیسے شرابی کے لیے یہ مقام اپنے رہنے سہنے کو، اور جس نے پیدا کیا، جو پاکیزگیوں والا ہے، اُس کا نام کیچڑ میں پڑا رہے، پیار سے اُٹھایا، ''چوما'' گھر لائے، عطر میں بسایا اور اونچے مقام پر رکھ دیا، اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی یہ ادا پسند آ گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام رساں کو حکم فرمایا، ''جاؤ بشر حانی کو میرا اسلام پہنچاؤ اور کہو کہ تم نے میرا نام کیچڑ سے نکالا ہے، میں نے تمہیں گناہوں کی گندگی سے نکال دیا''۔ جس جہت سے احسان ہو، اسی جہت سے احسان کا جواب دیا جائے۔ یہ احسان کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم نے میرا نام بلند کیا، میں نے تمہارا نام بلند کیا''۔ بشر حانی نے اندر سے پیغام بھیجا کہ آپ راستہ بھول گئے ہیں، یہ بشر شرابی کا مکان ہے۔ دل میں آپ کانپ اُٹھے اور کہا: ''اے رب العالمین: آج دوست کے سامنے پردہ رکھ لے تو میں توبہ کرتا ہوں، '' دنیا والے بھی جب بچوں کو نئے کپڑے پہناتے ہیں، تو پہلے غسل دیتے ہیں، پھر کپڑے پہناتے ہیں، اللہ تعالیٰ جس کے باطن کو روشن کرنا چاہتے ہیں: تو سب سے پہلے اُس کو توبہ کی توفیق دیتے ہیں، توبہ کے بعد عالم یہ ہوتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا، پھر اللہ تعالیٰ اُس کے قلب پر کرم کی بارش کرتے ہیں۔

حضرت بشر حافی توبہ کر کے اندر سے باہر آئے: ''کہا کیسے زحمت فرمائی''، کہا ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں سلام بھیجا ہے'' اور فرمایا ہے کہ اے کیچڑ سے میرا نام نکالنے والے اور بلندی پر رکھنے والے، ہم نے تمہیں غلاظتوں سے پاک کیا اور اپنا دوست بنا لیا۔ '' قلب پر تجلی ہوئی، ننگے پاؤں تھے، اسی حال میں دروازے کی طرف دوڑے، اسی لیے بشر حانی (ننگے پاؤں والا) کہتے ہیں یہ دریائے رحمت ہے جوش میں آتا ہے تو کنارے کو بھی نوازتا چلا جاتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطار)

مردِ حق کی خوشبو

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دستور تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہداء کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے اور جب خرقان پہنچے تو فضاء میں منہ اوراوپر اُٹھا کر اس طرح سانس کھینچے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لیے کھینچتا ہے۔ مریدین نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں، ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے سرزمین خرقان سے ایک مردِ حق کی خوشبو آتی ہے۔ جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہے۔ اور وہ کاشتکاری کے ذریعہ سے اپنے اہل وعیال کی رزق حلال سے پرورش کرے گا اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہوگا۔ (تذکرۃ الاولیاء از شیخ فریدالدین عطار ص ۴۶۰)

عزیز کی خوشبو

''اس جگہ سے ایک عزیز کی خوشبو آتی ہے'' یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر خانہ کوٹلہ شریف جاتے ہوئے چک نمبر ۱۴ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمائے تھے۔ اور عزیز سے مراد گلشن مصطفوی ﷺ کے مہکتے پھول حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے۔ تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

شہید ناموس رسالت کی قبر سے خوشبو

غازی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ بظاہر کسی مدرسے سے فارغ نہیں تھا۔ بلکہ اپنے والد کے ساتھ کارپینٹرں کا کام کرتا تھا۔ بس اتنا پتہ چلا کہ ایک بدبخت نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے اور گستاخی پر مبنی ایک کتاب تحریر کی

ہے۔عشق مصطفیٰ ﷺ نے دل میں جوش مارا خنجر کو تیز کر کے سیدھا اس ملعون کے پاس پہنچ جاتا ہے پھر اس سے پوچھتا ہے کہ کیا تو نے میرے نبی ﷺ کی شان میں بے ادبی کی ہے۔ اس نے اقرار کیا تو اُسی وقت غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو واصل جہنم کر دیا انگریز کی حکومت تھی غازی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا قائداعظم وکالت کے لیے آئے اور بڑا زور لگایا کہ اگر تم اتنا کہہ دو کہ میں نے قتل نہیں کیا تو تیری جان بچ سکتی ہے۔ بڑے بڑے وکیلوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ لیکن اس مرد قلندر نے ٹھکرا دیں اور کہا کہ میں کیسے انکار کر دوں جبکہ رات سرکار دو عالم ﷺ میری جیل کی کوٹھڑی میں جلوہ گر ہوئے اور اُنہوں نے میرے اس ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جس ہاتھ سے میں نے س بد بخت کو قتل کیا تھا۔ آخر کار میانوالی جیل میں اُنہیں پھانسی دے دی گئی پھر وہیں لاوارثوں کے قبرستان مین دفن کر دیا گیا۔

مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ کیا گیا جس کی وجہ سے اس مرد قلندر کی قبر کشائی کی گئی۔ وہاں موجود افراد نے یہ منظر دیکھا کہ قبر سے خوشبو آ رہی ہے اور جسم اسی طرح تروتازہ ہے۔ یہاں تک کہ غسل کے پانی کے قطرے بھی اُسی طرح موجود ہیں۔

اس عاشق رسول کا جنازہ جس شان سے اُٹھایا گیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے علماء اور بڑے بڑے عابد و زاہد غازی علم الدین کے جنازے کو کندھا دینا اپنی سعادت سمجھتے تھے اور ہر کوئی یہ خواہش کر رہا تھا کہ کاش اس جگہ ہمارا جنازہ ہوتا اور یہ سعادت ہمیں حاصل ہوتی اگر ممکن ہو تو آپ بھی لاہور میں میانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان میں اس عاشق رسول کے مزار پر انوار پر حاضری کی سعادت حاصل کریں۔ جیسے ہی آپ اس میں داخل ہوں ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوتی ہے اور اُن کے مزار پر حاضری دے کر دل کو عجیب سی راحت محسوس ہوتی ہے۔ (عاشق رسول کون)

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے ستے
وہ آگ لگائی ہے جو آگ بجھا دے گی
عشق دے جھلے ای نمبر لے گئے
عقلمنداں نے ایویں عمراں گالیاں

(عاشق مصطفیٰ ﷺ کون؟ از حافظ حفیظ الرحمٰن قادری رضوی صفحہ ۸۰ تا ۸۱)

قبر سے مشک کی خوشبو

امام استاذ وغیرہ کے اسناد حدیث عبداللہ بن غالب ۸۳۰ھ میں شہید کر دیئے گئے۔ دفن کے بعد ان کی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ اُن کے ایک بھائی کو خواب میں اُن کا دیدار ہوا تو پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ جنتی قرار دیا گیا ہوں میں نے پوچھا کہ کون سے عمل کے باعث؟ تو فرمایا کہ ایمان کامل، تہجد اور گرمیوں کے روزوں کے سبب سے پھر پوچھا کہ آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آ رہی ہے تو جواب دیا کہ یہ میری تلاوت اور روزہ میں پیاس کی خوشبو ہے۔ (شرح الصدور صفحہ ۶۵)

امام جزولی قبر سے نکالنے کے بعد

دلائل الخیرات شریف کے مصنف حضرت محمد بن سلیمان جزولی جو سلسلہ شاذلیہ کے شیخ تھے اور چھ لاکھ بارہ ہزار پینسٹھ مریدین آپ سے فیض یاب ہوئے۔ کسی بدنصیب شقی القلب نے آپ کو زہر کھلا دیا اور نماز فجر کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں یا دوسری رکعت کے پہلے سجدے میں آپ کی وفات ہوئی اور اسی دن آپ کو شہر سوس کی مسجد میں دفن کر دیا گیا۔ پھر ستر برس کے بعد لوگ انہیں قبر سے نکال کر ''مراکش'' لائے تو آپ کا کفن سالم اور بدن زندوں کی طرح تروتازہ اور نرم تھا۔ اور لوگوں نے آپ کے رخسار پر انگلی رکھ

کردبایا تو زندوں کی طرح بدن میں خون کی روانی کی سرخی ظاہر ہوگئی۔اور آپ کے سر اور چہرے پر خط بنوانے کا نشان بھی باقی اور ظاہر تھا جو وفات سے قبل آپ نے خط بنوایا تھا۔۱۶ ربیع الاول ۸۷۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔

مزار مبارک ''مراکش'' میں ہے آج تک بھی آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔لوگ بکثرت آپ کی قبر کے پاس دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں۔

(مطالع السرات صفحہ۳)

خوشبو والا نوجوان

بصرت میں ایک بزرگ تھے جو مسکی کے نام سے مشہور تھے۔مسک خوشبو کو کہتے ہیں۔اور مسکی کا معنی ہے۔''خوشبو والا''۔یہ بزرگ اس قدر خوشبور کھتے تھے کہ جس راستے سے گزر جاتے۔راستے مہک اٹھتے۔اور جب مسجد میں تشریف لاتے تو ان کی خوشبو سے سب کو پتہ چل جاتا کہ حضرت مسکی تشریف لے آئے ہیں۔راوی فرماتے ہیں۔کہ میں ان کی خوشبو کا راز معلوم کرنے کے لیے ایک رات ان کے ہاں ٹھہرا۔اور اُن سے کہا۔کہ آپ کے بدن سے جو اس قدر خوشبو آتی ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ آپ روزانہ کافی خرچ کر کے خوشبو خریدتے ہیں اور اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیتے ہیں۔انہوں نے جواب دیا۔نہیں یہ بات نہیں۔میں نے آج تک نہ کبھی خوشبو خریدی ہے اور نہ ہی بدن یا کپڑوں پر ملی ہے۔میں نے کہا تو پھر اس خوشبو کا راز کیا ہے؟ تو بولے۔لو میں بتا دیتا ہوں۔ممکن ہے میرے مرنے کے بعد تم مجھے دعائے خیر سے یاد کرو۔

بات یہ ہے کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں۔میرے والد نے میری بڑی اچھی تربیت فرمائی۔میں بڑا خوبصورت تھا۔اور صاحب شرم وحیا بھی۔میرے والد نے مجھے ایک

بزاز کی دکان پر بٹھادیا۔ اس دکان پر میں دن بھر بیٹھا رہتا۔ اور دکان کا کام کرتا تھا۔ ایک روز ایک بڑھیا دکان پر آئی۔ اور کچھ قیمتی کپڑے نکلوائے اور پھر صاحبِ دکان سے کہنے لگی کہ ان کپڑوں کو میں اپنے ساتھ گھر لے جاتی ہوں۔ اس لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ جو کپڑے پسند آ گئے۔ رکھ لیے جائیں گے اور ان کی قیمت اس لڑکے کے ہاتھ بھیج دی جائے گی۔ چنانچہ مالک دکان کے کہنے سے میں اس بڑھیا کے ساتھ چل دیا۔ بڑھیا مجھے ایک عظیم الشان مکان میں لے گئی۔ جس میں بہت سے مرد اور عورتیں ملازم تھیں۔ پھر اس نے مکان کے اندر ایک خوبصورت کمرہ میں مجھے بٹھادیا۔ یہ کمرہ بڑا مزین اور آراستہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نوجوان عورت اس کمرے میں آ گئی۔ جو میرے پاس بیٹھ گئی اور مجھ سے لپٹ گئی۔ میں ڈر گیا۔ اور پیچھے ہٹ کر اس سے کہا۔ کہ خدا سے ڈرو۔ اس نے کہا۔ دیکھو میری بات مانو اور جو چاہو مجھ سے لو۔ میں تمہیں ہرگز جانے نہ دوں گی۔ میں نے کہا مجھے بیت الخلاء جانے کی حاجت ہے۔ پہلے وہاں سے ہو آؤں۔ اس نے اپنی باندی کو بلایا۔ اور کہا۔ انہیں بیت الخلاء لے جاؤ۔ چنانچہ مجھے وہاں سے لے جایا گیا۔ میں نے رہائی کے لیے یہ صورت اختیار کی کہ جتنی نجاست تھی اپنے منہ، ہاتھ اور سارے بدن اور کپڑوں پر مل لی اور جب باہر نکلا تو اس باندی نے مجھے اس حال میں دیکھا۔ تو پاگل پاگل کہہ کر وہاں سے بھاگی اور پھر جب اس میری عاشقہ نے مجھے دیکھا تو وہ بھی بھاگی اور میں اسی حالت میں وہاں سے نکلا اور ایک باغ میں جا کر اپنا بدن اور کپڑے صاف کیے اور گھر واپس آ گیا اور جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ کوئی آیا ہے جس نے اپنا ہاتھ میرے چہرے اور بدن پر پھیرا اور کہا جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں جبرئیل ہوں۔ میری آنکھ کھلی تو میرے سارے بدن اور کپڑوں سے خوشبو آ رہی تھی۔ جو آج تک قائم ہے اور یہ سب حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ کی برکت ہے۔ (سچی حکایات حصہ پنجم بحوالہ روض الدیاحسین صفحہ ۱۸۹)

سونگھنا ہے، تو گلاب کو سونگھو

میری (سگ مدینہ کی) والدۂ مشفقہ رحمۃ اللہ علیہا کا شب جمعہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ کو انتقال ہوا۔ الحمدللہ کلمہ طیبہ اور استغفار پڑھ کر بعد میں زبان بند ہوئی۔ والدہ نے میرے سامنے ہی دم توڑا۔ خصوصاً غسل دینے کے بعد چہرہ نہایت ہی روشن ہو گیا تھا۔ جس حصہ زمین پر رُوح قبض ہوئی۔ اس میں سے کئی روز تک خوشبو آتی رہی اور خصوصاً کئی روز تک رات کے اس حصہ میں جس میں انتقال ہوا تھا، طرح طرح کی خوشبوؤں کی لپٹیں آتی رہیں۔ تیجہ والے دن صبح کے وقت چند گلاب کے پھول لا کر رکھے تھے۔ شام تک تقریباً پھول تر و تازہ رہے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے والدہ کی قبر پر چڑھائے۔ یقین جانیں اُن میں ایسی عجیب بھینی بھینی خوشبو تھی کہ میں حیران رہ گیا۔ کبھی گلاب کے پھولوں میں میں نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی نہ یہ سطور لکھنے تک سونگھی ہے۔ بلکہ گھنٹوں تک وہ خوشبو میرے ہاتھوں سے بھی آتی رہی۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

(حدائق بخشش)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ سب پیارے آقا ﷺ کی غلامی کا صدقہ ہے۔ جس پر بھی سرکار مدینہ ﷺ کی میٹھی میٹھی اور مہکی مہکی نظر کرم ہو جاتی ہے وہ ظاہری و باطنی خوشبوؤں سے مہکنے لگتا ہے۔ اور پھر ان کی خوشبو سے ایک عالم مہک اُٹھتا ہے۔

ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

(حدائق بخشش)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب ﷺ کی پیاری پیاری اور بھینی بھینی خوشبو کا صدقہ ہمارے گناہوں کی آلودگیوں اور گندگیوں کو دُور فرما۔ اور فیشن کی بدبو سے نجات دے کر سنتوں کی خوشبو سے ہمارے وجود کو مہکا دے۔ سنت کی خوشبو سے ہمارا چہرہ اور لباس معطر معطر ہو جائے اور پھر اس کی خوشبو سے پوری دنیا مہک اُٹھے۔ آمین

محبت کی خوشبو

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کمبلی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی تھی۔ آپ نے وہ کمبلی قاضی حمید الدین کو مرحمت فرما دی۔ اس کمبلی میں سے ایک خاص قسم کی خوشبو آتی تھی۔ قاضی صاحب سمجھے کہ یہ خوشبو عارضی ہے تھوڑے عرصے بعد خود بخود ختم ہو جائے گی۔ لیکن خوشبو ختم ہونے کی بجائے روز بروز بڑھتی چلی گئی اس کمبلی کو بار بار دھویا بھی مگر خوشبو کم نہ ہوئی۔ ایک دن قاضی صاحب نے آپ سے اس خوشبو کی بابت پوچھا تو حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور فرمایا قاضی صاحب! یہ خوشبوئے محبت جو کمبلی کے ریشے ریشے میں سمائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں اور مقربوں کو عنایت فرماتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ ہی اس کو پاتے ہیں۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت عارضی نہیں ہوتی اور محبت کے عالم میں وہ جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ بھی دائمی ہوتا ہے اور یہ خوشبو کیونکہ عطائے الٰہی ہے۔ لہٰذا اس کو فنا بالکل نہیں آئے گی۔ بلکہ اس کو دوام حاصل

رہے گا یہ سن کر قاضی حمید الدین بہت خوش ہوئے اور اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز دعطا کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی خوشبو ہے۔

(قصص الاولیا از عالم فقری صفحہ ۲۶۲)

عشق مشک کی تیز خوشبو کی طرح ہے

تذکرہ المحدثین از علامہ غلام رسول سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی امیر کا ایک لڑکا نہایت کند ذہن اور کم عقل تھا۔ سب لوگ اُس کو پڑھانے سے عاجز تھے۔ آخر کار وہ لڑکا حضرت شمس تبریز کے سپرد کیا گیا۔ آپ نے روزانہ ایک پارہ کے حساب سے ایک مہینے میں اُسے قرآن شریف حفظ کرا دیا۔ اس کی وجہ سے جب آپ کی شہرت ہوگئی، آپ اُس مقام سے دوسری جگہ چل دیئے۔ لیکن وہاں بھی کوئی نہ کوئی ایسی بات آپ سے ظاہر ہو جاتی۔ جس سے لوگ آپ کے دیوانے ہو جاتے اور آپ وہاں سے مجبوراً نکل جاتے تھے۔ اس طرح آپ تقریباً ساری عمر اسی طرح گشت کرتے رہے

عشق بوئے مشک وار در آں سبب رسوا شود

چارہ نہ بود عشق راہم عاقبت رسوا شود

یعنی عشق مشک کی تیز خوشبو کی طرح ہے۔ اس لیے ظاہر ہو جاتا ہے۔ چونکہ ظاہر ہوئے بنا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں۔ اس لیے رسوا ہو جاتا ہے۔ (وصال حق کی خوشبو صفحہ ۵۸)

پیر کی لاش کو معطر کیا

مولانا شمش الدین افلاکی اپنی کتاب ''مناقب العارفین'' میں اپنے پیر و مرشد یعنی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت عارف سے روایت کرتے ہیں کہ سیاہ دل قاتلوں نے حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا اور کسی جگہ دفن کر دیا۔

ایک رات آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان ولد کے خواب میں آئے، فرمایا ’’میں فلاں جگہ سو رہا ہوں‘‘ چنانچہ حضرت سلطان ولد آدھی رات کے وقت چند خدام کے ہمراہ اُس جگہ پہنچے۔ وہاں سے آپ کی نعش مبارک کو نکالا۔ اُسے خوشبو اور عطر و عنبر لگایا، پھر مدرسہ کے بانی امیر بدرالدین کے پہلو میں دفن کر دیا۔

مولانا روم کو جب آپ کی شہادت کی خبر ہوئی تو فرمایا ’’وہ تو عرصہ سے اپنے سر کو مجھ پر قربان کر چکے تھے۔ وہ اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ خدائی کارخانوں میں کسی کو کیا دخل ہے۔

لیکن باوجود اس کے آپ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے غم و فراق میں ہمیشہ نالہ کناں رہا کرتے تھے۔ (وصالِ حق کی خوشبو صفحہ ۶۴)

بوئے محبت

حضرت علامہ مولانا محمد حفیظ الرحمٰن وفا مکہ مکرمہ پر ظلم و استبداد کی داستان اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ جب ایسے مقام پر پہنچا جہاں سے بوئے محبت آ رہی تھی۔ دل نے کہا کوئی عجیب و غریب جگہ قریب ہے جس کی کشش یہاں تک کھینچ لائی ہے۔ چند لوگوں سے دریافت کیا مگر کسی نے نہ بتایا۔ ایک جگہ کچھ چیزیں نیلام ہو رہی تھیں۔ خچر بندھے ہوئے پیشاب کر رہے تھے۔ ٹوٹے ہوئے پتھروں کے ڈھیروں میں وہ جاذبیت معلوم ہو رہی تھی کہ بے اختیار چوم لینے کو جی چاہتا تھا۔ آخر کار مجھے جذبہ صادق اور طلب حقیقی نے محروم نہ رہنے دیا۔ ایک بزرگ نے کہا۔ کیا دیکھتے ہو، قیصر و کسریٰ کے کنگورے کا وقت یاد کرو۔ جبرئیل امین نے باب کعبہ پر کھڑے ہو کر سبز علم لہرا کر فرمایا تھا کہ خوشخبری ہو اے زمین والو آج کی رات باعث کونین بطن مادر سے آغوش آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں تشریف لئے ہیں۔ حوروں نے اس گھر کو گیسوؤں سے بہارا۔ کیونکہ خدا کا دلارا کمزوروں

بے سہارا اور یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا اسی جگہ پیدا ہوا تھا۔ یہ مولد النبی ﷺ ہے جہاں قیامت تک رحمت و برکت نازل ہوتی رہے گی۔ آہ اس خطہ مقدس کو حکومت سعودیہ نے خاک بنا رکھا ہے ترکوں نے یہاں ایک شاندار مسجد بنوادی تھی۔ جس میں پانچ وقت نماز اور خاص مقام پیدائش کی جگہ تلاوت کلام اللہ ہوا کرتی تھی۔ حکومت سعودیہ کی نظر میں یہ دونوں عبادتین بدعت تھیں۔ اس لیے مسجد اور کمرہ قرآن خوانی کو مسمار کروادیا۔

(سیدی ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۷۹ تالیف عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری طینائی جلد اول)

عاشق رسول کی خوشبو

غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر شائع ہونے والی اور ختم چہلم پر فروخت ہونے والی کتاب

"شمشیر بے نیام بر گستاخ بے لگام"

مؤلف محمد دلپذیر اعوان۔ مرتب مفتی سجاد قادری کے صفحہ ۲۴۳ پر غازی صاحب کے بھائی کی جانب سے یہ تحریر موجود ہے جو یوں ہے کہ ۲۰۱۱۔۱۔۶، رات کا تقریباً ایک بج رہا تھا کہ میں نے والد محترم کو ایک بار پھر بے قرار دیکھا اس وقت تھانہ میں قدرے خاموشی تھی تفتیشی آفسر بھی ہمیں حوالات میں چھوڑ کر جا چکے تھے یہاں ایک اہم بات تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کسی چھوٹے موٹے جرم میں گرفتار شخص کو جب بھی حوالات میں رکھا جاتا ہے تو باہر سے تالا لگا دیا جاتا ہے لیکن عجیب بات یہ تھی کہ اتنے بڑے معاملے کے باوجود جب بھی کوئی پولیس آفسر حوالات سے باہر جاتا نہ تو دروازے کو تالا لگاتا نہ ہی بند کر کے جاتا

بلکہ تمام آفیسر یہ کہتے ہوئے باہر چلے جاتے چاہیں تو دروازہ بند کریں یا کھلا رکھیں اور ہم سردی کی وجہ سے دروازہ خود ہی بند کر دیا کرتے تھے۔ میں نے جب غور سے والد محترم کو دیکھا تو والد محترم متوجہ ہو کر سننے اور پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں حیران ہوا ہم تمام بھائی تو ان کے سامنے بیٹھے ہیں وہ کس کو تلاش کر رہے ہیں اور کیا سننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اچانک وہ اُٹھے اور دروازے کے پاس آئے اور ان کے ساتھ کان لگا دلیئے۔ میں حیران تھا کہ ہم پر کوئی خاص پابندی نہیں۔ پھر بھی والد صاحب کان لگا کر کیا سننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر واپس ہوئے حوالاتی کمرے کے چکر لگانے لگے کبھی ایک دیوار سے دوسری دیوار کبھی تیسری اور کبھی چوتھی دیوار کے پاس جاتے۔ میں نے والد صاحب سے خیریت دریافت کی اور کہا کہ پیٹ میں کہیں تکلیف تو نہیں ہو رہی، والد صاحب نے زور سے گردن ہلا کر کہا نہیں اور پھر خاموش ہو گئے۔ میں شدید سردی کی وجہ سے حوالات کے ایک کونے میں آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا تو تقریباً ڈھائی بجے رات شدید سردی کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی دیکھا کہ والد صاحب چادر بچھائے نماز تہجد ادا کر رہے ہیں اور سلام کے بعد کافی دیر تک دوزانوں بیٹھے رہے۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اگر آپ کو بھوک لگی ہے تو میرے پاس بسکٹ موجود ہیں حاضر کر دوں۔ بولے نہیں میں نے پوچھا پانی لا دوں؟ میں نے پوچھا کیا آپ سوئے نہیں بولے نہیں۔ میں نے کہا ابا جان تھوڑی دیر آرام کر لیں نہ جانے صبح کیا معاملات پیش آئیں گے۔ والد صاحب ایک دم بولے پچھلے ۵ گھنٹوں سے اس کی آواز اور خوشبو محسوس کر رہا ہوں یہ الفاظ سُن کر تمام بھائیوں کے بھی کان کھڑے ہو گئے اور سب نے یک زبان ہو کر پوچھا ابا جان کیا مطلب؟

والد صاحب بولے حوالات کے دائیں طرف اس عطر کی خوشبو پچھلے پانچ گھنٹوں سے آ رہی ہے جو ممتاز خود بھی استعمال کرتا تھا اور میرے لیے بھی لایا کرتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی سانسوں کی بھناہٹ بھی محسوس ہو رہی ہے۔ یہ سن کر میں اُٹھا اور دروازہ کھول کر دائیں طرف چل دیا۔ جس طرف قطار در قطار کمرے بنے ہوئے تھے اور کمروں کے آخر میں ملازمین کے لیے واش روم بنے ہوئے تھے ابھی میں دوسرے دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ ایک ملازم نے مجھے آواز دی کہاں جا رہے ہو بھائی میں نے کہا واش روم تک پولیس کانسٹیبل نے سر ہلا دیا میں جب تیسرے دروازے کے پاس سے گزر رہا تھا تو بے خودی کے انداز میں دروازے کی طرف جھانکنے چلا گیا۔ مجھے شدید احساس ہوا کہ یقیناً والد صاحب کے محسوسات اور احساسات ۱۰۰ فیصد ہی درست ہیں غازی صاحب یقیناً اس کمرے میں مقید ہیں دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھنے سے پہلے ہی میں نے ایک بار جب مڑ کر دیکھا تو دو تین پولیس ملازمین میری طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ پھر اُنہوں نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے رک جانے کا اشارہ کیا لیکن میں نظر انداز کدتے ہوئے، تیزی سے واش روم کی طرف چل پڑا جب میں فارغ ہو کر باہر نکلا تو وہی پولیس ملازمین کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ بولے آپ لوگ اجازت کے بغیر کمرہ حوالات سے باہر نہ نکلیں میں نے سر ہلایا اور حوالات کی طرف چل پڑا اور جب میں حوالات میں داخل ہوا تو والد محترم اور تمام بھائی بے چین نظر آئے۔ سب نے ایک دم پوچھا کیا محسوس ہوا۔ کیا ممتاز قادری یہاں ہے؟ میں نے والد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ کی بے چینی یقیناً درست ہے جب میں اس کے پاس سے گزرنے لگا تو خود بخود اس کی طرف چلنے لگا میں

پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بھائی اس کمرے میں مقید ہے اور تفتیشی مراحل سے گزر رہا ہے۔ کیونکہ جب میں اس کے کمرے کے پاس رکا تھا تو میں نے بھائی کی میٹھی میٹھی مسکراتی ہوئی عاشقانہ بھنبناہٹ سنی تھی اب تو سب ہی بے چین ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھ سے چھوٹا بھائی عابد حسین اور بڑے بھائی سفیر اعوان دروازے کی طرف بڑھے لیکن جب ہنڈل پر ہاتھ رکھا تو پتہ لگا کہ ہمارا حوالاتی کمرہ باہر سے لاک کر دیا گیا ہے۔ اُس کے ساتھ ہی ہمارا یقین سچ میں بدل گیا اور پھر صبح نماز فجر تک بقایا تین گھنٹے ہم نے انتہائی قرب کی کیفیت میں گزارے ۲۰۱۱-۱-۶ صبح فجر کی آذان کے وقت ہمارا کمرہ کھلا ہم سب بے چینی کے ساتھ وضو کے لیے اس دروازے کی طرف بڑھے جس میں غازی صاحب کی موجودگی کا پورا یقین تھا لیکن جب ہم اس دروازے کی طرف سے گذرے تو ہمیں اس کے سوا کوئی احساس نہ ہوا کچھ دیر پہلے یہاں ناموس رسالت کا عظیم مجاہد غازی ملک ممتاز حسین قادری مقید تھا۔ ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ لیکن سب کے احساسات ایک جیسے ہی تھے۔ جسے رات بھر ہم کوئی خواب دیکھ رہے تھے والد صاحب مایوس اور پریشان نظر آرہے تھے نماز فجر کے بعد جب ہم ناشتہ کر رہے تھے تو ایک مہربان قسم کا پولیس ملازم کمرے میں داخل ہوا اور پوچھا کہ کسی اور چیز کی ضرورت؟ ہم سب نے ایک ساتھ اس کی طرف ہمدردانہ نظروں سے دیکھا ہم سب کے لبوں پر ایک ہی سوال تھا کہ کیا غازی ممتاز قادری صاحب یہاں سے تیسرے کمرے میں مقید تھے۔ میں نے ہمت کی اور اس مہربان پولیس ملازم سے پوچھ بیٹھا میرا سوال سن کر اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر میری طرف دیکھا اور پھر ایک بار حوالات کی طرف دیکھا اور پھر ہم سب کی طرف نگاہ دہراتے ہوئے مسکرایا اور بولے بغیر

حوالات سے باہر چلا گیا نہ جانے ملازم کی دلفریب مسکراہٹ نے ہمارے دلوں کے باغیچے کو کیوں کھلا دیا ہم سب بھائی اور والد محترم کچھ مطمئن ہو گئے۔ صبح تقریباً ساڑھے دس بجے تفتیشی افسر جو کہ ہم پر تفتیش کے لیے مقرر تھا۔ کمرے میں داخل ہوا کچھ کام کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد والد صاحب نے اس سے پوچھا کیا آپ ممتاز کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے پولیس افسر نے کچھ جواب نہ دیا والد محترم نے دوبارہ پوچھا تو اس نے سر اوپر اُٹھایا اور کہا وہ جہاں بھی ہے ٹھیک ہے آپ فکرمت کریں دوران تفتیش غازی صاحب کو کہاں کہاں رکھا گیا والد صاحب نے تیسری بار پوچھا کہ کیا رات کو ممتاز اسی تھانہ کو ہسار تو اس پولیس آفسر نے بڑے غور سے والد صاحب کو دیکھتے ہوئے گردن ہاں میں ہلائی جسے ہمارے جسموں میں ۲۲۰ وولٹ کرنٹ دوڑ گیا۔

ہم سب نے یک دم کہا کہ کیا وہ یہاں سے تیسرے کمرے میں تھے پولیس افسر کرسی سے اُٹھا ہمیں گھورتا رہا کمرے سے باہر چلا گیا پھر اس پولیس افسر کی واپسی شام کو تقریباً چار بجے ہوئی وہ بہت تھکا ہوا تھا کہنے لگا آج سارا دن اسلام آباد کچہری میں خوار ہوتا رہا ہوں آپ کو کوئی تکلیف یا پریشانی تو نہیں ہوئی آپ سب نے کھانا چائے وغیرہ پی ہم سب نے گردن ہلا دی اور پھر پانچ منٹ کے بعد میں اس کے قریب گیا اور عرض کی جناب کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ رات کو ممتاز بھائی کہاں تھے اور اب کہاں ہیں؟ تو وہ پولیس افسر پہلے تو کچھ بدکا لیکن پھر یک دم نرم اور مہربان ہو گیا اور کہنے لگا کہ فکر نہ کرو آج ممتاز سے تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔ میں نے پوچھا کیا وہ یہیں ہے تو اس نے نفی میں سر ہلایا میں نے پوچھا کیا رات کو وہ یہاں سے تیسرے کمرے میں تھا تو پولیس آفسر نے اشارے میں سر ہلا دیا۔ ہمارے چہرے اور دل خوشی سے کھل اُٹھے میں نے پوچھا تو سر اب وہ کہاں ہیں

ممتاز بھائی تو وہ بولا ہم نے صبح پانچ بجے کسی اور تفتیشی مرکز میں منتقل کردیا ہے۔ آج آپ کی ممتاز صاحب سے ملاقات ہو جائے گی۔

میں نے پوچھا کب؟ وہ بولا انشاء اللہ رات سب کو اکٹھا کردیں گئے۔ ممتاز بھائی سے ملاقات کی نوید نے والد محترم سمیت ہم سب بھائیوں کی تمام تکالیف کو یک دم ختم کردیا۔ ہم سب اپنے آپ کو کافی بہتر اور ہشاس بشاش محسوس کرنے لگے ہم سب بے چینی سے غازی صاحب سے ملاقات کا انتظار کرنے لگے رات کو کھانے کے بعد ہم کچھ دیر حوالات سے باہر چہل قدمی کے بعد رات ساڑھے دس بجے ہمیں حوالات میں دوبارہ بند کردیا گیا۔ (شمشیرِ بے نیازم بر گستاخ بے لگام صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۹)

دسواں باب:

خوشبوؤں کا گلدستہ

☆ مصر کی اذان میں خوشبوئے صلوٰۃ وسلام

☆ حسن محوِ حیرت اس شاہکار پر

☆ جنت کی جانفزا نہریں

☆ حوض کوثر روح جنت

☆ جنتی کے حسن کی ٹھاٹھ باٹھ

☆ لعل اور یاقوت کی مثل حوریں

☆ حسن بازار جمعۃ المبارک

☆ اک دیدار کبریا جل جلالہ پہ کروڑ جنتیں فدا

☆ کرم بالائے کرم ہوگا

☆ مہک دار ہوا

☆ کھانوں کی خوشبو آرہی تھی

☆ خوشبوئے بہشتی مور

☆ مشک وعنبر کی تخلیق

☆ میانی صاحب قبرستان کے گورکن کے چشم کشا انکشافات

☆ بہشت کی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوائیں

مصر کی اذان میں خوشبوئے صلوٰۃ وسلام

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کے پیار بھرے طریقہ کے بارے حضرت علامہ امام سخاویؒ نے القول البدیع ص ۱۹۳ میں، حضرت علامہ امام ابن حجر مکیؒ نے فتاوی کبریٰ ج ا ص ۱۳۱ میں، اور امام شعرانیؒ نے کشف الغمہ ج ا ص ۱۸۴ مین، ایک جیسی عبارت تحریر کی ہے۔ جس کا مفہوم یوں ہے کہ ۵۶۴ھ میں مصر میں روافض کی حکومت تھی والئ مصر ابوالفصائل حاکم بن عبدالعزیز بامر اللہ کے قتل کے بعد اس کا بیٹا ظاہر تخت نشین ہوا تو حاکم بامر اللہ کی بہن مؤ ۃنوں کو حکم دیا کہ بادشاہ ظاہر کا عوام میں رعب پیدا کرنے کی لیے ہر مؤذن اذان سے قبل ظاہر کو یوں سلام کہا کرے ''السلام علی الامام الظاہر'' اس طرح یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور پھر یہ سلام ہر حاکم مصر کے لیے جاری رہا۔ ۵۶۴ھ میں حضرت سلطان نورالدین محمود زنگیؒ کے تعاون سے حضرت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ مصر پر حملہ کر کے قابض ہوئے جو کہ دیوبندی کتاب ''دعوت وعزیمت'' کے مطابق صحیح العقیدہ سنی مسلمان تھے تو روافض کی حکومت ختم ہو گئی اور مصر پر اہل سنت کی حکومت قائم ہو گئی۔ ایوبی علیہ الرحمۃ نے اذان سے پہلے اُمراء پر سلام کا طریقہ ختم کر کے تمام شہروں اور دیہات کے موذنوں کو سرکار مدینہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے پڑھنے کا حکم جاری فرمادیا مصر کی سیر کرنے والے گواہ ہیں کہ آج مصر کی مساجد میں قبل از اذان صلوٰۃ وسلام کا نیک عمل تسلسل سے جاری ہے نہ صرف مصر میں بلکہ دنیائے اسلام کے کثیر ممالک میں یہ سلسلہ بغیر کسی اختلاف وجنگ وجدال کے الحمد للہ جاری وساری ہے۔ تینوں آئمہ کرام نے یہ واقعہ لکھنے کے بعد حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ کے بارے لکھا ''فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا'' اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر فرمائے، آمین۔ گویا ان تمام جید علماء کرام وآئمہ عظام نے اسے نیک کام جانتے ہوئے اسے پسند

فرما کر دعائے خیر فرمائی جو اس کے جواز پر مہر تصدیق ہے۔ امام سخاوی علیہ الرحمۃ آگے مزید لکھتے ہیں "انہ بدعة حسنة یوجر فاعلہ بحسن نیتہ، یہ بدعت حسنہ ہے اس کے کرنے والے کو حسن نیت کی بناء پر ثواب ملے گا۔" علامہ علاؤالدین نے بھی درمختار میں اسے بدعت حسنہ لکھا۔ حضرت علی ابن برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام ۷۰۰ھ میں خلیفہ ناصر محمد بن قلادون کے زمانے میں جاری ہوا جو آج بھی جاری ہے۔

حسن محوحیرت اس شاہکار پر

جنت کی تعمیر میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے گارا مشک کا، کنکریاں موتیوں اور یاقوت کی، اور مٹی زعفران کی خوشبودار ہے۔ دیوار کی چوڑائی ۷۰ یا ایک روایت میں ۵۰۰ سالہ راہ کے برابر اور اونچائی ۱۰۰۰ سالہ راہ کے برابر ہے اتنی شفاف کہ اندر باہر تک ہر چیز حتیٰ کہ عرش اور تحت الثریٰ تک ہر چیز صاف دکھائی دیتی ہوگی۔ جنت مخملی قالینوں تکیوں، پردوں، پھول پھلواڑیوں، خوشبوؤں، رنگوں، روشنیوں، بہاروں اور خوش نما محلات سے ہر طرح اور ہر طرف سے ایسے سجی ہوگی کہ (حدیث) "اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن کی مقدار بھر دنیا میں ظاہر ہو جائے تو تمام زمین و آسمان کو آراستہ پیراستہ کر دے" اور (حدیث) "جنت میں ایک چابک کی جگہ بھی دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے"۔ جنت کے روح پرور جمال کے بارے خلاق کائنات خود فرماتا ہے (القرآن) "جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیاوی زندگی کا برتاؤ اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کریم کے پاس ہے وہ کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے"۔ اور (القرآن) "فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ، تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک اُن کے لیے چھپا

رکھی گئی ہے''۔ نیز (حدیث قدسی) اللہ کریم فرماتا ہے''میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں اُن کا خیال ہی گزرا''۔

جنت کی جانفزا نہریں

عرش کے نیچے ایک عظیم سفید موتی کا بنا قبہ ہے جس کے سبز زبرجد کے دروازے پر سرخ سونے کا تالا جو بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم سے کھلتا ہے۔ اس قبہ کے اندر چار ستون ہیں۔ ایک ستون پر''بِسْم'' لکھا ہے اور پانی کی نہر بِسْم کی میم سے نکل رہی ہے، دوسرے ستون پر''اللہ'' لکھا ہے جس کی''ہ'' سے دودھ کی نہر، تیسرے ستون پر''الرَّحِیْم'' لکھا ہے جس کی''م'' سے شہد کی نہر نکل رہی ہے۔ اس لیے (حدیث قدسی)''جو شخص مجھے اس کلمہ (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) سے یاد کرے گا میں اسے ان چاروں نہروں میں سے ہا ایک نہر اتنی بڑی ہے کہ ساری دنیا اس کے سامنے دریا میں سوئی کے برابر لگے۔ اور پھر (القرآن) ''جنت میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بدبو پیدا نہیں ہوتی، اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں کہ جن کا مزا کبھی نہیں بدلتا، اور ایسی شراب کی نہریں ہیں کہ جس میں پینے والوں کے لیے لذت ہے اور نتھرے ہوئے صاف شہد کی نہریں ہیں''۔ ان نہروں کا نام (حدیث) ''سَیُحَان جَیُحَان، نِیُل اور فرات'' ہے۔ ان میں سَیُحَان نہر ہند میں یا ملک شام کے شہر مصیصہ کے پاس بہتی ہے اور شام اور روم کو ملاتی ہے اور جَیُحَان بلخ کا دریا یا ملک روم کے شہر اذنہ سے گزرتی ہے جبکہ نِیُل مصر میں اور فُرات عراق میں واقع ہے۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ جنت کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں بلکہ زمین کے اوپر بہتی ہیں، نہروں کا ایک کنارہ موتی کا دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی ہوگی۔ یہ چاروں نہریں جس حوض میں گرتی ہوں گی اور پیارے آقا کریم ﷺ کا ہے۔

حوض کوثر روح جنت

جواب تو جنت میں ہے مگر روز محشر یہ حوض کوثر میدان حشر میں لایا جائے گا جو کہ (حدیث) ''عدن سے لے کر عمان بلقاء تک کی مسافت جتنا وسیع ہے'' دوسری روایت میں (حدیث) ''ایلہ سے عدن یا عمان تک کا فاصلہ ہے'' خیال رہے کہ یہ فاصلہ آقا کریم ﷺ نے سمجھانے کے لیے ہے قطعی حد بندی کے لیے نہیں اور (حدیث) ''حوض کوثر کی مٹی مشک سے تیز خوشبودار ہے'' سنگریزے جواہرات کے، جھاگ کافور کی، اردگرد گھاس سبل وزعفران کی ہے اور پیارے سوہنے آقا کریم ﷺ اس میں سے جام بھر بھر کا اپنے غلاموں کو پلائیں گے اور اس حوض کے چار اطراف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ پلاتے ہوں گے، جو شخص ایک بار پیئے گا حیات جاودانی پائے گا، بے پناہ طاقت ملے گی اور بے انتہاء (حدیث) ''ایسی خوش ملے گی کہ کبھی غمگین نہ ہوگا'' اور پھر (حدیث) ''جو ایک بار'' یا فرمایا ''ایک گھونٹ'' پی لے گا وہ (روز محشر میں ۵۰ ہزار سال) پھر پیاسا نہ ہوگا حتیٰ کہ جنت چلا جائے گا''۔ اور آقا کریم ﷺ نے فرمایا پلانے کے لیے (حدیث) ''اُس کے پیالے آسمان کے تاروں کے برابر''۔ اور (حدیث) ''سونے چاندی کے بنے'' شیشے کی طرح شفاف ہوں گے۔ اور پھر (حدیث) ''حوض کوثر کا پانی برف سے زیادہ سفید (ٹھنڈا) شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ مخلوط (گاڑھا) ہوگا''۔ اور (حدیث) ''جنت سے حوض کوثر میں دو پرنالے نکلتے ہیں جن میں سے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے''۔ اس کے علاوہ کافور، زنجبیل، سلسبیل، رحیق اور تسنیم نام کے چشمے ہوں گے جن کا پانی ہر جنتی جہاں اور جس جگہ مکان یا درجہ میں چاہے گا وہیں سے بلا تکلف اُن چشموں کو پائے گا اور پانی لے گا۔ مشک

کی خاص پر سرور ایسی شراب ملے گی کہ پینے والے کے دل و دماغ کو معطر کر دے۔ ایسی تیز اور عمرہ ترین خوشبو مشک کی کہ اگر کوئی شخص اس میں ہاتھ ڈبو کر نکالے اور دنیا کی طرف کر دے تو دنیا کی تمام جاندار مخلوق اس کی مہک سے مست و بے خود ہو جائے۔

جنتی کے حسن کی ٹھاٹھ باٹھ

دنیا میں کوئی باڑھا فوت ہوا ہو یا بچہ، جنت میں سب کی عمریں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے برابر یعنی (حدیث) ''۳۰ سال یا ۳۳ سال''۔ ہوں گی یعنی بھرپور جوانی ہو گی اور (حدیث) ''ہر شخص اپنے بابا سیدنا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور قد (سیدنا آدم علیہ السلام کے قد کے برابر) ۶۰ گز بلند رہوگا''۔ دوسری روایت میں (حدیث) ''قد ۶۰ ہاتھ (گز) لمبا اور ۷ ہاتھ چوڑا ہوگا''۔ اور جنتیوں کی آواز سیدنا داؤد السلام علیہ کی، حسن سیدنا یوسف علیہ السلام کا اور خلق پیارے آقا کریم حضور پرنور سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کا ہوگا۔ اور (حدیث) ''ایک ادنیٰ جنتی کو ۱۰۰ افراد کے برابر مردانگی قوت دی جائے گی''۔ نیز ۱۰۰ آدمیوں کے کھانے پینے کی طاقت دی جائے گی۔ یاد رہے کی کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کو دنیا میں ۳۰ مردوں کے برابر طاقت دی گئی تھی''۔ اور جنتی کی (حدیث) ''نہ داڑھی ہوگی نہ مونچھ اور نہ منہ اور بدن پر بال ہوں گے آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوں گے''۔ گویا رخسار سینہ اور بغل وغیرہ میں کسی جگہ بال نہ ہوں گے یعنی (حدیث) ''بغیر بال کے بدن''۔ ہوگا بلکہ ''سارے بدن پر صرف سر پر من پسند بال اور بھوؤں اور پلکوں سے سوا کہیں بال نہ ہوں گے''۔ یعنی (حدیث) ''بغیر بال و رونگٹے کے صاف بدن اور بغیر داڑھی کے''۔ جیسے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام بے داڑھی کے جوان تھے جس طرح جوانی

کی طرف بڑھانے والا لڑکا جس کی ابھی داڑھی نہ آئی یعنی امرد (Lad) ۔ البتہ (حدیث) سیدنا آدم علیہ السلام وسیدنا موسیٰ علیہ السلام کی داڑھی ہوگی جو ناف تک پہنچتی ہو گی''۔اور (حدیث) ''جنتی کی آنکھوں میں قدرتی سرمہ ہوگا'' اور جنتی (حدیث) ''ہمیشہ ایسے جوان ہی رہیں گے کبھی بوڑھے نہ ہوں گے''۔اور (حدیث) ''اُن کے پسینے سے مشک وکستوری کی خوشبو آئے گی'' اور (القرآن ''اُن کے بدن پر ریشم کے باریک اور موٹے سبز کپڑے ہوں گے''۔اور پھر جنتی کے (حدیث) ''کپڑے میلے و بوسیدہ نہ ہوں گے''۔اور (حدیث) ''جنتی نہ بیمار ہوں گے نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے، نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کریں گے (نہ رینٹھ نہ نزلہ کھانسی)'' اور کھانے کے بعد (حدیث) ''ایک خوشبو دار ڈکار یا مشک وکستوری کی خوشبو جیسا پسینہ آئے گا''۔جس سے غذا ہضم ہو جائے گی۔اور جنتیوں کی زبان عربی ہوگی کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میں خود عربی ہوں، قرآن عربی اور جنتیوں کی زبان عربی ہوگی''۔اور (حدیث) ''سانس لینے کی طرح بے اختیار تسبیح وتہلیل ان کے وجود کا حصہ ہوگی''۔ان کی تسبیح کے بارے اللہ کریم فرماتا ہے کہ (القرآن) ''جنت میں ان کی دعا یہ ہوگی کہ ''سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ، اللہ کریم تجھے پاکی ہے''۔نہایت با اخلاق زبان، (حدیث) ''چڑیوں کے دل کی طرح کے (نرم اور بے کینہ) دل''۔ ایسے دل کہ (القرآن) ''ہم ان کے سینوں میں سے بغض وکینہ کھینچ لیں گے'' حضرت عبدالکریم بن رشید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جنت کے دروازے تک پہنچنے تک بعض اہل جنت بعض کو غصہ بھری نظروں سے دیکھ رہے ہوں گے لیکن جونہی جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ کریم ان کے دلوں سے کینہ وغیرہ نکال دیں گے۔اور (القرآن) اُن کا کلام

''سَلٰمٌ سَلٰمٌ'' ہوگ اجب جنتیوں کی (القرآن) ''جنت میں آپس میں ملنے کی دعا ''سَلاَمٌ'' ہوگی'' اور ملاقات کے بعد جاتے وقت (القرآن) ''اُن کی آخری دعاء یہ ہوگی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن'' یعنی سب خوبیاں اللہ کریم کے لیے جو سارے جہانوں کا رب کریم ہے'' چونکہ (حدیث) ''نیند موت کی بہن ہے اور اہل جنت کو موت نہیں''۔ اس لیے جنتیوں کو نیند نہیں آئیگی۔ حسن کی ٹھاٹھ باٹھ کا یہ عالم کہ (حدیث ''اگر جنتی آدمی دنیا میں جھانک لے اور اس کے کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائیں تو اس کے حسن کی چمک روشنی سورج کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے'' (حدیث) ''جنتیوں کے سر پر بادشاہوں جیسا تاج ہوگا جس کے ادنیٰ موتی کی چمک مشرق و مغرب کا درمیانی فاصلہ روشن کر دے''۔

لعل اور یاقوت کی مثل حوریں

(حدیث) ''جنت میں ایک ادنیٰ درجہ کے جنتی کو ۷۲ حوریں ملیں گی''۔ ہر ایک کی عمر ۱۶ تا ۱۸ سال ہوگی یعنی (القرآن) ''اُٹھتے جوبن والی ہم عمر''۔ اور (القرآن) ''موتی آنکھوں والی''۔ اور شرمیلی نظروں والی، حسین و جمیل ایسی کہ (القرآن) ''گویا وہ لعل اور یاقو اور مونگا ہیں'' اور (القرآن) ''چھپا رکھے ہوئے موتی''۔ ''ایک سے بڑھ کر ایک حسین ہو گی''۔ حسین ایسا کہ (حدیث) ''جنتی ۴۰ سال تک اسے دیکھتا رہ جائے گا''۔ اور پھر (حدیث) ''اگر اہل جنت کی ایک حور یعنی جنت کی عورت زمین کی طرف جھانک لے ت مشرق و مغرب کو روشن کر دے اور سورج کی روشنی ماند پڑ جائے اور تمام فضاء کو خوشبو سے معطر کر دے''۔ سورج مثل ستاروں کے لگے۔ بلکہ (حدیث) ''اُس کے تو سر پر اوڑھنے والا

کپڑا ہی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے"۔اُن حوروں کی عصمت و پاکدامنی کی گواہی اللہ کریم خود دیتا ہے(القرآن)لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ، اُن سے پہلے اُنہیں ہاتھ نہ لگایا نہ کسی آدمی نے اور نہ جن نے"۔ایسی تابع فرمان کہ(القرآن)"جوشوہروں کے سوا دوسرے طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھیں گی"۔اور(حدیث)"۷۰ حلے(لباس)پہن رکھے ہوں گے مگر(جسم کا حسن اُس سے بھی چھلک جھلک رہا ہوگا)اُن کی پنڈلیوں کا گودا نزاکت اور لطافت کی وجہ سے ہڈی اور گوشت کے اوپر سے نظر آئے گا"۔چہرہ دودھ سے زیادہ سفید، یاقوت سے زیادہ سرخ اور آفتاب سے روشن اور جسم کی کھال برگ گل سے زیادہ نازک، ریشم سے نرم، چاند سے روشن اور کستوری سے زیادہ معطر ہے۔تارکول سے زیادہ سیاہ بال جب کھڑی ہوں تو قدموں کو چھوئیں جب بیٹھیں تو آس پاس ڈھیر لگ جائے۔اور ۴۰ ہزار گیسوعنبریں اور ہر گیسو پر ۷۰ ہزار قسم کے زیب و زینت کر کے چہرے کے گرد چھوڑے ہوں گے اور(حدیث)سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا"ایک جنتی حور جس کا نام "عیناء" ہے"۔جو حسن و جمال کا شاہکار اور گویا حسن میں سب کے سردار ہوگی(حدیث)"اگر جنتی عورت سات سمندروں میں تھوک دے تو وہ سمندر شہید سے زیادہ بیٹھے ہو جائیں"۔ان کے علاوہ(حدیث)"اگر جنتی عورت سات سمندروں میں تھوک دے تو وہ سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں"۔ان کے علاوہ(حدیث)"جنتی جنت یں ۷۰ مسندوں پر تکیہ لگائے ہوگا اس کے کروٹ بدلنے سے پہلے اس کے پاس ایک نازنین حور آئے گی جو اس جنتی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آ کھڑی ہوگی اور اسے سلام ہے گی جنتی اس کا جواب دے گا، اور اس کے رخسار آئینہ سے زیادہ اس طرح صاف و شفاف ہوں گے کہ جنتی

ان میں اپنا چہرہ دیکھے گا اس حور کا ادنی موتی مشرق ومغرب کے درمیان کو چمکا دیگا۔ جنتی اس سے پوچھے گا "تو کون ہے؟" وہ حسین صورت کہے گی "میں تیرے لیے ان مزید نعمتوں سے ہوں جن کا اللہ کریم نے تیرے ساتھ وعدہ فرمایا" اس نے رنگ رنگ کے ۷۰ لباس پہنے ہوں گے مگر جنتی کی نظر ان سے گزر کر اس پار جارہی ہوگی حتی کہ اس کی پنڈلی کا گودا دیکھے گا، اس حور پر ایسا تاج ہوگا کہ اگر اس کا ادنی موتی دنیا میں ظاہر ہو جائے تو مشرق ومغرب کے درمیان کو روشن کر دے"۔ مزید یہ کہ ایک دن جنتی جنت کا ایک خاص سیب لے گا وہ اس کے ہاتھ میں دیکھتے ہی دیکھتے پھٹ جائے گا، اس کے اندر سے ایک حور نکلے گی، حسین وجمیل ایسی کہ اگر آفتاب کی طرف نگاہ کرتے تو اپنے حسن سے اسے شرمندہ کر دے پھر (حدیث) "جنتی جب ان کے پاس جائے گا تو ہر باز کنواری پائے گا مگر اس کی وجہ سے مرد وزن، کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ ہی لذت میں کمی ہوگی پھر اس دوران ایک آواز آئے گی "ہمیں معلوم ہے کہ نہ تو اکتائے گا نہ وہ اکتائے گی" (نہ انزال ہوگا کہ وہ لذت ختم کر دیتا ہے) مگر تمہاری اور بھی بیویاں ہیں" پھر جنتی اس کے پاس سے نکل کر اور کے پاس چلا جائے گا اور ایک رات میں سب کے پاس سے ہو لے گا، نہ شہوت ختم ہو نہ خواہش اور نہ کمزوری آئے۔ اس طرح (حدیث) "عورتوں اور مردوں کی شرمگاہوں میں ایسی خوبی ہو گی جو بیان نہیں کی جاسکتی"۔ اور (حدیث) "جنت میں جماع ہوگا مگر اولاد نہ ہوگی"، جنتی کو دنیا کی نیک جنتی بیویاں نئے طور پر ملیں گی۔ مومن بیبیاں حور عین سے اس قدر افضل ہوں گی جیسے لحاف کا اوپر والا کپڑا اندر والے کپڑے سے بہت رہوتا ہے (حدیث) "جنتی عورت حیض، پیشاب، پاخانہ، رینٹھ، کھنگار تھوک، منی اور بچے سے پاک ہوگی" کمال حسن وجمال،

مناسب عمر اور جوانی کی ایسی ٹھاٹھ باٹھ کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ ان بیویوں اور حور عین کے لیے موتی جواہرات اور سونے چاندی کے ۶۰، ۶۰ میل لمبے محل ہوں گے اور جگہ جگہ ریشمی مخملی نفیس خیمے ہوں گے۔

حسن بازار جمعۃ المبارک

ہر جمعہ کو جنتی جمعہ بازار لگے گا جہاں جنتی باہم ملیں گے آپس میں محبت کی باتیں اور گپ شپ کریں گے (حدیث) ''اُس بازار میں جنتی ہر جمعۃ المبارک کو آیا کریں گے، اس بازار میں شمال کی طرف سے ہوا چلے گی جو جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گی جس سے اُن کا حسن و جمال اور بڑھ جائے گا وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئیں گے تو ان کا حسن و جمال بھی بڑھ چکا ہو گا ان کے گھر والے ان کو کہیں گے ''اللہ کریم کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہے''۔ وہ کہیں گے ''اللہ کریم کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے''۔ یہ ہوا جنتیوں پر قسم قسم کی خوشبوئیں بھی چھڑ کے گی جس سے آس پاس کا ماحول مزید معطر ہو جائے گا۔ پھر ایک اور (حدیث) ''بازار لگے گا جس میں خرید و فروخت نہیں ہو گی بلکہ اس میں مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہوں گی تو جب کوئی کسی صورت کو پسند کرے گا تو پیارا اللہ کریم اس کو وہی صورت دے دے گا''۔ اور (حدیث) جمعہ کے دن اللہ کریم کی زیارت ہو گی اور تمنا کر کے مانگی گئی چیزوں کے علاوہ ایسی نعمتیں عطا ہوں گی جو کسی نے دیکھی سنی نہ ہوں گی اہل جنت منتظر رہیں گے کہ پھر جمعۃ المبارک کا دن آئے تا کہ نظارۂ ذات باری تعالیٰ ہو اور نعمتوں کی عطاء میں مزید اضافہ ہو، اس لیے جنت میں جمعہ کو ''یوم المزید'' کہا جائے گا۔

اک دیدارِ کبریا جل جلالہ پہ کروڑ جنتیں فدا

اہل جنت کو پیارے اللہ کریم کی خصوصی قربت نصیب ہوگی اور (حدیث) ''اہل جنت اور اللہ کریم کے درمیان صرف کبریائی کا پردہ ہوگا''۔ پھر ایک انتہائی خصوصی کرم ہوگا اور ایک نزرال اور نہایت پیارا حسین یادگار لمحہ آئے گا جس مقصد کے لیے اہل جنت کے لیے ایک نہایت پاکیزہ مجلس کا بندوبست کیا جائے گا اور (حدیث) ''اہل جنت کے لیے اللہ کریم جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ظاہر فرمائے گا اور ان کے لیے نور، یاقوت، موتی، زبرجد، سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے ان میں ادنیٰ درجہ کا جنتی کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی بھی نہیں ہوگا اور اُن کو یہ گمان نہیں ہوگا کہ کرسیوں والے نشست گاہ کے لحاظ سے اُن میں ادنیٰ کوئی بھی نہیں ہوگا اور اُن کو یہ گمان نہیں ہوگا کہ کرسیوں والے نشست گاہ کے لحاظ سے ان سے افضل ہیں پھر اللہ کریم کا عرش ان پر ظاہر ہوگا''۔ اور پھر پیارا اللہ کریم...... وہ...... اللہ کریم جو سارے...... حسن...... پیدا فرماتا ہے وہ خود اپنے وجہہ کریم سے پردہ اقدس بھی اٹھا دے گا اور سب جنتی زیارت کریمانہ سے فیضیاب ہوں گے۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اس محفل میں تم میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اللہ کریم کی بے حجاب زیارت نہ کرے گا''۔ نیز (حدیث) ''اور تم اپنے رب کریم کو سرعام دیکھو گے''۔ جیسے (حدیث) ''دوپہر کے وقت دھوپ میں سرۃ ہر کوئی دیکھتا ہے''۔ نیز (حدیث) ''تم میں سے ہر ایک اپنے رب کریم کو ایسے دیکھے گا جیسے چودھویں رات کے چاند کو جب آسمان پر بادل نہ ہوں ہر کوئی دیکھتا ہے'' کہ (القرآن)

''وُجُوْہٌ یَّوْ مَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ، اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ'' کتنے ہی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے پروردگار کریم کے دیدار میں محو ہوں گے۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر زیارت سے مشرف ہو رہا ہوگا ایک کا دیکھنا دوسرے کے لیے مانع نہ ہوگا۔ (حدیث) ''سوئے اس کے اللہ کریم کے چہرۂ اقدس پر کبریائی کی چادر پڑی ہوگی اور یہ دیدار جنت عدن میں ہوگا''۔ اس پر کیف منظر میں جہاں جنتی دیدار الٰہی میں محو و مستغرق ہو رہے ہوں گے ایسے لذت و سرور پائیں گے کہ جنت کی ساری نعمتیں بھول جائیں گے جو بھی جنت کی نعمتیں ان کو ملی ہوں گی یہ ایک کرم کریمانہ ان سب سے بڑھ رہوگا (حدیث) ''پیارے اللہ کریم کی زیارت سے بہتر اور پیاری اُنہیں کوئی نعمت نہ دی گئی ہوگی''۔ اہل جنت عرصہ دراز تک اس دیدار پرانوار کی لذت و سرور میں مست و بیخود رہیں گے۔ اس وقت جنتیوں پر خوش طرب، کیف و سرور اور وجد و حال کی جو کیفیت طاری ہوگئی اسے لکھنے کے لیے اگر ساری مخلوق بھی لکھنے بیٹھے (القرآن) ''اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے ے سمندر ہوں اور اللہ کریم کی باتیں (لکھیں تو بھی) ختم نہ ہوگی'' پھر مجھ فقیر کے قلم کی کیا مجال اور میری عقل و سوچ کی کیا وسعت جو اس سہانی و نورانی نظارہ کی منظر کشی کرے۔ سبحان اللہ ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، اللہ کریم کی زیارت کی سعادت تمام جنتیوں کو بار بار نہ ہوگی بلکہ کچھ ایسے ہوں گے کہ (حدیث) ''اللہ کری کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو صبح و شام اس ذات کریم کی زیارت کا نظارہ کرے گا۔''

کرم بالائے کرم ہوگا

(حدیث) ''پیارا اللہ کریم جنتیوں سے براہ راست بلا ترجمان گفتگو فرمائے گا''۔ حتی کہ آقا کریم نے فرمایا (حدیث) ''اللہ کریم ان میں سے ایک شخص سے فرمائے گا ''اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تو نے ایسا ایسا کہا تھا'' یوں اللہ کریم اسے اس کی بعض بداعمالیاں یاد کرائے گا تو بندہ (شرمندہ ہوکر) عرض کرے گا ''اے میرے پیارے اللہ کریم کیا آپ نے مجھے بخش نہیں دیا؟'' تو اللہ کریم فرمائے گا ''ہاں تو میری وسعت رحمت ہی کی وجہ سے اس درجہ میں پہنچا ہے''۔ یوں (حدیث) ''اس مجلس میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جس کے سامنے وہ ذات کریم موجود نہ ہوگی'' اور ایک ہی وقت میں ہر ایک سے اس کے مزاج کے مطابق الگ الگ ایسے گفتگو ہوگی کہ پاس بیٹھنے والے کو بھی علم نہ ہوگا اور (حدیث) ''اس محفل میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس سے اللہ کریم براہ راست گفتگو نہ فرمائے۔

ایسی نعمتیں جو نہ عقل میں آسکیں:

پھر (حدیث) ''وہ اس طرح (محو گفتگو) ہوں گے کہ ان پر ایک بادل چھا جائے گا وہ ان پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ اس جیسی خوشبو کبھی کسی چیز میں نہ پائی ہوگی، اللہ کریم فرمائے گا جو تمہارے لیے اعزاز میں نے تیار کیا ہے اس کی طرف جاؤ جو چاہو لے لو، تب جنتی اس بازار میں پہنچیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہوگا وہاں ایسی چیزیں ہوں گی کہ آنکھوں نے نہ کبھی دیکھی ہوں گی، نہ کبھی کانوں نے سنی ہوں گی اور نہ ہی دلوں پر ان کا کبھی خیال ہی گزرا ہوگا جنتی جو چاہیں گے انہیں اٹھوا دیا جائے گا وہاں نہ تو خرید ہوگی نہ فروخت،

وہاں جنتی باہم ایک دوسرے کو ملیں گے، چھوٹے درجہ والا جنتی بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا اس کا لباس پسند کرے گا ابھی گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ اس کے خیال میں آ جائے گا کہ میرا لباس اس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں ہے"۔ گویا اللہ کریم اتنا غم بھی دینا گوارا نہ فرمائے گا کہ میرے اس جنتی بندے کو دوسرے کے اچھے لباس پر غم آئے لہٰذا وہ یہ احساس ہی زائل کر دے گا۔ سبحان اللہ۔ یوں جنتی جنت میں ہنستے مسکرائے (القرآن) "وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔ جنت کی کچھ نعمتوں کا تذکرہ ناچیز محمد حسن فخری نے کیا ورنہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "(شب معراج) میں نے جنت میں اس قدر نعمتیں دیکھیں کہ اگر تمام زندگی ان کے اوصاف بیان کروں تو ختم نہ ہوں"

مہک دار ہوا

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا اگر وہ میرے تمہارے درمیان ہوتے ہوئے نکلے تو میں تمہاری طرف سے اس کے ساتھ نمٹ لوں گا اور اگر وہ اس وقت نکلے کہ میں تم میں موجود نہ ہوں تو ہر آدمی اپنی جانب سے دلیل قائم کرے اور اللہ میری طرف سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے گا وہ گھنگریالے بالوں والا اور پھولی آنکھ والا نوجوان ہے اس کو میں عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ جو تم میں سے اس سے ملے تو اس کے سامنے سوۂ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کرے اور دوسری روایت میں ہے کہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کہ یہ اس کے شر سے تمہارا تحفظ ہے۔ وہ شام و عراق کے وسطی راہ سے ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں

ہر جانب شر برپا کرے گا اللہ کے بندو! ایمان پر ثابت رہنا میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ وہ زمین پر کتنا عرصہ رہے گا آپ نے فرمایا چالیس یوم جن میں سے پہلا دن برس کے برابر، دوسرا مہینے کے برابر، تیسرا دن ہفتے کے برابر بقیہ ایام تمہارے دونوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہو گا کیا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی نمازیں کفایت کریں گی؟ آپ علیہ السلام کی جانب وحی فرمائے گا کہ میں نے جو اپنے بندے بچائے ہیں ان میں سے کسی میں لڑنے کی قوت نہیں۔ پس میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں۔ اسی دوران قوم یاجوج یاماجوج کو اللہ تعالیٰ خارج کر دے گا وہ زمین کے ہر بلند وبالا خطے سے بھاگتے، ہوئے ائیں گے ان کا اگلا گروہ بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزرے گا تو اس کا تمام پانی پی جائے گا اور جب آخری جماعت وہاں آئے گی تو کہے گی یہاں کبھی پانی ہوتا ہو گا۔ پھر چلتے ہوئے جبل قمر تک پہنچ جائیں گے جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے تو بھڑک ماریں گے کہ ہم نے اہل زمین کو ہلاک کر دیا اب آیئے آسمان والوں کو بھی ہلاک کر دیں۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لٹائے گا اللہ کا نبی اور ان کے ہمراہی برابر اسی حصار میں ہوں گے۔ حتیٰ کہ ان کے نزدیک بیل کی سری ایک سو دینار سے بھی بہتر ہو گی۔ تمہارے اس وقت کے لحاظ سے پس اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں (یاجوج ماجوج قوم کی) میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا اس کے ذریعے وہ تمام ایک شخص کی طرح ہلاک ہو جائیں گے جب حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین کی طرف آئیں گے تو زمین پر ان کی چربی اور بدبو سے ایک بالشت جگہ بھی خالی نہ

پائیں گے اس پر حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ کے حضور دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی طرح کی گردنوں والے پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا جبکہ مسلمان ان کی کمانوں، تیروں اور ترکشوں سے سات سال تک آگ جلانے کا کام لیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے مٹی کا دن کا خیمہ تک دھو دیا جائے گا حتی کہ زمین شیشے کی مانند صاف ہو جائے وہی پھر زمین کو کہا جائے گا کہ اپنے پھل اگا اور اپنی نے فرمایا نہیں بلکہ وقت کا پوری احتیاط سے تعین کر کے نماز ادا کی جائے کیا جائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! زمین میں اس کی تیزی کا عال کیا ہوگا؟ فرمایا تیز بادلوں کی طرح جس کو ہوا دھکیل رہی ہو۔ پس وہ ایک قوم کے پاس جا کر انہیں اپنے شرکی دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لے آئے گی۔ وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسا دے گا اور زمین اس کے حکم سے سبزہ اگا دے گی۔ شام کے وقت ان کے جانور آئیں گے تو ان کی کوہان اور نچی اور تھن دودھ سے لبریز ہوں گے پھر وہ دوسری قوم کے پاس جائے گا اور اسکو ترغیب دے گا وہ انکار کر دے گی وہ ان کے ہاں سے نکل جائے گا مگر اگلی صبح کو وہ قحط سے نڈھال ہوں گے ن کے مال میں سے ان کے پاس کچھ بھی نہ رہے گا۔ دجال بنجر جگہ سے گزرے گا تو اسے حکم دے گا کہ اپنے خزانے باہر نکال! تو اس کے خزانے اس طرح اس کے پیچھے لگ جائیں گے جس طرح کہ شہد کی مکھیاں ہوں پھر وہ ایک پر شباب شخص سے ملے گا اسے بلا کر اس کے تیر سے دو ٹکڑے کر کے تیر کی مسافت تک پھینک دے گا وہ ابھی اسی حالت میں ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے دو زعفرانی کپڑے پہنے ہوئے دمشق کے مشرق میں سفید مینارے پر نازل ہوں

گے۔ وہ اپنا قطروں سے ٹپکتا ہوا سر جھکائے ہوئے ہوں گے جب سر اوپر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مانند قطرے گریں گے۔ جس کافر کو ان کی خوشبو پہنچے گی وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ان کی خوشبو نگاہ کی وسعت تک پھیل جائے گی وہ دجال کو ڈھونڈیں گے حتیٰ کہ اسے باب لد کے قریب پا کر ہلاک کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ تمام لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنہ سے محفوظ کیا ہو گا وہ ان کے چہرے شفاف کریں گے اور اور ان کے جنت کے درجات سے انہیں آگاہ کریں گے اسی وقت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ برکت پھیر دے تو اس وقت ایک انار کو پوری قوم کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سائے کا کام لیا جائے گا اور دودھ میں برکت رکھ دی جائے گی حتیٰ کہ ایک اونٹنی پورے گروہ کے لیے کافی ہو گی اور گائے پورے قبیلے اور بکری پورے گھر کے لیے کافی ہو گی۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ کی طرف سے ایک مہک دار ہوا بھیجی جائے گی جو ان کو بغلوں کے نیچے سے لگے گی جو ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کر لے گی فقط مفسد لوگ باقی رہیں گے جو گدھوں کی طرح اختلاط کریں گے اور ان پر قیامت برپا کر دی جائے گی۔

(مسلم کتاب الفتن ذکر الدجال ۷۲۴۲)

کھانوں کی خوشبو آ رہی تھی

میں جو کہ علی بن عثمان اجلابی ہوں ایک دفعہ مجھے ایک واقع کا اتفاق ہوا یعنی میری باطنی منزل میں رکاوٹ لاحق ہو گئی۔ بہت مجاہدے کئے تا کہ میری وہ باطنی رکاوٹ ختم ہو جائے لیکن رکاوٹ ختم نہ ہوئی۔ اس سے پہلے بھی اسی قسم کا ایک واقعہ درپیش ہوا تھا تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر ہر چند ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ اور تین ماہ آپ

کے مزار مبارک پر رہا تاکہ میری مشکل حل ہو جائے۔ اور ہر روز تین بار غسل کرتا اس امید پر کہ میری رکاوٹ ختم ہو جائے لیکن وہ مشکل حل نہ ہوئی۔ میں نے وہاں سے خراساں کا ارادہ کیا اور اس ملک کے شہر کش کے ایک گاؤں میں رات کے وقت پہنچا کہ اس جگہ ایک مزار شریف تھا اور صوفیوں کی ایک جماعت تھی میں نے سنت کے مطابق کھردری گدڑی پہنی ہوئی تھی۔ اہل رسم کے سامان سے میرے پاس کچھ نہیں تھا سوائے کھونڈی اور کوزے کے۔ (اور) میں ان صوفیوں کی نظر میں بہت حقیر تھا۔ کسی نے مجھے نہ پہچانا وہ اپنی رسم کے مطابق کہہ رہے تھے کہ ہم میں سے نہیں ہے۔ سچی بات یہی ہے جو کہ انہوں نے کہی ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔ لیکن اس جگہ رات رہنے کے سوا یرے پاس کوئی چارہ بھی نہ تھا انہوں نے مجھے ایک بلند جگہ پر بیٹھا دیا اور خود مجھ سے بھی بلند جگہ بیٹھ گئے۔ ان کے مقابلہ میں میں زمین پر تھا تو انہوں نے میرے سامنے ایک خشک باسی روٹی سبز رنگ کی پھپھونڈی لگی ہوئی (جسے پنجابی میں اُلی لگی ہوئی کہتے ہیں) رکھ دی۔ اور وہ خود اعلیٰ قسم کے کھانے کھا رہے تھے مجھے ان کے کھانوں کی خوشبو آ رہی تھی اور اس بلند جگہ سے میرے ساتھ طنزیہ گفتگو کر رہے تھے جب وہ کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو خوبوزہ کھانا شروع کیا اور خربوزہ کے چھلکے میرے سر پر پھینکنے شروع کر دیئے اور وہ اپنے حالی کیفیت کی وجہ سے جھے حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا یا اللہ اگر یہ تیرے دوستوں کے لباس میں نہ ہوتے تو میں انہیں کھینچتا۔ اور ہر گھڑی ہر لمحہ ان کا طعن مجھ پر زیادہ ہو رہا تھا (اور) میرا دل اس میں بہت خوش ہو رہا تھا۔ حتیٰ کہ ملامت کے اس وزن کو کھینچنے کی وجہ سے میری جو رکاوٹ حل نہیں ہو رہی تھی وہ فوراً حل ہو گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہو گیا کہ اولیاء اللہ اپنے ساتھ جاہلوں کو کیوں رکھتے ہیں اور ان کے بوجھ کو کس لیے کھینچتے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملامت کے تمام احکام تحقیق کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں۔ واللہ اعلم

کشف المحجوب کی ایک حکایت میں ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان ایک سال حج کے لیے آیا اور طواف بیت اللہ سے فارغ ہو کر استلام حجر اسود کو چلا، مگر انبوہ خلق کی وجہ سے اسے راستہ نہ ملا، خدام عرب نے اس کی لیے کرسی لگا دی۔ وہ بیٹھا اور خطبہ کرنے لگا۔ اسی اثناء میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو آپؓ کے روئے انور سے چاند کی طرح روشنی پھیل رہی تھی اور رخسارۂ مبارک سے نوتاباں تھا اور لباس معطر کے عطر بیزی سے راستہ مہک گیا، اول پؓ نے طواف بیت فرمایا پھر جبکہ پؓ حجر اسود کے پاس پہنچے تو لوگوں نے آپؓ کو تشریف لاتے دیکھ کر تعظیماً راستہ صاف کر دیا اور آپؓ با آسانی حجر اسود کے بوسہ کو تشریف لے گئے۔ ہشام آپ کی یہ ہیبت اور سطوت دیکھ رہا تھا۔ ایک شامی نے ہشام سے پوچھا اے امیر المؤمنین یہ عزت اور عظمت والا کون ہے کہ تجھے حجر تک لوگوں نے راستہ نہ دیا، حالانکہ امیر المؤ مین تو ہے اور یہ جواب رعنا حسین وجمیل کون ہے کہ وہ جب آیا تمام لوگ حجر اسود سے ایک طرف ہٹ گئے اور صرف اس کے لیے راستہ حجر اسود خالی کر دیا؟

ہشام اگرچہ جانتا تھا مگر محض اس خیال سے کہ شامی لوگ انہیں پہچان کر ان کے ساتھ عقیدت نہ کریں اور اس کی امارت و ریاست میں کہیں فرق نہ آ جائے، کہنے لگا میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔ اتفاقاً فرزدق شاعر وہاں کھڑا تھا۔ کہنے لگا ہشام! تو نہ جانتا ہو گا مگر میں انہیں خوب جانتا ہوں۔ شامیوں نے کہا: ابو فارس! بتا یہ کون ہیں تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ اتنی شان و شکوہ والا جوان آخر کون ہے؟ فرزدق نے کہا: میں ان کے صفات جمیلہ تمہیں سناتا ہوں، پھر برجستہ فرزوق نے یہ اشعار آپ کی مدح میں سنائے:

خوشبوئے بہشتی مور

حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں معراج کی بات حوروں کو دیکھا کہ جن کا چہرہ چار رنگوں سے بنا تھا۔ سفید، سبز، زرد اور سرخ، ان کے پاؤں زعفران، جسم مشک و عنبر سے بنائے گئے تھے اور ہر حور کے ماتھے پر اس کے جنتی خاوند کا نام لکھا تھا۔ جنت عدن کی ایک نہایت خوبصورت حور سے جبریل امین نے پوچھا؟ ''تو کس کے لیے پیدا کی گئی ہے'' اس نے کہا ''میں اس شخص کے لیے پیدا کی گئی ہوں جو اپنی خواہش اللہ کی رضا پر قربان کر دے۔ (ماہنامہ السعید ملتان شمارہ مارچ اپریل ۲۰۱۶ء صفحہ ۳۷)

مشک و عنبر کی تخلیق

صحابہ کرام نے حضور نبی رحمت ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ مشک تو ہرن کے نافہ سے حاصل کیا جاتا ہے اس میں یہ خوشبو کس طرح پہنچی؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا بیشک مشک دینے والا جانور اقسام ہرن سے ہے اس نے ان پتوں میں سے کچھ کھایا تھا جس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کے نافہ میں مشک پیدا فرما دیا اور اس کی نسل میں آج تک باقی ہے۔ صحابہ کرام نے دریافت فرمایا یا رسول اللہ مشک خطہ زمین کے کن اطراف میں پیدا ہوتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا تین علاقوں کے علاوہ کہیں نہیں پایا (۱) سرزمین ہند (۲) اطراف سندھ (۳) اور تاتار کے علاقہ میں صحابہ نے عرض کیا کہ عنبر تو بحیری جانور سے حاصل ہوتا ہے کیا اس نے بھی بہشت کا پتا کھایا تھا اور بحیری جانور کی غذا پتا کس طرح ممکن ہے۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا، ہے تو ایسا ہی کہ عنبر سمندری جانور سے حاصل ہوتا ہے۔ رہا معاملہ اس کے پتا کھانے کا تو اس سلسلہ میں بات یہ ہے کہ یہ جانور پہلے خشکی کا تھا اور سرزمین ہند کے جنگلوں میں چرتا تھا وہیں اس نے یہ پتا کھایا تھا۔ لیکن بعد میں جبرئیل

امین نے اس کو سمندر کی طرف ہانک دیا اور پانی میں ڈال دیا اور اب یہ سمندری جانوروں میں سب سے بڑا جانور ہے۔

چنانچہ اس کے پر ہزار گز لانبے ہیں اور جب کبھی وہ عنبر ڈالتی ہے تو وہ ہزار ہزار اور پانچ پانچ سو رطل ہوتا ہے۔ رطل نصف صاع کے برابر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم اور نصف صاع سوا دو شیر کا ہوتا ہے پاکستانی پیمانوں میں۔ (معارج النبوت جلد اول صفحہ ۴۵۶)

میانی صاحب قبرستان کے گورکن کے چشم کشا انکشافات

محترم حضرت حکیم صاحب السلام علیکم! آپ کا جریدہ ''عبقری'' میں کافی عرصہ سے پڑھ رہا ہوں، اس کے مضامین بہت دلچسپ، روحانیت سے بھرپور اور نصیحت آمیز ہوتے ہیں۔ طرز تحریر اتنا دلچسپ ہوتا ہے کہ لوگوں کی توجہ مذہب کی طرف ہو جاتی ہے۔ لاہور کے میانی صاحب قبرستان میں اپنے عزیز و اقارب کی قبروں پر اکثر جایا کرتا ہوں اور فاتحہ خوانی کرتا ہوں، قبروں پر صفائی اور ان کی دیکھ بھال کے لیے ایک نیک دل آدمی شوکت ٹھیکیدار سے ملاقات رہتی ہے۔ ایک دن ان سے گفتگو ہو رہی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جدی پشتی اس کام سے وابستہ ہے اور رات کو قبرستان میں ہی سوتے ہیں۔ میں نے جب اس سے پوچھا کہ آپ کو رات کو قبرستان میں رہتے ہوئے خوف نہیں آتا تو اس نے جواب دیا کہ ہم عادی ہو گئے ہیں اور خوف کس چیز کا؟ میں نے اس سے پوچھا کہ اتنے عرصہ سے قبریں کھود رہے ہو اور یہ تمہارا آبائی کام ہے۔ اس حوالے سے کوئی واقعہ اور کوئی بات سناؤ۔ اس نے کہا کہ میرے بزرگ بھی بتایا کرتے تھے اور میں نے بھی محسوس کیا ہے کہ جب کوئی بہت نیک اور اللہ والی شخصیت آتی ہے تو ہمیں قبر کھودتے وقت کوئی جسمانی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ زمین بڑی آسانی سے کھد جاتی ہے۔ زمین میں سے اکثر خوشبو آتی ہے۔ جب کوئی

گنہگار آتا ہے تو زمین بڑی مشکل سے کھدتی ہے اور بڑی جسمانی محنت کرنا پڑتی ہے۔ بعض قبور ایسی ہیں کہ ہمیں دن کی روشنی میں بھی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے دہشت اور خوف کا احاس ہوتا ہے۔ اپنا ناقابل فراموش واقعہ سناتے ہوئے اس نے بتایا کہ چند سال پہلے رمضان المبارک کی ایک مبارک رات کو صرف چند لوگ ایک جنازہ لے کر آئے۔ دفن کر کے چلے گئے۔ اس کے بعد کافی عرصہ تک اس قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے کوئی نہیں ایا۔ قبر کچی تھی بارشوں کی وجہ سے بالکل شکستہ حال ہو چکی تھی۔ ایک روز میں نے سوچا کہ اس قبر پر کوئی آتا بھی نہیں ہے، قبر بھی کچی ہے، اس کو میں مسمار کردوں گا اور اس کی جگہ کسی اور کو دفن کردوں گا۔ اسی جذبہ کے تحت جب میں نے قبر کو کھودا تو دیکھا کہ وہ ایک عورت کی قبر ہے۔ قبر میں سے انتہائی خوشگوار خوشبو کا جھونکا نکلا، اس عورت کی لاش بالکل تازہ تھی جیسے ابھی ابھی دفن کیا ہے۔ میں نے جلدی سے قبر کو بند کیا اور اس قبر کی حالت درست کی۔ اب بھی وہ قبر موجود ہے اور میں اکثر گزرتا ہوا اس قبر پر فاتحہ خوانی کرتا ہوں اور پانی وغیرہ کا چھڑکاؤ کرتا رہتا ہوں۔ مزید بتانے لگے جب ہم پرانی قبر کو کھودتے ہیں تو اس میں سے بڑی سخت بدبو آتی ہے لیکن اس عورت کی قبر سے جو خوشبو آئی وہ خوشبو میرے دماغ میں کافی عرصہ تک بسی رہی۔ مزید بتایا کہ ایک روز میں حسب معمول قبرستان میں سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ اسی عورت کی قبر پر ایک بڑا سوٹ بوٹ پہنے "باؤ" آدمی اور سر پر فلیٹ ہیٹ پہنے ہوئے قبر پر فاتحہ خوانی کررہا ہے اور قبر پر پھولوں کا گلدستہ پڑا ہے۔ میں اس قبر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا جب وہ آدمی فاتحہ خوانی سے فارغ ہوا تو میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا بھائی! یہ کس کی قبر ہے؟ کیونکہ اس قبر پر کوئی نہیں آتا۔ آج میں نے پہلی مرتبہ کسی کو اس قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا کہ یہ میری بیوی کی قبر ہے۔ چونکہ میں

پاکستان سے باہر ہوتا ہوں اس وجہ سے اس کی قبر پر نہیں آ سکتا۔ آج کل میں یہاں آیا ہوں تو فاتحہ خوانی کے لیے آ گیا۔ میں نے اس کو ساری بات بتائی اور پوچھا کہ اس نے کونسا ایسا عمل کیا تھا جس کی وجہ سے اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور قبر نور اور خوشبو سے بھری ہوئی ہے۔ اس آدمی نے جب یہ بات سنی تو زار و قطار رونا شروع کر دیا اس نی جو کہانی سنائی اس کے مطابق میں جوانی میں تعلیم حاصل کرنی یورپ چلا گیا، وہاں تعلیم مکمل کی اور ملازمت کر لی، جب میں پاکستان اپنے والدین سے ملنے آتا تو میرے والدین مجھ پر زور دیتے کہ سادی کرلو، تمہاری منگنی بچپن سے تمہاری خالہ کے گھر کر دی تھی۔ وہ تقاضا کر رہے ہیں۔ میں ہر دفعہ انکار کر دیتا۔ ایک دفعہ جب میں یورپ سے پاکستان آیا تو والدین نے کہا کہ اس دفعہ تم نے شادی نہ کی تو ہمارا تمہارا کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔ والدین نے مجھے اتنا مجبور کیا کہ مجھے شادی کرنا پڑی۔ مین والدین کو سمجھاتا رہا کہ کچھ مجبوریوں کی وجہ سے میں شادی نہیں کر سکتا، میری بہت بڑی مجبوری ہے۔ لیکن والدین نے میری شادی کر دی۔ شادی کی پہلی رات میں نے اپنی بیوی کو بتا دیا کہ میں تمہارے فرائض پوری طرح سرانجام نہیں دے سکتا۔ تم میری طرف سے آزاد ہو، تم اپنی مرضی سے جہاں چاہوں شادی کر سکتی ہو۔ میں تمہارا گنہگار ہوں۔ اس نے کہ کہ اگر یہی میری قسمت میں تھا تو میں اس پر راضی ہوں۔ میں پوری زندگی تمہارے ساتھ گزارنے کو تیار ہوں۔ اسلام میں جو بیوی کو اس کے شوہر کے لیے "مجازی خدا" تصور دیا ہے اس نی پورا کر دکھایا۔ کبھی میری اتنی بڑی کمزوری کا ذکر کسی سے نہیں کیا اور نہ ہی کبھی مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی۔ والدین جب اولاد کا ذکر کرتے تو ہم ڈاکٹروں کو پیسے دے کر غلط رپورٹ بنوا لیتے جس میں دونوں کو ٹھیک قرار دیا گیا ہوتا۔ اس نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا۔ پاک دامنی، عبادت گزاری، غریبوں کے کام آنا اور فلاحی کاموں میں سب سے آگے رہتی۔ یہ وہ تمام

خوبیاں تھیں جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے انعام دیا۔اس دنیا میں بھی وہ سرخرو ہوئی اور اس دنیا میں بھی۔اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند کرے۔اس کے علاوہ اس نے بتایا کہ یہ دنیا واقعی ایک کھیتی ہے یہاں جو بوؤ گے آخرت میں وہی پاؤ گے۔اب تو ہمیں اتنا تجربہ ہو گیا ہے کہ میت کو دیکھ کر اندازہ لگ جاتا ہے کہ اس نے زندگی کیسی گزاری ہے۔؟

بہشت کی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوائیں

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات طبقات سمٰوات میں ایک وادی میں پہنچا۔وہاں میں نے خوشبودار اور ٹھنڈی ہوا محسوس کی۔میں نے جبریل امین سے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ بہشت کی ہوا ہے۔اسی اثناء میں، میں نے سنا بہست کہہ رہا تھا۔

ترجمہ: یعنی خداوند! جو کچھ تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے مجھے عطا کر، عبقری و استبرق، حریر اور سندس وغیرہ کے لاتعداد لباس جمع ہو گئے ہیں۔یہ بہشت حق سبحانہ وتعالیٰ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا۔فرمایا تمام مسلمان مرد اور عورتیں جو شخص مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا ہے اور اعمال صحابہ ادا کیئے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور میرے بغیر کسی کو کارساز نہیں بنایا اور ہر وہ شخص جو مجھ سے ڈرا اور میرے عذاب سے خوف زدہ ہوا اسے میں اپنے امن وامان کی دولت اور لطف واحسان کی سعادت سے سرخیاب کروں گا۔جو شخص مجھ سے حاجت اور مراد طلب کرے گا میں اسے دوں گا۔اور جو مجھے قرض دے گا میں ادا کروں گا۔جو شخص مجھ پر بھروسہ کرے گا میں اس کو مہم کے لیے کافی ہوں گا انا اللہ لا الہ الا انا لا اخلف المیعاد جب یہ خطاب حق سبحانہ وتعالیٰ سے سوا بہشت نے جواب دیا قدرضیت میں یقیناً خوش ہو گئی۔

اہل اشارات نے کہا ہے کہ اس سوال وجواب میں یہ حکمت تھی کہ جنت نے اپنے اشتیاق کو جنتی لوگوں کے لیے آنحضرت ﷺ کو بتا دیا کہ بہشت بہشتیوں سے زیادہ انکا مشتاق ہے۔(معارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۵۶)

گیارھواں باب:

گوشہ فاروقی

اس باب کے لیے صاحب طرز ادیب، بزرگ عالم دین حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی علیہ الرحمہ کی کتاب "نسیم بطحا" سے مواد حاصل کیا گیا ہے۔

☆ ایک عرب عاشقِ رسول ﷺ کی محفل میں

☆ مکہ مکرّمہ کی گلیوں کی رعنائیاں

☆ پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں

☆ تیری محفل میں بیٹھنے والے کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

☆ شہرِ محبت میں ایک سعودی شہزادے کی محفلِ نعت

☆ جدہ میں زائرین حرم کا ایک میزبان

☆ پھر دیکھو مجھے "شہرِ محبت" نے بلایا

☆ مدینہ میں امہات المومنین کے حجرے

ایک عرب عاشقِ رسول ﷺ کی محفل میں

الحاج محمد اسحاق نوری نے بتایا کہ ''اُحد'' کے دامن میں ایک وسیع اور خوبصورت باغ ہے۔ جس میں کھجوروں کے جھنڈ، ہمارے پیارے نبی ﷺ کے زمانے کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔ اس باغ میں ایک عاشق رسول عادل العزام الفہمی اپنے ان سرسبز باغوں میں حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم ﷺ کی محفل نعت منعقد کرتا ہے۔ آج رات ہم سب وہاں رات گزاریں گے۔ عشاء کی نماز اور تراویح حرم نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں ادا کرنے کے بعد ہمارا قافلہ ''وادی اُحد'' کے اس دامن میں پہنچا جہاں الشیخ عادل العزام نے محفل نعت کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ محفل کیا تھی رنگ و نور کا رَت جگا تھا۔ کم و بیش پانچ سو ہندی، بنگلہ دیشی اہلِ ذوق ''اشراف مدینہ'' کا مجمع تھا۔ اس محفل میں ترکی، مصری، سوڈانی، یمنی، مکی، مدنی اور پاکستانی نعت خوانوں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ منقش قالینوں پر اہلِ ذکر کا بڑا وسیع حلقہ صلوٰۃ و اسلام میں مشغول تھا۔ ہم نو واردان مجلس نعت اس روحانی محفل کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ یہ ''کوہ احد'' کا کنارہ پھر ''وادی احد'' کا خوبصورت دامن پھر وادی میں سرسبز باغ پھر باغ کے ایک محل میں اہل عشق و محبت کا یہ اجتماع، نجدیوں کا دور، اللہ اللہ دل جھوم جھوم جائے ہے۔ مجھے نوری صاحب نے بتایا کہ الشیخ عادل العزم الفہمی شاہی خاندان کے فرد ہیں۔ ارب پتی نہیں کھرب پتی ہیں۔ عاشق رسول ہیں ہر ہفتہ اپنے گھر میں محفلِ میلاد کا انعقاد کراتے ہیں۔ اور ہر ماہ اپنے اس باغ میں محفلِ ذکر رسول کا ساری رات اہتمام ہوتا ہے۔

ہم محفل میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے صاحبزادہ سیّد محمد عرفان شاہ مشہدی، مولانا عبدالتواب اچھروی، صاحبزادہ محبّ اللہ نوری بصیرپوری اور ان کے شاگردان رشید، سیّد حسن نوری گیلانی، ان کے نوری درویشوں کی پوری جماعت، مدینہ منورہ میں مقیم پاکستانیوں کی ایک جماعت محمد عبدالرزاق، حاجی محمد اسحاق نوری اور ان کے عزیز صاحبزادہ سلیم حماد (سجادہ نشین دربار عالیہ داتا گنج بخش لاہوری) اور راقم السطور (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اس محفل ذکر رسول کا حصہ بن گئے۔ عرب نعت خوانوں نے اپنے لحن داؤدی اور نطقِ عرب میں حضور کی بارگاہ میں عربی میں ایمان افروز نعتیں پڑھیں۔ آدھی رات ہوئی تو ایک مختصر سا وقفہ ہوا۔ الشیخ عادل فہمی کے جواں سال بیٹے مہمانوں کی خاطر و مدارات اور مجلس کے انتظام و انصرام میں چاک و چوبند نظر آتے تھے۔ ایک لمحہ گزرا تو خادمانِ محفل نے دستر خوان بچھا دیئے۔ خوشبودار قہوے کے فنجان اور عجوہ کھجوروں کے بھرے ہوئے طباق، مہمانوں کے سامنے تھے۔ ''اشربوا الحلیب وصلوا علی الحبیب'' کا منظر تھا۔ ایک ایک پیالی پینے سے تھکاوٹ اور نقاہت دور ہوگئی۔ دستر خوان سمٹ گئے تو صلوٰۃ و سلام پڑھنے لگا۔ ہمارے شیخ الحاج محمد اسحاق نوری اور ان کے چند ساتھی بھی شریک حلقہ تھے سبحان اللہ یہ نوری محفل، یہ روحانی مجلس، یہ نورانی چہرے یہ زکر واذکار کے حلقے۔ پھر اشراف عرب ایک وسیع حلقہ میں کھڑے ہو کر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں صلوٰۃ و سلام پیش کر رہے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام اختتام کو پہنچا تو دعا کی محفل شروع ہوئی۔ اس محفل میں میزبان مجلس الشیخ عادل العزام الفہمی مدظلہ العالی اپنے جسمانی حسن و جمال اور عربی خوش لباسی کی عمدہ مثال بن کر نہایت عجز و انکساری سے حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنے والوں میں گل سرسبد نظر آ رہے تھے۔ یہ محفل سرزمین حجاز میں نجدی شرتوں سے دور اور وہابی مطوؤں سے بے نیاز شرک و بدعت کے فتوؤں سے جدا اپنا نورانی اور روحانی رنگ برپا کیے ہوئے تھے۔ سحری کا

وقت ہوا، سحری کا اہتمام ہوا، وسیع دستر خوان بچھ گئے، عربوں کے انداز میں قسم قسم کے کھانے چن دیئے گئے۔ خوبصورت اور خوشبودار چاولوں کے طباق مرغ مسلم کے بجائے بزغالہ مسلم پھر طرح طرح کے کھانے ماشاء اللہ لطف آ گیا۔ پاکستان میں رہ جانے والے کئی خوش ذوق ساتھی اس وسیع دستر خوان پر بڑے یاد آئے۔ اور انہیں ایصال ثواب کے طور پر یاد کر کے ہم کھاتے گئے۔ اور مدینہ پاک کی وادی احد میں دعوت سحری اڑاتے رہے۔ دعوت سحری ختم ہوئی میزبان کی خوبصورت کاروں پر تمام مہمان نماز تہجد کے لیے بارگاہِ نبوی میں پہنچا دیئے گئے۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

مکہ مکرّمہ کی گلیوں کی رعنائیاں

مجھے اپنے ساتھی صاحبزادہ میاں سلیم حماد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اسی محلّہ مسفلہ میں قیام کا موقع ملا۔ عمرہ کی سعادت کے لیے دوروز قیام کیا۔ ناظم مکان (نام لکھنے سے معذرت) کی خدمت میں کرایہ پیش کیا، اس نے ایک دلنواز تبسم کے ساتھ کرایہ نہ لیا اور مدینہ منورہ سے واپسی پر لینے کا وعدہ کیا۔ واپس آئے تو اسی میزبان عزیز نے خندہ پیشانی سے ایک ایئر کنڈیشنڈ کمرہ مہیا کیا، جس میں تمام ضروری سہولتوں کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی چیزیں بھی مہیا کردی گئیں۔ ہمارا دو ماہ تک قیام اسی میزبان عزیز کے پاس رہا۔ اب ہم نے خالد بن ولید روڈ پر ایک نیا مکان لیا اور اپنے دوست کو کرایہ پیش کیا۔ تو اس نے پھر مسکرا کر لوٹا دیا اور کہا کہ آپ آئندہ حج کو آئیں گے تو کرایہ لے لیں گے، اب ان مکی لوگوں کو میں کیا کہوں کہ یہ مہمان نوازی کی ادا ہے یا "آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا" کا اثر ہے۔

مکہ کے ایک شیخ ہیں (نام لکھنے سے معذرت) ان کی نظر التفات کا کن الفاظ میں ذکر کروں اور جمعۃ المبارک کی عالی الصبح میری قیام گاہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے ایک محلے میں اشراف مکہ کا ایک اجتماع ہے جہاں قصیدہ بردہ کا ختم پڑھا جائے گا، شرکت کی سعادت حاصل کرو۔ وضو کیا، تیار ہوا، جبہ و دستار سجائے گئے اور اس طرح میں شیخ العجم بن کر شریک مجلس ہوا۔ یہ مجلس ایک خوبصورت محل میں منعقد تھی، جہاں اشراف مکہ حلقہ باندھے بلند آواز میں قصیدہ بردہ شریف پڑھ رہے تھے۔ نجدیوں کے مقبوضہ شہر مکہ میں علامہ بوصیری کے

قصیدہ بردہ کا بلند آواز سے ذکر میرے لیے حیران کن تھا۔ مجھے بھی قصیدہ بردہ کا ایک نسخہ عطا ہوا۔ سب کے ساتھ ہم آواز ہو کر پڑھتا رہا۔ درمیان میں چند لمحے خاموشی ہوئی تو میزبان گرامی کے خادمین خوشبودار قہوے کی پیالیاں مدنی باغوں کی کھجوروں کے ساتھ پیش کر رہے تھے۔

دوسرا دور شروع ہوا تو پھر قصیدہ بردہ کا ورد جاری ہوا۔ عاشقان رسول کی یہ محفل درود و سلام کی برکتوں کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔ میر مجلس کے اشارہ اَبرو کی اجازت کے ساتھ میں نے ٹوٹی پھوٹی عربی میں مجلس، اہل مجلس اور ناظم مجلس کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ پھر اپنے ترجمان کی وساطت سے پاکستان میں قصیدہ بردہ کی مقبولیت، قصیدہ بردہ کی اشاعت وطباعت، قصیدہ بردہ کی شرحوں کی تفصیل، قصیدہ بردہ کی مجالس کا تذکرہ، قصیدہ بردہ کا اہل محبت میں بطور وظیفہ پڑھنے کے طریقوں پر گفتگو کی۔ میزبان گرامی (اسم گرامی دیدہ دانستہ نہیں لکھا جا رہا) نے فقیر نوازی کرتے ہوئے اپنے پاس بلایا، سر کو چوما، اھلاً وسھلاً فرمایا اور اپنے پہلو میں بٹھا کر بے پناہ مسرت کا اظہار کیا۔ پاکستان میں عاشقان رسول کا تذکرہ سن کر بڑے خوش ہوئے۔ اب ہم لوگ کھانے کے کمرے میں پہنچے۔ عربوں کی روایت کے مطابق وسیع دستر خوان بچھا ہوا تھا۔ تمام مہمان بیٹھ گئے تو میزبان گرامی نے مجھے طلب فرما کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور تفضّل یا شیخ کی کرم نوازی کی۔

کھانا کھانے کے بعد چند مخصوص احباب کو ایک کمرے میں طلب کیا گیا اور باقی حضرات کو رُخصت عنایت کی گئی۔ اس کمرے میں راقم کو بھی شرف باریابی بخشا گیا۔ سرزمین عرب پر عاشقان رسول کی ایسی مجالس، جو مختلف اوقات میں صلوۃ وسلام سے معمور ہوتی ہیں، کی تفصیلات سے متعارف کرا کے خوش کام کر دیا۔

نور کی سرکار میں بٹتا ہے باڑا نور کا

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں
پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں
اے قافلے والو! کہیں وہ گنبدِ خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

رمضان المبارک اللہ کی رحمتوں، برکتوں اور بخششوں کا بے حد وشمار سامان لے کر آتا ہے۔ ہر مسلمان کو ان رحمتوں، برکتوں اور بخششوں سے حصہ ملتا ہے۔ اسی مبارک مہینے میں پاکستان سے ہزاروں لوگ شہرِ محبت ''مدینہ منورہ'' کا رخ کرتے ہیں اور دربارِ نبوی کی حاضری سے مشرف ہوتے ہیں۔ یہ سفر ''عمرہ'' کا ہوتا ہے۔ مگر

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

اس سال بھی ایک لاکھ سے زیادہ پاکستانی مسلمان دربارِ نبوی میں حاضری کے لیے طائرانِ قدس کی طرح ہوا کے دوش پر سوار ''جدہ'' اترے۔ کعبۃ اللہ میں ''عمرہ'' کیا، پھر قافلہ در قافلہ مدینہ منورہ پہنچے اور بارگاہِ رسول میں کھڑے ہو کر اشکبار آنکھوں کے دامن پھیلاتے ہوئے۔

ترحم! یارسول اللہ ترحم!

پکارتے رہے۔ ہزاروں لوگ ''مسجد نبوی'' میں معتکف ہو جاتے ہیں اور

ہزاروں شہرِ رسول کے بازاروں، گلیوں، محلوں اور وادیوں کی ہواؤں اور فضاؤں میں صبح سے شام کرتے ہیں۔

تیرے کوچے ہر بہانے میرا دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا، کبھی اس سے بات کرنا

ہم مسجدِ نبوی میں اعتکاف تو نہ بیٹھ سکے، مگر شہرِ محبت کے گلی کوچوں میں گھومنے والوں کے ساتھ مل کر چکر لگاتے رہے۔

ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

آج ہم انہی گلی کوچوں میں سے ہوتے ہوئے آپ کو ایک ایسی محفل میں لے جانا چاہتے ہیں جہاں ذکرِ نبی اور نعتِ نبی کے انوار برس رہے تھے۔ یہ ''جنت البقیع'' کی دیوار ہے۔ آپ میرا ہاتھ پکڑے ''جنت البقیع'' کی جنوبی دیوار کے ساتھ ساتھ قدم بڑھاتے چلیں اور سر اٹھا اٹھا کر نظریں ''جنت البقیع'' کے اس میدان میں ڈالتے چلیں جہاں عشق و ایمان کے خزانے دفن ہیں، جہاں شمع محبت رسول کے پروانے دفن ہیں، جہاں رسول اللہ کے جانباز دفن ہیں، جہاں رسول اللہ کے جانباز دفن ہیں، جہاں عثمان دفن ہیں، جہاں سیدہ عائشہ دفن ہیں، جہاں حسن دفن ہیں، جہاں زین العابدین دفن ہیں، جہاں حضور کے ستر ہزار صحابہ دفن ہیں، اور جہاں امت رسول کے لاکھوں پاکباز دفن ہیں۔ رضی اللہ علیہم اجمعین ونور اللہ تعالیٰ مراقدھم۔

چلتے چلتے آپ کی نظریں آپ کے قدموں کا ساتھ نہیں دیں گی اور آپ کا دل چاہے گا کہ ''جنت البقیع'' کی دیوار کے سہارے رک جائیں۔ یہاں ہی کھڑے رہیں اور ایمان ویقین کے ان خزانوں کو دیکھتے رہیں جو صدیوں سے اس سرزمین میں آسودہ خاک ہیں۔

پایم بہ پیش زیں سر کو برنمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست!

''جنت البقیع'' کی جنوبی دیوار سے ہٹ کر مدینہ پاک کے اس محلے میں لے چلوں گا جہاں محفل نعت گرم ہے۔ آپ میرے ساتھ مدینہ پاک کی ان تنگ گلیوں، ان خوشبودار کوچوں، ان ٹھنڈی کھجوروں کے سایہ والی راہوں میں سے گزرتے ہوئے قدم بڑھاتے چلیں۔ آپ کو شہر محبت کی ان گلیوں میں ایسے لوگ صدا لگاتے ہوئے ملیں گے جو ''حسن رضا بریلوی'' کی زبان بن کر آواز لگاتے محسوس ہوں گے۔

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے دل بے قرار ہم بھی ہیں
ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا
تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں
کھلا دو غنچۂ دل صدقہ اپنے دامن کا
امیدوار نسیم بہار ہم بھی ہیں
تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ راہ گزر ہم بھی ہیں
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک رسول
تو پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

آپ کوئے حبیب کے ان فقیروں کی دل نواز صداؤں کو سنتے جائیں اور آگے بڑھتے جائیں۔ آپ کو اس شہرِ محبت میں ایسی گلیاں، ایسے کوچے اور ایسے نظارے قدم قدم پر ملیں گے اور ان گلیوں اور محلوں میں بسنے والے بڑے نورانی چہرے دکھائی دیں گے۔

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمایل، یہ عبائیں، یہ قبائیں!

ان گلیوں میں کون ہے جو مچل مچل نہیں جاتا، ان کوچوں میں کون ہے جو رک رک نہیں جاتا، ان راہوں میں کون ہے جو تڑپ تڑپ نہیں جاتا، ایسا کیوں نہ ہو......

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور کہیں منگتے کا بھلا ہو

منگتا تو پھر منگتا ہے کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

دے ڈالیے اپنے لب جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل درد ''حسن'' کی بھی دوا ہو

آپ میرے ساتھ قدم بڑھاتے جائیں۔ ان منگتوں، ان فقیروں، ان امیروں اور ان شاہوں کو سلام کرتے آگے بڑھتے جائیں ہم نے تو سرکار کی محفل نعت میں جانا ہے۔ ایک گلی ختم ہوئی دوسری میں پہنچے اور آگے بڑھے وہ سامنے دوسری گلی میں میری قیام گاہ ہے۔ وہ دروازہ دیکھیں اس کے پاس ہی ایک کتا بیٹھا ہے مگر آپ اس کتے سے ڈریں نہیں، یہ کتا کاٹے گا نہیں، یہ کتا بھونکے گا نہیں، یہ کتا غرائے گا نہیں۔ یہ مدینہ منورہ کی گلی کا کتا ہے، یہ شہرِ حبیب کا کتا ہے، یہ طیبہ کا کتا ہے۔ ہم تو چند دنوں کے لیے آئے ہیں مگر اس خوش بخت کتے نے تو ان گلیوں میں زندگی گزار دی ہے۔

سگت را کاش ''جامی'' نام بودے!

ایک دروازہ کھلا۔لو ہم ایک ایسی محفل میں آ گئے جہاں روشنیوں کی بہار ہے۔یہ ایک کھلا اور وسیع کمرہ ہے۔نرم نرم منقش قالینوں کا فرش ہے اور اس پر علمائے دین، مشائخ کرام، زائرانِ مدینہ اور نعت خوانوں اور عندلیبانِ رسول کی ایک خاصی تعداد جلوہ فرما ہے۔محمد اسحٰق نوری صاحب کو خدا خوش رکھے۔یہ ہر سال مدینہ منورہ آتے ہیں اور عاشقانِ رسول کو چن چن کر اکٹھا کرتے ہیں اور ساری ساری رات مجلسِ نعت میں بیٹھنے کا موقع دیتے ہیں۔اس مجلس میں پاکستان سے آئے ہوئے صاحبزادہ سید عرفان شاہ صاحب مشہدی آف بھکھی شریف بیٹھے ہوئے ہیں۔مولانا عبدالتواب صدیقی جلوہ فرما ہیں۔صاحبزادہ محبّ اللہ صاحب نوری آف بصیر پور رونق افروز ہیں۔مولانا محمد اکرم رضوی آف کامونکی موجود ہیں۔میرے عزیز عبدالمجید صاحب فاروقی، عبدالرشید صاحب فاروقی، جو ابوظہبی سے آئے ہوئے ان کے ایک دوست جناب شمیم صاحب اور ان کے بیٹے موجود ہیں۔قاری محمد سلیم نعیمی گجرات سے پہنچے ہیں۔مولانا تنویر احمد صاحب مسقط سے آ کر اس محفل کی رونق بنے ہیں۔بلبلِ مدینہ منورہ جناب الیاس زاہد بھی محفل کے ایک گوشے میں بیٹھے ہیں۔بصیر پور سے آئے ہوئے سعد اللہ صاحب نوری بھی دکھائی دے رہے ہیں۔پھر اس محفل کے ''رئیس محفل''، کراچی کے مشہور نعت خواں جناب ''قمر انجم'' ستاروں کے جھرمٹ میں ''قمر'' بن کر جلوہ فرما ہیں۔اس ایک مجلس میں بیٹھے کس کس کا نام لکھوں! کس کس کا نام لوں! کس کس کی بات کروں! ہاں

تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں!

نوری صاحب عاشقِ رسول ہیں۔اور مدینہ پاک میں ہر سال آتے ہیں۔آج کی مجلس کا اہتمام انہیں کے حسنِ اہتمام کا نتیجہ ہے۔دو مدنی بچے (عبدالقادر اور محمد رمضان). مائیک کے سامنے آئے۔بڑے پیارے لہجہ میں قرآن پاک کا ایک ایک رکوع سنایا اور اس طرح اس مجلس کا آغاز ہوا اور ٹیپ ریکارڈروں کے سینے کھل گئے۔نوری صاحب نے مجھے

تعارفی نوٹ دے کر مائیک کے سامنے لا بٹھایا۔ اللہ! اللہ! میں اور شہرِ محبت کی مجلس نعت، میں اور ثناء خوانانِ رسول کا تعارف، میں اور گنبدِ خضریٰ کے سائے میں سٹیج سیکرٹری!

سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم!

ابھی چند تعارفی جملے کہہ پایا تھا کہ ''قمر انجم'' نے میری جھجک، میری لجاجت، میری ''زبان بندی'' کو پالیا اور اپنی مترنم آواز سے نعت کا آغاز کیا۔ قمر انجم ہر زبان، ہر لہجہ اور ہر انداز میں نعت کہتے ہیں اور سناتے ہیں۔ وہ حضور کی بارگاہ میں ہمارے تڑپتے دلوں کی ترجمانی کرتے گئے۔ ہمارے احساسات کو نعتوں کے الفاظ بخشتے گئے۔ ہمارے درد کو ثنائے رسول کے الفاظ میں بیان کرتے گئے۔ انہوں نے آدھ گھنٹہ تک محفل کا رنگ باندھ دیا۔ ان کی نعت کے چند اشعار اب بھی میرے دل و دماغ میں گونجتے ہیں۔

سینہ ہستی روشن روشن
کہکشاں ہے جگ مگ، جگ مگ

ماہ مدینہ تیری ضیاء سے
سارا جہاں ہے جگ مگ، جگ مگ

دل کا مدینہ رخشندہ ہے
کعبۂ جاں ہے جگ مگ، جگ مگ

ہم نے اب بھی جان لیا ہے
کون کہاں ہے جگ مگ، جگ مگ

فرش کی ہر شے تجھ سے منور
اور فلک ہے تجھ سے درخشاں
تو ہی یہاں ہے جگ مگ، جگ مگ

تو ہی وہاں ہے جگ مگ، جگ مگ

تیرے نقشِ پا پہ نظر ہے

کتنا آساں اپنا سفر ہے

جس منزل کے ہم ہیں راہی

اس کا نشاں ہے جگ مگ، جگ مگ

تیرے فیض و نعت سے آقا

نور و ضیاء ہے ہستی ''انجم''

ذہن درخشاں، نطق منور

اور بیاں ہے جگ مگ، جگ مگ

''قمر انجم'' کی اس نعت سے پوری محفل ہی جگ مگ، جگ مگ نہیں ہوئی بلکہ اہلِ محفل کے دل و دماغ بھی جگ مگ، جگ مگ ہو گئے۔ دلوں پر ایک عجیب کیفیت رہی جس کا سرور آج تک محسوس کیا جا رہا ہے۔

مسقط سے آئے ہوئے ایک نعت خواں جناب تنویر احمد صاحب بھی اس ''نوری محفل نعت'' میں تشریف فرما تھے۔ نوری صاحب انہیں ''مسجدِ نبوی'' سے بلا کر لائے تھے۔ وہ مائیک کے سامنے آئے تو ان کی مترنم آواز میں عاشقِ رسول ''ملا عبدالرحمٰن جامی'' (رحمۃ اللہ علیہ) بولتے ہوئے سنائی دیتے۔

یا شفیع المذنبین! بارِ گناہ آوردہ ام

بردرت ایں بار باپشت دوتا، آوردہ ام

چشم رحمت بکشا موئے سفید من نگر

گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تم
ہستم آں گمراہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام
عجز و بے خویشی و درویشی و درد
ایں ہمہ بر دعویٰ عشقت گواہ آوردہ ام
گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا
کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام
بستہ ام بر یک دگر نخلے زخارستان طبع
سوئے فردوس بریں مشتے گیاہ آوردہ ام
دوستم ایں بس کہ بعد از محنت و رنج دراز
برحریم آستانت می نہم روئے نیاز

اس محفل میں اکثریت علمائے کرام کی تھی جو فارسی زبان پر عبور رکھتے تھے۔ پھر ''جامی'' کی زبان محبت کو کون نہیں سمجھتا تھا۔ یہ عشق ومحبت کی زباں ہے، ہر عاشق کے دل کی زباں ہے، یقین جانیے محفل کا ہر فرد اشک بار ہی نہ تھا، گریہ کناں اور فغاں بہ لب تھا۔ میں نے اکثر سامعین کو وجد ورقت میں پایا اور اکثر کو ''جامی'' کی اس نعت پر تڑپتے دیکھا۔ پھر تنویر احمد صاحب کا پرسوز انداز ہر دل پر نشانہ لگا رہا تھا۔

یکی سینہ بریاں یکے پاک داماں
سلامت بگوید بصد احترامے

گجرات سے آنے والے قاری محمد سلیم نعیمی اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر الیاس زاہد صاب نے اپنی خوش نوائی سے حضور کی بارگاہ میں نعتوں کے جو ہدیے پیش کیے ان سے سامعین کے دلوں کو ٹھنڈک ملی۔ ''جامی'' کے کلام پر وجد ورقت کی جو کیفیت طاری ہوئی تھی

اس پر سعد اللہ نوری صاحب بصیر پوری کی نعت سے دلوں کو تراوت ملی۔

پاکستان میں مجالس نعت کے اختتام پر اہل مجلس کو کھانے پینے سے نوازا جاتا ہے مگر دیارِ حبیب میں ایسی مجالس کے درمیان بھی کام و دہن کی آزمائش ہوتی رہتی ہے۔ اشرب الحلیب وصلوا علی الحبیب چنانچہ خوشبودار قہوے کا ایک دور چلا اور حاضرین کو قہوے کی خوبصورت پیالیوں اور وادی بطحا کی نفیس کھجوروں سے نوازا گیا۔

رات ڈھل چکی تھی مگر ابھی تشنگی نعت رسول باقی تھی۔ وقت گزر رہا تھا مگر تشنہ لبی اور تشنہ کامی ابھی موجود تھی۔

ابھی تھوڑی سی رات باقی ہے
اور لمبی سی بات باقی ہے
تیری ان دلنواز باتوں سے
رونق کائنات باقی ہے

دوبئ سے آئے ہوئے دو سبز پوش بچے مائیک کے سامنے آئے۔ یہ نعتِ رسول کا دوسرا دور تھا اور وہ بارگاہِ رسول میں یوں مدحت سرا ہوئے۔

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشت غم کہوں کس سے تیرے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ آتے ہیں ''حسن''
جی کے مرتے ہیں جو جاتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

یہ بچے مولانا الیاس قادری کی دعوتِ اسلامی سے وابستہ تھے۔ ان کی خوش آوازی میں ''حسن رضا بریلوی'' کے نعتیہ اشعار کو اس انداز میں ادا کیا گیا تھا کہ سامعین ہر شعر ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔

سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

رات ڈھلتی گئی، وقت چلتا گیا، مگر تشنگانِ ذوق نعت تاہنوز جناب قمر انجم کے چہرے کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھ رہے تھے۔ قمر انجم مائیک کے سامنے آئے اور ایک نعت پڑھی۔

نعت ختم ہوئی تو ''مسجدِ نبوی'' کے بلند و بالا روشن میناروں سے تہجد کے لیے اذان گونجی۔ سب نے کھڑے ہو کر بارگاہِ نبوی میں سلام پیش کیا۔ دعاؤں کے بعد ''سحری'' کی اور ہر ایک بارگاہِ رسول کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ ''شہرِ محبت'' کی ایک رات تھی، یہ بارگاہِ نبوی کی ایک جھلک تھی، یہ طیبہ کی گلیوں کی ایک سیر تھی، یہ گنبدِ خضریٰ کے سائے میں ایک سحری تھی۔

تیری محفل میں بیٹھنے والے کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

آج دل چاہتا ہے کہ آپ میرے پاس بیٹھ جائیں چپ چاپ، صم صام، زباں بکام، ساکت وصامت اور دم بخود

"نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا"

یہ دربار مصطفیٰ ﷺ ہے، یہ حرم نبوی ﷺ ہے، یہ ایوان مصطفوی ﷺ ہے، یہاں اہل محبت کی ہزار ہا زبانیں ہیں مگر خاموش، یہاں ستر (۷۰) ہزار فرشتے سر جھکا کر آتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں۔ یہاں جبرئیل علیہ السلام جیسے اولوالعزم فرشتے پہرہ دیتے ہیں پر بچھاتے ہیں۔ آپ نظریں اُٹھائیں تو سرکار دو عالم ﷺ کا گنبدِ خضرٰی نظر آئے گا، یہاں میرے آقا و مولا جلوہ فرما ہیں، ساتھ ہی آپ کے یارِ غار سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ آپ کے صحابہ کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے جس میں سیّدنا فاروق اعظمؓ اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمایاں ہیں۔ اسد اللہ الغالب سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز نظر آرہے ہیں۔ وہ دیکھیے حضور ﷺ کے عم محترم سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ حد نگاہ تک رسول اللہ ﷺ کے عشاق صحابہ صف در صف دکھائی دے رہے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیّدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک واھل بیتک وازواجک وذریاتک اجمعین!

آپ نورِ بصیرت اور ایمانی آنکھ سے سب کو پہچانتے جائیے، ایک ایک کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالیں، ایک ایک کے رُخِ زیبا کو پہچانیے، ایک ایک کی پیشانی پر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے انوار دیکھیے۔ آپ کی خاموش نظریں گھومتی جائیں گی اور حضور پاک ﷺ کے ایک ایک صحابی کی زیارت کرتی جائیں گی اور ہر ایک کو ایمانی بصیرت سے پہچانتی بھی جائیں گی۔

اس محفل کی وسعت پر نظر محبت ڈالیں دُور دُور تک حضور ﷺ کی امت کے بلند قدر افراد اپنے مراتب اور مناصب کے اعتبار سے اپنے اپنے مقام پر کھڑے نظر آئیں گے۔ کس کس کا نام لیں، کس کس کی بات کریں، کس کس کی شان بیان کریں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں، کھربوں اگرچہ اپنی جگہ موجود نہیں مگر میں آپ کی نگاہ شوق کی وسعت کو بھی داد دوں گا کہ آپ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ان نورانی چہروں کو اپنی محبت و عقیدت کی نظروں سے پہچان رہے ہیں۔

دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں بیٹھنے والے یہ قدسی حضرات عالم ارواح کی مخلوق ہیں، نہ جگہ گھیرتے ہیں، نہ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ تنگ کرتے ہیں، نہ آپ کے آنے جانے اُٹھنے بیٹھنے عبادت کرنے وردو وظائف پڑھنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور نہ دوسروں کے معمولات میں مخل ہوتے ہیں، یہ دربار مصطفیٰ ﷺ کا نظام ہے کہ جسمانی زائرین مہمان رسول ﷺ ہیں مگر روحانی حضرات حاضرین محفل بھی ہیں اور آپ لوگوں کے میزبان بھی۔ آپ لوگوں کے لیے کھلی جگہ بھی ہے، آپ کے لیے کشادہ راہیں بھی، آپ لوگوں کے لیے منقش قالین بچھے ہوئے ہیں، آپ کے لیے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام کی بڑی پروقار جگہ ہے، آپ کے لیے قدمین شریفین میں حاضری کی جگہ ہے، آپ کے لیے اصحاب صفہ نے جگہ خالی کر دی ہے، آپ کے لیے ''ریاض الجنت'' کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، آپ ''باب السلام'' سے آئیں، مواجہہ شریف میں کھڑے ہو

کر درودوسلام پڑھیں، اشک آلود نظروں سے باہر نکل کر واپسین نظروں سے گنبد خضرٰی دیکھتے جائیں۔

آپ میرے ساتھ آجائیں، بابِ جبرئیل سے ہوتے ہوئے ترکوں کے تعمیر کردہ برآمدوں میں آبیٹھیں، جہاں پرنور صحن اپنا دامن پھیلائے آپ کو دعوت عبادات دیتا ہے، صحن پر بڑی بڑی خوبصورت چھتریاں سایہ فگن ہیں تا کہ حضور کے مہمانوں کو تکلیف نہ ہو، آپ یہاں ہی میرے ساتھ بیٹھ جایئے یہاں سے گنبد خضرٰی سامنے نظر آتا ہے، یہاں سے دربار مصطفیٰ ﷺ کی ساری رعنائیاں اور رونقیں دکھائی دیتی ہیں، آپ اپنے اردگرد نگاہ ڈالیں، آپ کو عاشقان رسول کا ایک جم غفیر دکھائی دے گا، آپ کو دنیا کے گوشے گوشے سے آنے والے محبان رسول ﷺ بیٹھے نظر آئیں گے۔ ویسے دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضری دینے والا ہر انسان عظمت کی مثال ہے، بلندی کا نشان ہے، مگر میں آپ کو ان حضرات سے ملوانا چاہتا ہوں جو میرے شناسا ہیں اور ان کی شناسائی صرف دربار مصطفوی ﷺ میں رفاقت کی شناسائی ہے۔

تیری محفل میں بیٹھنے والے
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

یہ بینظیر آدمی یہ بینظیر لوگ، یہ بینظیر اہل دل حضور کی نگاہوں کے پیاسے گردن جھکائے بیٹھے ہیں، ان کے دل روشن ہیں، چہرے درخشاں ہیں۔

تیری محفل میں بیٹھنے والے
کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

آپ چند لمحات کے لیے ان روشن ضمیر لوگوں سے ملاقات کریں۔ میری ہم نوائی کریں، میرے ساتھ رہیں، میرے پاس بیٹھیں اور دیکھیں کہ کیسے کیسے لوگ کہاں کہاں

سے کھنچے چلے آئے ہیں۔ یہ دربار مصطفیٰ ﷺ ہے، یہ محفل جو آج لگی ہے آپ شاید پھر نہ دیکھ سکیں گے، یہ گھڑیاں جو آج میسر آئی ہیں، ہمیں پھر میسر نہیں آئیں گی، یہ لمحات جو آج نصیب ہوئے ہیں پھر نہیں ملیں گے، یہ صورتیں جو آج دکھائی دے رہی ہیں پھر دکھائی نہیں دیں گی، آپ چراغ رُخ زیبا لے کر بھی تلاش کریں گے تو یہ لوگ نہیں ملیں گے۔

ان سے ملیے یہ ہیں ڈاکٹر نور محمد ربانی صاحب، بیس سال سے شہر حبیب میں قیام پذیر ہیں اور بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزارتے ہیں، مقامِ صفہ کے پیچھے چند صفیں چھوڑ کر چھتریوں کے مشرق میں نماز ظہر سے نماز عشاء تک بیٹھتے ہیں۔ سامنے گنبد خضریٰ اور نماز کے وقت مزار مصطفیٰ ﷺ کے عقب سے رو بہ قبلہ ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں۔ میرے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے ہیں، مجھے عصر کے بعد آپ کے پہلو میں بیٹھنے کا کئی بار شرف حاصل ہوا، آپ راج کوٹ انڈیا میں پیدا ہوئے، قیام پاکستان کے بعد کراچی میں قیام رہا، میڈیکل کالج کراچی سے ایم بی بی ایس کیا، ایک وقت آیا کہ مدینہ پاک کے ایک ہسپتال میں تقرری ہوگئی، سترہ سال ملازمت کی، اہل مدینہ کی خدمت کی، ریٹائرمنٹ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی بس گئے، اب آپ کا زیادہ تر وقت دربار نبوی میں گزرتا ہے، نعتوں کا ایک خوبصورت مجموعہ چھاپ کر مفت تقسیم کیا، ایک نہیں کئی ایڈیشن چھپوائے اور تقسیم کرتے گئے، لاکھوں روپے خرچ کر کے نعت مصطفویٰ بانٹتے جاتے ہیں، رمضان شریف میں ایک سو مہمانانِ حرمِ نبوی کی افطاری کراتے ہیں اور سابقہ بیس سال سے رمضان المبارک کے آخری ہفتہ میں حرم نبوی میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔

بارگاہ نبوی ﷺ کے صحن میں جہاں چھتریوں کا مغربی دامن پھیلنے لگتا ہے، الشیخ حکیم محمد عارف ضیائی القادری لاہوری رمضان المبارک میں افطاری کے لیے ایک سو مہمانوں کے لیے دستر خوان (سفرہ) بچھاتے ہیں۔ آپ کسی زمانے میں "مرکزی مجلس رضا

لاہور'' کے صدر تھے اور حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کے ابتدائی ساتھی تھے۔ جو آپ سے مل کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں شائع کر کے تقسیم کیا کرتے تھے، مدینہ پاک پہنچے تو مولانا ضیاء الدین قادری خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہو گئے، سابقہ تیس سال سے درِ مصطفیٰ پر پڑے ہوئے ہیں، اچھا مکان، اچھی گاڑی، خوبصورت بچے، نیک سیرت بیوی اور اچھے اچھے احباب کا حلقہ قائم ہے، اعلیٰ حضرت کی کئی عربی کتابوں کو چھپوا کر دیارِ حبیب میں تقسیم کر چکے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر مجاورین آپ کے حلقۂ عقیدت میں بیٹھتے ہیں جن میں میاں اویس، میاں محبوب، میاں خادم حسین، لال بادشاہ، میاں صادق، میاں اعجاز کے علاوہ حافظ فیاض اور صاحبزادہ اویس ''معاروف نعمانیہ'' شادباغ لاہور بھی صف بستہ نظر آئے۔ آپ نے اپنے تیس سالہ قیام مدینہ کے دوران سیدی ضیاء الدین قادری رضوی پر ایک اعلیٰ کتاب لکھی ہے۔

پیر سیّد محمد حسن شاہ گیلانی نوری باب مجیدی میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ بیٹھتے ہیں۔ ان کے احباب یہاں ہی ملنے آجاتے ہیں۔ مریدین کی نشست بھی ہوتی ہے، آپ لاہور کے پیر سیّد محمد معصوم شاہ گیلانی کے فرزند ارجمند ہیں۔ ''نوری کتب خانہ لاہور'' کے مالک ہیں قادری نوشاہی سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ سابقہ چوالیس سال سے دیارِ حبیب میں حاضری کے لیے آتے ہیں۔ حج و عمرہ کے ساتھ ساتھ قیام مدینہ کی سعادتیں حاصل کرتے ہیں۔ مجھے ہر بار ان کی رفاقت میسر رہتی ہے، آپ نے بتایا کہ میں پہلی بار ۱۹۵۵ء میں سمندری راستہ سے دیارِ حبیب میں آیا تھا۔ ان دنوں جدہ اور مدینہ کے درمیان بسیں چلتی تھیں، سڑکیں کچی تھیں، خاکِ حجاز کی فراوانیاں حاجیوں کے چہروں پر غازۂ محبت بن کر نظر آتیں، مسجد نبوی کے اردگرد تنگ گلیاں اور کچے مکانات میں اہل محبت کو رہتے دیکھا،

آج چالیسویں بار عمرہ کر کے حضور کی بارگاہ میں پہنچا ہوں۔

لندن سے آنے والے جناب انصار اللہ صدیقی صاحب ہر سال بارگاہ رسول کی حاضری دیتے ہیں اور حرم نبوی میں رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ علماء کی قدر کرتے ہیں، نعت رسول سن کر باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں آئے تو اپنی قیام گاہ پر ایک محفل نعت منعقد کی، جس میں پاکستان، امارات، سعودیہ اور برطانیہ میں مقیم نعت خوانوں نے مدحت رسول سنا کر دل خوش کر دیا۔ آپ سابقہ بیس سال سے ہر سال حاضری دے رہے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ انصار اللہ صدیقی لندنی نہیں ''مدنی'' ہیں۔

قدمین شریفین بھی عاشقان رسول کا مخصوص زاویہ ہے۔ قدمین شریفین میں بیٹھے ایک دن ایک خوبصورت اور خوش لباس شخص نے مجھے بار بار دیکھا اور یوں دیکھا جیسے مجھے پہچانتا ہو۔ میں اس کے چہرے پر نظر ڈالتا پھر آنکھیں چرا لیتا۔ آخر وہ اس بے التفاتی کے باوجود نشانہ تیر نگاہ بنتا رہا۔ میرے ایک دوست میرے پاس آئے اور کہنے لگے وہ دیکھو حافظ محمد یونس سیالکوٹی بیٹھے ہیں، میں اُٹھا، قریب جا بیٹھا، دست بوسی کی، مسکرا کر کہنے لگے مجھے پہچانا نہیں؟ میں ابھی خاموش تھا، تو کہنے لگے میں حافظ محمد یونس ہوں، آج سے چالیس سال قبل آپ لاہور کی مسجد نبویہ میں تقریر کیا کرتے تھے تو میں اعلیٰ حضرت کی نعت پڑھا کرتا تھا، میں فرط مسرت سے جھوم اُٹھا، ان کے رُخسار گل رنگ کو بوسہ دیا، اگرچہ قدمین شریفین کے اس زاویہ نشین کی داڑھی سفید ہو چکی تھی مگر رُخسار ابھی تک گل رنگ تھے اور چہرے پر حبِ رسول کا نور چھلکتا تھا۔

میں ۱۹۶۰ء میں لاہور کی جامع مسجد نبویہ سٹی کوتوالی میں جمعہ کے اجتماع میں خطاب کرتا تھا، حافظ محمد یونس اعلیٰ حضرت کی نعت ''چنیں و چناں تمہارے لیے'' اس دل آویزی اور خوش آوازی سے پڑھتے کہ دل جھوم جھوم جاتا، وہ اعلیٰ حضرت کی ایک ہی نعت

پڑھتے یا ان کو دوسری نعمت آتی نہ تھی یا ان کی پسندیدہ یہی تھی، ہمارے بعض دوستوں نے پیار سے ان کا نام ''حافظ چنین و چناں'' مشہور کر دیا تھا، آج مجھے وہ بہت اچھے لگے وہ اپنی جگہ سے اٹھنے سے معذور تھے۔ میں نے نعت سنانے کی درخواست کی تو میرے کان سے ہونٹ لگا کر صرف دو اشعار سنائے۔

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اُٹھیں گے وہاں تمہارے لیے

اس شعر پر حضورِ انور کے روضۂ مبارک کی طرف ہاتھ اُٹھا تو میں جھوم اٹھا۔

اب میں تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں تھا، حافظ محمد یونس تھے اور دبی دبی سسکیوں کی آواز تھی، چند لمحوں بعد انہوں نے بتایا میں اٹھارہ سال سے شہر رسول ﷺ میں مقیم ہوں، سارے اہل وعیال کے ساتھ رہ رہا ہوں اور عصر سے عشاء تک قدمین شریفین میں حاضر ہوتا ہوں۔

''اے خوش آں شہرے کہ دروے دلبر است''

پیر سیّد محمد حسین صاحب گیلانی نوری سجادہ نشین سادہ چک گجرات سابقہ چالیس سال سے دربار نبی میں ہر سال آ رہے ہیں، وہ اہل وعیال سمیت آتے ہیں، مریدوں کا ایک مختصر سا قافلہ بھی ساتھ ہوتا ہے، وہ حضرت سیّد محمد معصوم شاہ گیلانی بانی نوری بک ڈپو لاہور کے بڑے بیٹے اور سیّد محمد حسن شاہ گیلانی کے بڑے بھائی ہیں۔ بڑے عبادت گزار اور پیر طریقت ہیں۔ آپ کے ہزاروں مرید پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے

ہیں، ہم ان کے دستر خوان کی مجالس میں بیٹھتے ، وہ ہر سال آتے اور کئی کئی ماہ حضور کی بارگاہ میں حاضر رہتے۔

صفہ پر ایک ترکی بزرگ اپنے ساتھیوں سمیت روزانہ ملتے ، یہ سیّد محمد حسن شاہ گیلانی کے دوست تھے، بڑے وجیہ ،خوبصوت لباس شخص تھے، ہم ہر روز صفہ پر حاضری دیتے تو ان کی دست بوسی کا شرف حاصل کرتے ، مجھے سیّد محمد حسن شاہ صاحب گیلانی نے بتایا کہ میں سابقہ دس سال سے انہیں صفہ پر بیٹھے دیکھتا ہوں اور جب قریب سے گزرتا ہوں تو ان کی مسکراتی نگاہیں دعوت دست بوسی دیتی ہیں۔

سیّد محمد حسن گیلانی صاحب مجھے ہر روز بابِ عمر کی طرف لے جاتے ، وہاں بلالی رنگ کے عمر رسیدہ مگر لمبے قد کے منحنی بزرگ سے ملاتے ، یہ بیٹھے بیٹھے ہمیں اپنی لمبی لمبی بانہوں میں سمیٹ کر سر چومتے اور ہم خوش خوش لوٹ آتے ، یہ تو ہمارا ہر روز کا معمول تھا، وہ سابقہ بیس سال سے بارگاہ مصطفیٰ میں مقیم ہیں، کہاں کے ہیں؟ کیا نام ہے؟ نہ ہم نے پوچھا نہ انہوں نے بتایا، میرے دوست سیّد محمد حسن گیلانی انہیں ہر سال ایک گرم شال کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

مولوی فقیر محمد صاحب پچھلی چھتریوں سے ملحقہ برآمدے میں بیٹھتے تھے، ہم ہر روز ملتے ، وہ ایسی جگہ بیٹھا کرتے جہاں سے گنبد خضرٰی دعوت نظارہ دیتا ہے، بڑے محبت والے اور بڑے پیار والے، مدینہ پاک میں ملازمت کرتے رہے مگر سابقہ دس سال سے ''حرم نبوی'' میں ظہر سے عشاء تک اپنی نشست گاہ میں بلا ناغہ بیٹھتے ہیں، ان کے قریب ہی ڈاکٹر نور محمد ربانی صاحب کی نشست گاہ ہے۔ مسکرا کر کہنے لگے شاہ صاحب آپ نے مجھے چار جیبوں والا 'سلوکا' دیا تھا، مجھے بڑا کام آیا، اب ضعیف ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے اب کی بار پانچ پانچ جیبوں والے ''دو سلوکے'' پیش کروں گا۔

بابِ مجیدی میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ عربی مخطوطات کی ایک لائبریری ہے، یہاں غالباً کبھی سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، لائبریری کی دیوار کے ساتھ پیر طریقت جناب محمد صدیق صاحب مرولہ شریف کی زیارت ہوتی، وہ چند روز قیام کرتے پھر امارات کی طرف روانہ ہو جاتے، حضرت پیر محمد صدیق صاحب کی نشست گاہ سے گنبد خضریٰ کی طرف چند صفیں آگے بڑھیں تو ہمیں صاحبزادہ پیر علاء الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف آزاد کشمیر بیٹھے نظر آتے۔ کبھی رات کو ''عنابیہ'' میں ایک بلند و بالا بلڈنگ میں ان کی قیام گاہ پر حاضری ہوتی، پیر علاوالدین صدیقی عالم دین بھی ہیں اور شیخ طریقت بھی۔ ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ آزاد کشمیر پاکستان سے باہر یورپ کے ممالک اور امریکہ کی ریاستوں میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے نیریاں شریف میں ایک دینی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی ہے۔ جس پر آج تک چھبیس کروڑ روپے صرف بلڈنگ پر خرچ آچکا ہے، صاحبزادہ صاحب نے مجھے بتایا وہ اس یونیورسٹی میں چار ہزار طلباء کی تعلیم و تدریس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ الحمد للہ اس سال تعلیم و تدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ پاکستان اور مصر و حجاز سے اساتذہ کا تقرر ہو چکا ہے۔ پیر صاحب نے مجھے یہ بتا کر خوش کر دیا وہ ہر سال مدینہ منورہ آتے ہیں دربار مصطفیٰ ﷺ مین حاضری دیتے ہیں اور بارگاہ رسول سے تعلیمی اور روحانی پروگراموں کی منظوری لے کر جاتے ہیں۔

چھتری نمبر سات کے زیر سایہ مجھے ہر روز ایسا شخص ملتا جس سے مجھے صبح کی نماز اور شام کی نماز کے بعد دست بوسی کا شرف حاصل ہوتا۔ یہ شخص اصغر علی نظامی تھا، جو حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید، ان کے مدرسہ سے فیض یافتہ اہل اللہ اور درویشوں کی محبت سے سرشار اور اپنے مختصر کمرے کے وسیع دستر خوان پر مہمانانِ رسول ﷺ کی تواضع کرتا ہے، نظامی بیس سال سے دیارِ حبیب ﷺ میں قیام پذیر تھا اور

سابقہ سات سال سے شہر محبت میں ''عنبریہ'' میں ''الحب الرتح'' کی ایک خوبصورت بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔ بات کرتے کرتے جب میری عربی ختم ہو جاتی تو نظامی کی عربی شروع ہوتی۔ اس طرح مجھے اس کی رفاقت میں عربی داں دانشوروں سے بات کرنے میں بڑا سہارا ملتا۔ وہ پنجابی زبان کا بڑا اسکالر ہے، جہاں اس کی پنجابی ختم ہوتی تو میری اُردو زبان بڑھ کر اس کے جملے پورے کرتی، مجھے اس کے سنائے ہوئے کئی عربی اشعار اور پنجابی بول ابھی تک یاد ہیں۔ ''نظامی'' میری دلدہی کے لیے ایسے شعر سنا دیتا جن کا لطف و سرور کافی دنوں تک میرے دل و دماغ پر چھایا رہتا۔ یہ ساری رات جاگتا، بعض اوقات میں رات کے دو بجے اس کے گھر جا دھمکتا تو وہ آنکھیں فرش راہ کرتا میرے سامنے خشک میووں کی پلیٹ سجا کر خوشبودار قہوے کی فنجان سامنے لا رکھتا۔ وہ اس وقت نہ آنکھیں ملتا، نہ انگڑائی لیتا نہ تھکاوٹ کا اظہار کرتا اور نہ نیند کو اپنے نزدیک پھٹکنے دیتا، جب تک میں وہاں رہتا میرے دل میں کئی بار خیال آتا یا رسول اللہ! آپ کے شہر میں ایسے ایسے لوگ بھی رہتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد فیض احمد صاحب اویسی بہاولپوری رمضان شریف کے آخری عشرہ میں بارگاہِ رسول ﷺ میں ضرور حاضری دیتے ہیں اور کئی سالوں سے ان کا یہ معمول ہے، اعتکاف بیٹھنے کے لیے حرم نبوی کے کسی گوشے میں جا بیٹھتے ہیں تا کہ کسی کی نظر نہ لگ جائے، مگر سعودی مطوے ان کی نگرانی کرتے ہیں، انہیں ڈر ہے کہ یہ شخص سرکار دو عالم کی عدالت میں کوئی مقدمہ نہ کھڑا کر دے مگر وہ ہیں کہ امیر خسرو کے اس شعر کی تصویر بنے رہتے ہیں۔

رقیباں گوش برآوز ، تو درناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم!

حافظ حمید اختر آف گکھڑ کا بھی ذکر خیر خالی از خیر نہیں۔ آپ ہمارے رفیق حرم

نبوی تھے۔ ہماری نشست گاہ کے ساتھ ہی ان کا مصلیٰ بچھا رہتا تھا۔ اعتکاف بیٹھے تو بیمار ہو گئے مگر بیمار لگتے نہ تھے۔ بات کرتے تو منہ سے پھول جھڑتے۔ مسکراتے تو کلیاں کھل اٹھتیں۔ حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتے۔ کبھی کبھی مجھے پکڑ کر بٹھا لیتے اور کئی کئی سیپارے سنا جاتے۔ جمعیت العلماء پاکستان گوجرانوالہ کے صدر رہے ہیں اور الشاہ احمد نورانی الصدیقی کے محبّ خاص ہیں۔ افطاری ہمارے ساتھ کرتے، دستر خوان پر بادام آتے تو ہمیں کھلا دیتے، پستہ اور کاجو خود کھا لیتے اور کہتے کہ میرے دانت کمزور ہیں۔ ہم انہیں کھانا کھلانے کے لیے 'حرم نبوی' سے دور باہر لے جاتے، کبھی کبھی ہم کہتے کہیں آپ کا اعتکاف نہ ٹوٹ جائے، فرماتے! دربار مصطفیٰ کے فرش کی اینٹیں جہاں جہاں تک بچھی ہیں وہاں تک حرم نبوی ہے وہاں تک چلا جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، تم فکر نہ کرو حرم نبوی کی وسعتیں بڑی دور تک ہیں۔

صاحبزادہ محبّ اللہ صاحب نوری بصیر پوری دربار مصطفیٰ کے ان حاضرین میں شمار ہوتے ہیں جو ہر سال ایک مختصر سا قافلۂ احباب لے کر مصری جہازوں پر آتے ہیں اور دربار مصطفیٰ کی حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آپ بصیر پور کے دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے ناظم اعلیٰ اور ماہنامہ "نور الحبیب" کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ آپ کے قافلہ کے ساتھ ہمارے ایک دوست چودھری حاجی محمد اسحاق نوری صاحب آتے ہیں۔ کئی بار براستہ مصر، شام، عراق آئے۔ صاحبزادہ محبّ اللہ نوری صاحب سابقہ کئی برسوں سے حاضری کے لیے آ رہے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وقت بارگاہ رسول ﷺ میں گزرے۔ وہ شہر محبوب میں مختصر سا وقت گزارتے ہیں پھر پاکستان چلے جاتے ہیں۔

بارگاہِ مصطفیٰ میں قدمین شریفین کے اردگرد بیٹھے والے ایک بزرگ 'ہیرو' کا ذکر بھی ان احباب کے ذکر کا حصہ ہے جو حرم نبوی میں بیٹھتے ہیں۔ 'ہیرو' چھ سات سال سے

مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔ رات مسجد نبوی میں جاگتے، چلتے پھرتے، آتے جاتے گزارتے ہیں۔ دن کو جہاں جگہ ملی سو گئے، وہ بلال گنج لاہور کے رہنے والے ہیں۔ سیّد محمد حسین شاہ نوری گیلانی صاحب کے محلّہ دار ہونے کی وجہ سے ان کی خدمت گزاری کرتے ہیں۔ سارا رمضان ہیرو نے ہمارے قافلے کی بڑی خدمت کی۔ مرغ بریانی کا ایک دیگچہ ہر شام لاتے اور باب مجیدی کے باہر ایک دروازے کی جالی کے ساتھ باندھ جاتے۔ ہم نماز مغرب کے بعد حرم شریف کے باہر جب دستر خوان بچھاتے اور پندرہ بیس آدمی مل کر کھانا کھاتے تو 'ہیرو' صاحب کا دیگچہ آتا تو سب مرغ بریانی کھاتے۔ دیگچہ خالی ہوتا تو اسی جگہ باندھ دیا جاتا جہاں سے کھولا جاتا تھا۔ دوسرے دن شام کے وقت پھر بھرا ہوا دیگچہ بندھا ہوتا اور ہمارا آدمی جا کر لے آتا۔ اس طرح سارا مہینہ گزر گیا۔ ایک سرد رات سحری سے پہلے ہماری آرام گاہ پر آدھمکے اور بکروں کے پائے کا دیگچہ بھر کے لے آئے۔ اس لجاجت سے ہمیں کھانے پر مجبور کیا اور کہا کہ حضور نے خصوصی طور پر آپ لوگوں کے لیے بھیجے ہیں۔ وہ ساری ساری رات بیٹھتے اور ہمیں حضور کی زندگی، حضور کے صحابہ کے تذکرے، حضور کی جنگوں کے واقعات سناتے جاتے۔ غلط واقعات، غلط روایات بھی سناتے جاتے مگر محبت سے بیان کرتے اور ساری رات بیان کرتے۔ ہماری مجال تھی کہ بایں علم و دانش اس بہتے ہوئی دریا کی موجوں کے سامنے کھڑے ہوں، وہ بات کرتے جاتے، ذکر کرتے جاتے، بیان کرتے جاتے، یوں محسوس ہوتا جیسے......

"بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں"

مجھے کہتے فاروقی صاحب! ہر سال آ جایا کرو یہاں حضور کی بارگاہ میں سخاوت و غنا کے دریا بہ رہے ہیں لاہور میں کیا رکھا ہے۔ یہاں آ کر رہا کرو، نہ غم، نہ فکر، نہ رنج، نہ ملال، نہ گلہ نہ شکوہ۔

دربار مصطفیٰ میں بیٹھنے والے اس شخص کو میں کن الفاظ میں یاد کروں اور کن الفاظ میں دعا دوں جس نے ہم چار ساتھیوں کو حرم نبوی سے اشارۂ ابرو سے اٹھایا، باب مجیدی کے باہر اپنی کار میں بٹھایا اور برق رفتاری سے 'مسجد قبا' میں لے گیا۔ نوافل ادا کیے، زیارت کی، حضور کی اونٹنی جہاں پہلی بار مسجد قبا کی جگہ بیٹھی تھی وہاں نفل پڑھنے کا موقع دیا، پھر حضور کے صحابہ کے بچے ہوئے کھجوروں کے باغات میں لے گیا، ہم ہر باغ میں چند لمحے بیٹھتے، جو صحابہ کی زیر کاشت رہے، ان قدیم ٹوٹی ہوئی مساجد میں نوافل پڑھنے کا موقع دیا جو صحابہ کرام نے اپنے اپنے باغات میں بنائی تھیں۔ وہ ہمیں بعض ایسے کنوؤں پر لے گیا جہاں حضور نبی کریم خود تشریف لاتے، صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھتے، آرام فرماتے، ہم شام تک ایسے مقامات کو دیکھتے رہے، مسجد نبوی کے مؤذن نے بلایا تو ہم حرم نبوی میں آ بیٹھے۔

چودھری حاجی محمد اسحاق نوری صاحب بڑے عاشق رسول ہیں۔ ان کی جوانی مدینہ پاک کے گلی کوچوں میں گزری، جوانی ڈھلنے لگی تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں پڑے رہنے کو ہی حاصل زندگی بنالیا۔ ان کے دو بیٹے شہر محبت میں رہے، شادیاں بھی وہاں ہی ہوئیں، پوتے پوتیاں بھی پھلتے پولتے رہے، عربی میں فرفر باتیں کرتے، یوں لگتا کہ سارے بچے حافظ قرآن ہو گئے ہیں، جب لاہور آتے ہیں تو مسجد نبوی کی اذان کی آواز ان کے فونوگرام میں سنائی دیتی ہے۔ چائے بھی پلاتے ہیں اور اذان بھی سناتے ہیں۔ جب مدینہ پاک میں ہوتے ہیں تو ہم جیسے ناواقف مہمانوں کو عربوں کی مجالس نعت میں لے جاتے ہیں۔ ساری ساری رات جگاتے ہیں۔ اس سال دربار مصطفیٰ میں باب مجیدی کے پاس اعتکاف بیٹھے، فرمانے لگے اس سال مجھے ڈاکٹروں نے جو کی روٹی کھانے کا پابند کر دیا ہے۔ آپ ہر سحری کے وقت میرے ساتھ جو کی روٹی کھایا کریں۔ ہم سحری تو خیر اپنے انداز میں کرتے مگر جو کی ایک روٹی کھانے کے بہانے حاجی محمد اسحاق نوری صاحب کے

دستر خوان پر چلے جاتے۔ 'قوت حیدری' کے لیے نان شیر کھاتے رہے، دوسری طرف حضور کے دستر خوان پر مرغ بریانی سے بھی لطف اندوز ہونے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

یہ تو وہ روشن ضمیر لوگ تھے جو ہمیں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں سر جھکائے نظر آتے مگر بعض ایسے حضرات بھی دربار مصطفیٰ ﷺ میں دیکھے گئے جو چند روز کے لیے آئے، ہم نے ان کے رُخ زیبا کی جھلکیاں دیکھیں اور پھر وہ اڈاری مار کر یورپ، امریکہ اور پاکستان کا رُخ کر لیتے تھے۔ ان زائرین شہر حبیب کا اپنا مقام ہے، علامہ پروفیسر محمد سعید اسعد فیصل آبادی، مولانا الٰہی بخش صاحب ضیائی، پیر عبداللطیف خان صاحب نقشبندی کو مسجد نبوی میں دیکھا۔ سردار حسن اختر موکل ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی (بعد میں وزیر پنجاب) اور ان کے دوست خالد صاحب کو سیّد محمد حسن شاہ صاحب کی محافل میں اکثر دیکھا اور کئی افطاریاں ایک ہی دستر خوان پر کیں۔ سانگلہ ہل کے ملک عبدالمجید صاحب کئی دنوں تک دربار مصطفیٰ میں دیکھے گئے، اپنے دوست علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی نگاہیں ریاض الجنہ میں بیٹھے بیٹھے ہمارا تعاقب کرتی رہیں۔ اگر ہم انبوہ عاشقان میں گم ہو جاتے وہ ہمیں ڈھونڈ لیتے۔

مولانا محمد عبداللہ قصوری کے بیٹے مفتی سعادت علی قادری کئی بار ملے۔ شیخ عبداللطیف چشتی مرحوم آف کامونکی کے فرزند ارجمند محمد امجد چشتی کو جب بھی دیکھا حرم نبوی میں قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ 'حزب القادریہ' کے ناظم عزیز احمد خاں صاحب قادری حکیم عارف ضیائی صاحب کی محفل میں اکثر ملتے رہے۔ صاحبزادہ پیر منور حسین شاہ علی پوری مدیر اعلیٰ ماہنامہ 'امیر ملت' لاہور بھی کبھی کبھی کرم فرماتے ہیں نگاہ سے نوازنے آجاتے۔ سیّد محمد حسن شاہ گیلانی صاحب کے وطنی دوست محمد اکرم، محمد افضل، حافظ شان محمد اور محمد امین تو ہر روز ملتے اور خدمت کرتے، ہم جناب محمد اکرام قادری صاحب کو بارگاہِ مصطفیٰ میں سر جھکائے بیٹھا دیکھتے، پیر نذر حسین شاہ جماعتی آف علی پور بیماری کے باوجود حرم نبوی میں

آتے، بیٹھتے اور ملتے۔ میرے اپنے عزیز جمشید اکبر صدیقی اور ان کے والد جناب اکبر علی صدیقی، رئیس احمد صدیقی اور غلام رسول بٹ تو بار بار ملتے، ہمارے دوست خان عبدالکریم اور برادرِ عزیز محمد اعجاز نے تو کئی افطاریاں مل کر کیں۔ جامع مسجد داتا گنج بخش کے خطیب حضرت علامہ مقصود احمد چشتی صاحب کی زیارت ہوئی۔ علامہ طاہر القادری کو دیکھا، صاحبزادہ پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کی زیارت ہوئی۔ پیر عارف حسین شاہ بخاری صاحب مشیر تعلیم وزیر اعلیٰ پنجاب دربار مصطفیٰ میں کئی بار ملے۔

دربارِ مصطفیٰ ﷺ پر حاضری دینے والے یہ چند حضرات ہیں جنہیں ہم نے ایک نظر دیکھا مگر ان کے علاوہ لاکھوں ایسے حضرات بھی دربار رسول میں حاضر پائے گئے جو خود تو نہیں آئے مگر ہماری یادوں کے ہم سفر بن کر ہمارے دامن دل میں سمٹ کر دربار مصطفیٰ ﷺ میں آپہنچے۔ ایک ایک کی شکل سامنے آئی۔ ہر ایک کا سلام پیش کیا گیا۔ ان کی حاضری لگائی گئی، 'جہانِ رضا' کے قارئین اور 'مرکزی مجلس رضا' کے معاونین بھی یاد آئے اور ہماری یادوں میں بس کر در رسول کی حاضری میں حصہ پاتے رہے۔ آپ بارگاہ رسول کی وسعتیں دیکھیں! اکرام مصطفیٰ کی بارشیں دیکھیں! نگاہ مصطفیٰ کی کرم نوازیاں دیکھیں! اپنے عاشقوں پر حضور کی توجہ دیکھیں۔

"ہر اک کو ہے یقیں کہ مخاطب ہمیں سے ہیں"

اب دربار مصطفیٰ ﷺ پر ایک اور نگاہ ڈالیں، ہر رنگ و نسل، ہر ملک و قوم کے لوگ حاضر ہیں۔ گورے کالے، قد آور، پستہ قد، نوجوان، بوڑھے، توانا، کمزور، ادنیٰ و اعلیٰ، آقا و مولیٰ محتاج و غنی، فقیر و درویش سب اپنے اپنے رنگ میں ڈیرے جمائے بیٹھے ہیں۔ ہر دل میں عشق رسول ﷺ کی شمعیں روشن ہیں۔ ہر ایک کے دل میں محبت رسول ﷺ کی دھڑکنیں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ ہر ایک زبان پر درود پاک کے الفاظ ہیں۔ ہر ایک لب پر

'الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ' کا ورد ہے۔ ترکی سے آنے والے قافلے قطار در قطار دربارِ رسول ﷺ میں حاضری دے رہے ہیں۔ مصر سے آنے والے کاروان صف بہ صف نظر آ رہے ہیں۔ پاکستان سے آنے والے اہل دل ایسے نظر آتے ہیں جیسے سارا پاکستان سمٹ کر دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں آبسا ہے۔ رات کو عربی نژاد اہل محبت دربار مصطفیٰ ﷺ میں قطار در قطار رکوع وسجود میں نظر آتے ہیں۔ انڈونیشیا اور تھائی لینڈ سے آنے والے حضرات صف بستہ کھڑے ہیں۔ یورپ اور امریکہ سے آنے والے گورے گورے چہرے اشک آلود آنکھیں لیے دست بستہ کھڑے ہیں۔ افریقہ کے حبشی عجز وانکساری کی تصویر بنے کھڑے ہیں۔ یہ تمام لوگ نگاہ رسول کے طلبگار ہیں اور حضور رحمت للعالمین ﷺ کی نگاہ کرم آفتاب جہاں تاب کی کرنوں کی طرح ہر ایک پر یکساں کرم فرما رہی ہے:

اے ترا با ہر کسے رازے دگر
ہر گدا را بردرت نازے دگر

شہرِ محبت میں ایک سعودی شہزادے کی محفلِ نعت

حاجی محمد اسحاق نوری صاحب کو خدا خوش رکھے اس سال بھی مجھے نمازِ تراویح کے بعد انہوں نے شہرِ محبت کے گلی کوچوں میں گھومتے دیکھ کر اپنی کار میں بٹھایا اور دامنِ اُحد میں لے گئے، جہاں ایک سعودی شہزادہ الشیخ العادل الفہمی کے باغات ومحلّات ہیں۔ یہ سعودی شہزادہ خانوادۂ آلِ سعود سے نسبت کے باوجود اپنے محلات میں جشن میلاد النبی ﷺ اور محفلِ نعت کا اہتمام کرتا ہے۔ وہ محفل میلاد میں ''جشنِ نعت'' منعقد کراتا ہے، ایک ایئر کنڈیشنڈ وسیع ہال ہے جس میں منقش قالین بچھی ہوتی ہے، علمائے کرام، نعت خوانانِ محترم، قاریان کرام اور اشراف مدینہ کے لیے چاروں طرف صوفے سجے ہوتے ہیں، پانچ سو سے زائد مہمانانِ گرامی جمع ہوتے ہیں ان مہمانوں میں ترکی، یمنی، مکی، مدنی، پاکستانی، ہندوستانی اور دوسرے کئی ممالک کے مہمان ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے قاری، نعت خوان، قصیدہ خوان اور خوش آواز مدحت سرایان رسول ﷺ جمع ہوتے ہیں، تمام نعتیں عربی میں سنائی جاتی ہیں، ''قصیدہ بردہ شریف'' تمام حاضرین مجلس جھوم جھوم کر مل کر پڑھتے ہیں، صحابہ رسول ﷺ کے بارہ گاہ نبوی ﷺ میں کہے گئے قصائد سنائے جاتے ہیں، حضرت حسان اور حضرت زبیر بن کعب کا کلام اہتمام سے سنایا جاتا ہے، سبحان اللہ یہ محفل نور وسرور ساری رات برپا رہتی ہے۔ یہ سعودی شہزادہ ایسی محافل نعت پر بے پناہ خرچ کرتا ہے، تمام مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھتے ہیں، شیخ عادل کے چوق وچوبند خادمین خوبصورت ٹرے

اُٹھائے محفل میں گھومتے رہتے ہیں، وہ ٹھنڈا پانی، خوشبودار شربت کے پیمانے کوکا کولا کی بوتلیں، جوس کے گلاس اور قہوے کی رنگین پیالیاں ہر مہمان کو پیش کرتے جاتے ہیں، ہر مہمان اپنے ذوق کے مطابق جس چیز کو پسند کرے اُٹھالیتا ہے۔مگر محفل کے آداب میں کسی قسم کا خلل نہیں آنے پاتا اور کسی پیمانے کے ٹکرانے یا کھنکنے کی آواز سنائی نہیں دیتی۔

شیخ عادل خود مجلس میں موجود ہوتا ہے، اور عام لوگوں میں سر جھکائے فرش پر بیٹھا رہتا ہے، اس کا خوبصورت چہرہ اس طرح نمایاں ہوتا ہے کہ ہر مہمان پہچان جاتا ہے کہ یہ ہے ہمارا میزبان ۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا جاتا ہے تو سارے مہمان کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں، ترک ایک حلقہ میں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سلام پیش کرتے ہیں، یمنی ایک حلقہ میں سر جھکائے ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں، مصریوں کا ایک حلقہ مولویاں، رقص کناں سلام عرض کرتا ہے دعا کے بعد مجلس کا اختتام ہوتا ہے۔

سحری کے قریب دعوت طعام کا اہتمام ہوتا ہے، دسترخوان بچھ جاتے ہیں، خادمان شیخ دسترخوانوں پر اُبلے ہوئے زعفرانی چاولوں کے تاش بچھا دیتے ہیں، چاولوں کی ہر تاش پر ایک ایک "مسلّم بزغالہ" عربوں کے انداز میں تیار کردہ رکھ دیا جاتا ہے۔سر کے میں تیار کردہ اچار کی پلیٹیں سجادی جاتی ہیں، مدینہ منورہ کی سرزمین کے پودینے، کھیرے اور دوسری سبزیوں کے سلاد سجائے جاتے ہیں، اور اس طرح مہمانان عزیز اپنی اپنی مرضی اور ذوق کے مطابق ضیافت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، پانچ سو مہمانوں کی دعوت میں کہیں کوئی کمی نہیں ہوتی، طلب کرنے سے پہلے ہر چیز دسترخوان پر موجود ہوتی ہے۔

ایسی ایک دعوت میں جب ہم پاکستانی زائرین شریک ہوئے تو مجھے پاکستان کے کئی احباب یاد آئے کاش! وہ ہمارے ساتھ شریک دعوت ہوتے اور عربوں کا انداز مہمانداری دیکھتے، ہم نے پاکستان آ کر ایسی محفل اپنے گھر منعقد کرنے کا ارادہ کیا مگر نہ

ایسے زعفرانی چاول، نہ ایسے پکانے والے، نہ سرکہ میں تیار اَچار، نہ مدینہ کے پودینہ کی سلاد اور نہ عربی نعت خوان، شیخ عادل فہمی کی مجلس نعت وصلوٰۃ بڑے باقاعدہ طریقے سے قائم ہوتی ہے۔مجال ہے کہ کوئی ''مطوع نجدی'' شرک وبدعت کی میلی آنکھ اٹھا کر ادھر دیکھ جائے بلکہ میں نے کئی خبیث مطوؤں کو شریک دعوت خورونوش دیکھا، جوشرک و بدعت کے سارے فتوے الشیخ عادل کے محل سے باہر ہی چھوڑ آئے۔

پہلے جناب شیخ نے دیکھا اِدھر اُدھر
پھر سر جھکا کے داخلِ میخانہ ہو گیا

مجالس کے اختتام پر قہوے کا ایک اور دور چلتا ہے، سفید الائچیاں اور خوشبو دار لونگ چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں سجائے قہوے کی پیالیوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔مجالس کے خاتمے پر میزبان گرامی الشیخ العادل کی گاڑیاں مہمانوں کو ''حرم نبوی'' پہنچانے کے لیے رواں دواں نظر آتی ہیں۔

جدہ میں زائرین حرم کا ایک میزبان

اے خوشا شہرے کہ دروے دلبر است، دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں ہجوم عاشقاں دیدنی ہوتا ہے۔ بارگاہ نبوی ﷺ کی رونقیں اپنی مثال آپ ہوتی ہیں۔ مسجد نبوی حدنگاہ تک بھری نظر آتی ہے۔ روشن چہرے خوبصورت صورتیں ہرطرف دل نوازی کرتی ہیں۔ مسجد نبوی کا وہ ٹکڑا جہاں گنبد خضرٰی اپنی تابانیوں سے نظروں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے، اہلِ دل سے بھرا بھرا نظر آتا ہے۔ ریاض الجنۃ اور محراب ومنبر کی جلوہ سامانیاں دل ودماغ کو روشن کرتی جاتی ہیں۔ ''استن حنانہ در ہجرِ رسول نالہ می زد ہمچوار باب عقول'' ابھی تک ہجر و فراق کی داستان سنا رہا ہے۔ مواجہہ شریف، بابِ جبرائیل، قدمین شریفین، مسکن فاطمہ، زینہ اصحاب صفہ۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

جمعۃ الوداع یہاں پڑھا اور ختم تراویح یہاں سنا۔ سماعت قرآن یہاں ہوئی۔ پھر عیدالفطر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں ادا کی۔ شوال کی صبح آئی تو لوگ اپنے اپنے ملکوں کا رُخ کرنے لگے۔ قافلے روانہ ہونے لگے۔ کارواں ترتیب دیے جانے لگے مگر......

پایم بہ پیش زیں سر کو برنمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہِ کیست!

بارگاہِ رسول ﷺ میں رمضان گزرا تھا۔ شوال کا پہلا ہفتہ گزر گیا مگر شہر محبت چھوڑ کر جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ آخر میرے رفیق سفر ثناء خوانِ رسول محمد ثناء اللہ بٹ سواری

لے آئے۔ سامان لپیٹا۔ گاڑی میں رکھا اور اگلی سیٹ پر بٹھا کر کہا چلو جدہ چلیں۔ گاڑی مدینہ کے کوچہ وبازار سے گزرتی ہوئی روانہ ہوئی۔

ٹھہر جا ساربانا، مہربانا، رو تو لینے دے!

چند لمحوں میں گاڑی مدینہ کی وادیوں اور نخلستانوں کو سمیٹتی ہوئی رواں دواں تھی۔ اور چند گھنٹوں بعد ہم اپنی دادی کے گھر جدہ میں آ گئے۔

حکیم نذیر احمد چشتی بڑے مہمان نواز انسان ہیں۔ مشائخ، علماء اور فقراء سب ان کے مہمان ہوتے ہیں اور وہ ہر مہمان کے لیے بچھے بچھے جاتے ہیں۔ ان کا گھر "اشرافیہ" میں ہے۔ ان کے گھر کے سارے دروازے مہمانوں کے لیے کھلے رہتے ہیں۔ ان کے گھر کے درودیوار کے دامن مہمانوں کے لیے کھل جاتے ہیں۔ اس میزبانِ زائرانِ حرمین کے گھر میں قدم رکھا ہی تھا کہ خلوص ومحبت کی خوشبوؤں نے گھیر لیا۔ نہایت تپاک سے خوش آمدید کہا۔ بڑی محبت سے اھلاً وسھلاً کہا۔ ابھی ہم ستانے نہ پائے تھے کہ حکیم صاحب کے مقامی احباب کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں اس گھر میں نو وارد تھا۔ بلا تکلف کہا "آج رات میں فلاں دوست کے ہاں گزاروں گا" حکیم صاحب نے کہا "ہاں رات آئے گی آپ دوست کے پاس چلے جانا"۔ جوں جوں رات کے اندھیرے چھانے لگے حکیم صاحب کا گھر روشنیوں سے جگمگانے لگا لوگ آنے لگے، دوست آنے لگے، احباب آنے لگے، دیکھتے دیکھتے حکیم صاحب کا گھر روشنیوں سے چکا چوند ہو گیا۔ اور یہ گھر بقعہ نور بن گیا۔ میں رات کا منتظر تھا مگر یوں محسوس ہونے لگا کہ صبح نمودار ہو رہی ہے۔ روشنیاں پھیلنے لگی ہیں۔ وڈیو کیمرے کام کرنے لگے دھیمی آواز کے سپیکر نصب ہو گئے۔ حساس مائیک سامنے آ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے حکیم صاحب کا گھر روشن چہروں سے جگمگانے لگا۔ یہ سب ان کے احباب تھے۔ یہ سب ثناء اللہ بٹ کی نعت سننے کے مشتاق

تھے۔ یہ سب شمع رسالت ﷺ کے پروانے تھے۔ جو حضور ﷺ کی مدحت سننے کے لیے دُور، دُور سے آئے تھے۔

یہ لو! نور محمد جرال آ پہنچے۔ لوگوں کی نگاہوں نے اُٹھ اُٹھ کر انہیں سلام کیا۔ نور محمد جرال پاکستانی نعت خواں ہیں۔ محمد اعظم چشتی مرحوم کے شاگرد ہیں۔ ایک عرصہ سے جدہ میں مقیم ہیں۔ جب نعت پڑھتے ہیں خوب پڑھتے ہیں اور مجالس نعت میں جان محفل بن جاتے ہیں۔ نعت رسول کے لیے کنج لب کو وا کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ بادِ نو بہاری چل پڑی ہے۔ محفل پر پھول برسنے لگے ہیں۔ تعارف ہوا تو میرے پاس آ بیٹھے، ثناء اللہ بٹ کے دیرینہ آشنا ہیں۔ آج کی محفل میں مجھے مہمان سپیکر کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا۔ آغاز یہ نعت نور محمد جرال کی خوش آوازی سے تھی۔ جناب جرال اپنی شیریں آوازی اور دلنوازی سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا کلام سنانے لگے۔

سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

دل بستہ و خون گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے میرے آقا کا دہن پھول

دندان و لب و زُلف و رُخ شہ کی فدائی
ہیں درِ عدن، لعلِ یمن، مشکِ ختن پھول

نور محمد جرال نعت پڑھتے جا رہے تھے۔ محفل میں پھول بکھیرتے جا رہے تھے۔ دل چاہتا تھا کہ وہ پھول بکھیرتے جائیں۔ پھول برساتے جائیں۔ پھول لٹاتے جائیں اور

ہم پھول سمیٹتے جائیں۔ پھولوں سے جھولیاں بھرتے جائیں اور دل و دماغ کو خوشبوؤں سے معمور کرتے جائیں۔

مجھے اشارہ ہوا کہ میر محفل جناب محمد ثناء اللہ بٹ کو دعوت نعت خوانی دوں۔ نور محمد جرال نے محفل کا رنگ حضور سرور کائنات کے سراپا سے گلگوں کر دیا تھا۔ میں محمد ثناء اللہ بٹ کے سامنے مائیک رکھتے ہوئے کلام رضا سے حضور کے سراپا پر نعت پڑھنے کی فرمائش کی۔ محمد ثناء اللہ بٹ رمضان کا سارا مہینہ میرے ساتھ شہر حبیب میں رہے۔ رات کو محافل نعت کی رونق ہوتے تھے۔ شاید ہی مدینہ کی کوئی رات آئی ہو جب ثناء اللہ بٹ نے کسی نہ کسی محفل میں نعت نہ سنائی ہو۔ وہ گویا ہوئے۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمان نقصِ جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے جس کا دھواں نہیں

وہ اعلیٰ حضرت کی یہ نعت سناتے گئے اور گرہ پر گرہ لگاتے گئے۔ سامعین لطف اندوز ہی نہیں محظوظ ہوتے گئے۔ اور ایک ایک مصرع پر داد دیتے گئے۔ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ نعت ختم ہوئی تو نعت خوان گرامی نے ایک اور نعت کا آغاز کیا۔ جس میں حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کے سراپا کو ایک اور انداز سے پیش کیا۔

مشک سا زُلف شہ و نور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلب حبیب تتار دامن

یہ اتنی مشکل نعت تھی جس میں حضور کی زلف مشکبار اور روئے اقدس کو نہایت لطیف انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگس مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

حضور کے سروقد کو کس انداز میں بیان کیا جارہا ہے۔

تیرا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروچماں نہیں

بے مثل آقا کے بے مثل قد کو نادر دہر کہہ کر اس کی تشبیہ لانے سے عجز کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم کے عارض، گیسو، ہاتھ اور ایڑیوں کی اعلیٰ حضرت نے ان سراپائی الفاظ کو کئی کئی ردیفوں میں بیان کیا ہے۔ نعت خواں گرامی ان نعتوں کو پڑھتے گئے اور اہل مجلس کے لطف میں اضافہ کرتے رہے۔

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور نے بڑھ کے شکن ناز سے وارے گیسو

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

عارضی شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوش تر ایڑیاں

نار دوزخ کو چمن کر دے بہار عارض
ظلمت حشر کو دن کر دے نہار عارض

ان مطالع کی پوری پوری نعت پڑھتے گئے اور رنگ محفل میں اضافہ کرتے گئے۔

امام احمد رضا نے حضور کی بارگاہ میں سلام رضا پیش کیا ہے جو "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں

سلام'' کے مطلع کمال سے فضاؤں میں نور بکھیر تا رہتا ہے۔ اہل تحقیق بتاتے ہیں کہ سلام رضا میں حضور کے سراپا پر ایسے ایسے اشعار ہیں، جنہیں اہل محبت حرزِ جان بناتے ہیں۔ قدو قامت، طلعت فرق اقدس، گیسوئے معنبر، زلفوں میں شانہ کا انداز، زلفوں کے درمیان مانگ کا حسن و جمال، گوش مبارک، جبین کمال بھنوؤں، پلکوں، آنکھوں، ناک، رخسار، رنگت، جسامت، ریش خوش معتدل، لب، دندان، دہن، زبان، شکم، کمر، زانو، مہر نبوت، پشت مبارک، دست پاک، بازو، کلائی، ہتھیلی، انگلیوں، انگلیوں کے ناخن کو جس انداز سے بیان کیا ہے وہ اہل تحقیق و تجسیس ہی جانتے ہیں یا اہل ذوق کو اندازہ ہے۔

حکیم نذیر احمد چشتی صاحب کے گھر کی یہ نورانی محفل ابھی نعت اور سرور محبت رسول سے سرشار تھی۔ سامعین کاسہ چشم کھولے اور دامن سماعت بچھائے، حضور کی نعت سن رہے تھے۔ رات کا ایک بج چکا تھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی۔ مجھے جدہ میں جس دوست کے پاس رات گزارنے جانا تھا وہ انتظار کرتے کرتے خود اسی محفل میں آ پہنچا تھا۔ اور رنگ محفل دیکھ کر شریک محفل ہو گیا۔ مجھے تسلی ہو گئی ادھر ہمارے میزبان گرامی جناب حکیم نذیر حمد چشتی کی لمحہ بہ لمحہ خدمت گزاری کے لیے مہمانوں کی آمد، شرکاءِ محفل پر نگاہ، نعت خواناں گرامی پر محبت کی نظر پھر وڈیو کیسٹ لاؤڈ سپیکر کے نظام پر تکنیکی نظر تھی، رات ڈھلتے جا رہی تھی، خوشبو دار قہوے کا ایک دور چلنے لگا۔ سامعین خوش کلامی کے ساتھ شیریں دہنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ثناء خوان رسول کے سامنے سے مائیک ہٹایا گیا۔ سپیکر کی آواز بند ہو گئی تو نور محمد جرال صاحب نے اپنی گفتگو کو نسیم بہاری بنا کر محفل کو کشت زعفران بادیا۔

اللہ اللہ! یہ نورانی محفل، یہ اہل محبت کی مجلس، یہ نعت خوانان رسول ﷺ کا حلقہ، یہ زائرانِ حرمین کا زاویہ، جناب جرال، اعلیٰ حضرت کی زبان بن کر حضور کے سراپا کے مناظر بڑے پیارے انداز سے آگے بڑھانے لگے اور مجھ سے داد لینے کے لیے توجہ دلانے لگے۔

آپ نے فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضور نبی کریم ﷺ کے سراپا مبارک کو جب بھی پیش کیا ان کا ماخذ قرآن تھا۔ منبع احادیث نبوی تھا۔ حوالہ ترمذی شریف کے صفحات تھے۔ انہوں نے حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے ''قصیدہ ہمزیہ شریف'' کا ایک شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یوں ہے:

لوگوں نے تو آپ کی صرف صورت دیکھی ہے میں نے تو آپ کی صفات کو ان چمکتے ہوئے ستاروں کی روشنیاں بیان کی ہیں جو سمندر کے صاف پانی میں عکاسی کرتے رہتے ہیں۔ جناب نور محمد جرال نے سلام رضا کے حوالے سے حضور کے سراپا کی طرف گفتگو کا رُخ فوراً بدلا اور فرمانے لگے۔

ریش خوش معتدل، مراہم ریش دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

میں نے بات بڑھاتے ہوئے سلام رضا کا ایک شعر عرض کیا۔

خط کی گرد دہن وہ دل آراء پھبن
سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

حاضرین میں سے ایک سخن فہم نے یہ شعر سن کر فرمایا۔ یہ شعر حضور ﷺ کے سراپا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سیرت رسول ﷺ کا ایک پہلو بھی پیش کرتا ہے۔ ریش خوش معتدل اور ریش دل۔ یہ صنعت تجنیس کا اہتمام ہے۔ ریش مبارک چاند کا ہالہ بن کر چہرہ انور پر پھب رہی ہے۔ پھر نہر رحمت کا سبزہ بن کر دلوں کو موہ رہی ہے۔ چہرہ اقدس کو ماہ ندرت کہا ہے ماہ نو، ماہ چاردہ شب، ماہ عید، ماہ کامل، تو شعراء کے کلام میں ملتا ہے مگر ''ماہ ندرت''، تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ہی خوبصورت اصطلاح ہے۔ چاند کے گرد ہالہ دیکھ کر باران رحمت کی امید لگ جاتی ہے۔ حضور ﷺ کے چاند سے چہرے کے اردگرد باران

فضل مصطفیٰ ﷺ کی آمد کی علامت ہے۔ جو دلوں کے کشک صحرا و بیابان کو گل و گلزار کا گہوارہ بنا دیتا ہے۔

ابھی محفل نعت میں اہل محبت کی گفتگو جاری تھی کہ رات کے دو بج گئے۔ میز بان گرامی نے سلام پڑھنے کی فرمائش کی۔ تو ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی دلنوازیاں گونجنے لگیں۔ جناب محمد ثناء اللہ اور جناب نور محمد جرال صاحبان نے مل کر سلام پڑھا تو ساری محفل فرط عقیدت سے جھوم اُٹھی۔

ایسی محافل کے بعد کھانے کے وسیع دستر خوان بچھتے ہیں اور دربارِ مصطفیٰ ﷺ کے اردگرد بسنے والے میز بانوں کے دستر خواں تو اتنے وسیع ہوتے ہیں کہ بھوک اور تشنگی دستر خوان کے دامن پر ہی دم توڑ دیتی ہے مگر یہاں ہم اپنے میز بان گرامی کا انداز میز بانی بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتے جو عرب کے سارے میز بانوں سے جداگانہ ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھاتے ہیں۔ تو بار بار ٹشو پیپر سے صاف کرتے جاتے ہیں ان پر برتن سجاتے جاتے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھوں سے تولیے کا استعمال کرتے ہیں کھانے کے لیے چمکتے ہوئے چمچے جب قطار در قطر سامنے آتے ہیں تو مہمانوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ اب خوشبودار بریانی کے طباق سجنے لگتے ہیں پھر ٹشو پیپرز سے کئی بار چمکائی ہوئی پلیٹیں صف در صف سامنے آتی ہیں۔ اس سارے عمل کے درمیان مجال ہے کہ میز بان گرامی کسی دوسرے شخص کو کسی چیز پر ہاتھ لگانے دیں، ڈشوں میں سجا ہوا گوشت سامنے آتا ہے، آبِ زم زم کے کٹورے دستر خوان پر سج جاتے ہیں، یہ سارا کام تنہا اتنی مستعدی اور مشاقی سے ہوتا ہے کہ مجال ہے کسی مہمان کی زبان پر حرف شکایت انتظار آئے۔

اب کھانے والوں کا ذوق چشیدنی اور کھلانے والے کی نگاہ دیدنی ہوتی ہے۔

ایک ایک کے پاس جائیں گے۔ فاروقی صاحب یہ گوشت تو میں نے قصائی کے پاس بیٹھ کر

آپ کے لیے ہی کٹایا تھا۔ بٹ صاحب یہ بکرا تو میں نے اپنے سامنے ذبح کرایا تھا۔ قصائی ذبح کرتے وقت احتیاط نہیں کرتے۔ جرال صاحب اس بریانی میں جو زعفران ڈالا ہے وہ مدینہ سے لایا ہوں۔ آپ تو میرے ساتھ ہی تھے۔ رحمانی صاحب مدینہ کے مضافات کا پودینہ تو بے مثال ہے۔ آپ کے لیے تازہ تازہ لایا ہوں۔ شاہ صاحب یہ چانپیں چکھ کر تو دیکھیں۔ ایک ایک مہمان کے پاس جائیں گے اور انہیں کھانا کھانے کی اس انداز سے ترغیب دیں گے کہ مہمان ہاتھ کھینچتے کھینچتے تازہ دَم ہو کر پھر کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اب دور سے نگاہ پڑی۔ دوڑے دوڑے آئے فاروقی صاحب آپ غالباً پہلی بار آئے ہیں۔ ہمارے ہاں شام کا کھانا رات کے دو بجے کھایا جاتا ہے۔ مگر کوئی بات نہیں محفل نعت میں بھوک اور پیاس کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ لیکن آپ میرے ہاتھ کی پکی ہوئی جب تک ساری چیزیں نہ چکھ لیں گے میں آپ کے جہاز کی سیٹ OK نہیں ہونے دوں گا۔ یہ روسٹ تو چکھیں، میں نے خود بھونا ہے۔ پھر بریانی میں مدینہ کی الائچیاں اور زعفران تو صرف آپ کی خاطر ڈالا تھا۔ واعظوں اور نعت خوانوں کے لیے نہ مرغی پکاتا ہوں۔ یہ بیچاری صرف انڈے دینے کے لیے فارموں میں بند رہتی ہیں۔ نہ میں مچھلی لاتا ہوں یہ جدہ کے وسیع سمندر کے نمکین پانی میں پلتی ہیں۔ بس میں تو بکرے کا گوشت اپنے سامنے ذبح کرا کے لاتا ہوں اور بکرے بھی وہ جو وادیٔ بطحا کی گھاس سے جوان ہوتے ہیں۔

محفل نعت، نعت خوانان رسول کی خوش آوازی سے معمور ہے اعلیٰ حضرت کے کلام میں سراپائے حضور ﷺ کے بیان سننے کے بعد اتنی مہمان نوازی بس ہمارے میزبان جناب حکیم نذیر احمد صاحب چشتی کا ہی حصہ ہے۔ یہ بات اس لیے قارئین ''جہانِ رضا'' کی خدمت میں سنا رہا ہوں کہ اگر وہ بارگاہِ رسول میں حاضری دیں تو ہمارے میزبان سے جدہ میں ملاقات کرنا نہ بھولیں۔

جہاں ہم ہیں وہاں کام و دہن کی آزمائش ہے!

پھر دیکھو مجھے ''شہر محبت'' نے بلایا

اس سال پھر مجھے شہر محبت نے بلالیا۔ مولد النبیؐ پہنچے۔ کعبۃ اللہ دیکھ کر لبیک اللھم لبیک زبان پر آیا، طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی سعادت ملی اور عمرہ کے شرائط مکمل کرنے کے بعد شہر محبت کی کشش نے پکارا۔

کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو!

ہمارا قافلہ کعبے کے کعبہ، بارگاہ رسول ﷺ کی جانب روانہ ہوا۔ قافلہ مکہ مکرمہ کی پہاڑی وادیوں سے گزرتا ہوا مدینہ کی طرف رواں دواں تھا۔ میں ان راہوں کو دیکھ رہا تھا۔ ان وادیوں میں سے گزر رہا تھا۔ جو وادیاں حضور ﷺ کے لیے اپنے دامن بچھائے پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ خوبصورت وادیاں، یہ نکیلے پتھروں والی وادیاں، یہ خشک پہاڑوں سے گھری ہوئی وادیاں یہ کہساروں اور بیابانوں کی شہزادیاں، ہمارے قافلے کو راستہ دیتی جاتی تھیں۔ ہماری نگاہیں راستے کے ہر پتھر کو دیکھتیں تو یوں محسوس ہوتا کہ اس پتھر نے حضور ﷺ کے مبارک قدم چومے ہوں گے۔ ان خاک کے ذرّوں نے حضور ﷺ کی اونٹنی کے قدم کو چومنے کی سعادت حاصل کی ہوگی اگرچہ اس بات کو صدیاں گزر گئیں پہاڑ اور جنگلات کٹ کر شاہراہیں بن گئیں ''موٹروے'' تیار ہو گئے مگر ابھی تک حضور نبی کریم ﷺ کے نقش پاک کی شوخی بتا رہی تھی۔

ع   کہ اس راہ سے گزرے تھے کبھی سرورِ عالم!

ہمیں شاہراہ مکہ سے کوئی سروکار نہیں تھا اس نے تو تین سو میل تک ہمارے

کاروان کو لے جانا تھا۔ ہمیں ان تیز روسیاروں (کاروں) سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ جو پل بھر میں کہیں سے کہیں لے کر نکلے جا رہے تھے۔ ہماری نگاہیں تو حضور پاک کے نقشِ پا کی تلاش میں تھیں۔ ہم مکہ سے نکلے تھے مختلف پہاڑوں کو چیرتے، خوبصورت وادیوں کو طے کرتے جا رہے تھے۔ کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد مدینہ کی ٹھنڈی ہوائیں نسیم جان بن کر آنے لگیں۔ خشک پہاڑیوں کے بجائے سرسبز پہاڑیاں دکھائی دینے لگیں۔ خشک وادیوں کے بجائے کھجوروں سے ہرے بھرے باغ دکھائی دینے لگے۔ یہ وادی بطحاء ہے، یہ وادی طیبہ ہے، یہ وادی مدینہ ہے۔

باد رحمت سنک جائے
وادی جاں مہک جائے
جب چھڑے بات تیرے طیبہ کی
غنچۂ دل چٹک جائے

ہمارے خیالات مدینہ کی گلیوں کی سیر کرنے لگے۔ ہمارے خیالات شہر محبت کے کوچوں میں گھومنے لگے۔ راستہ میں ہی دربار مصطفیٰ ﷺ کی رعنائیوں کے تصور سے دل و دماغ معطر ہونے لگے اور دربار مصطفیٰ ﷺ کی رونقوں کا تصور کر کے دماغ پر ایک غنودگی سی چھانے لگی۔ خدا معلوم ہمارے دل میں یہ خیال کیسے آیا کہ اس بار تو حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر بلانا ہے زیارت کرنی ہے اگرچہ یہ بہت بڑی جسارت تھی مگر

دل کا خدا بھلا کرے یہ نہیں اختیار میں

بار بار دل میں آتا کہ حضور ﷺ ہمارے ''غریب خانے'' میں ضرور تشریف لائیں گے اور ہمارے غریب خانے کو فردوس جناں بنا دیں گے، خدا معلوم یہ تمنا، یہ آرزو دل میں کیوں سما گئی، بھلا دو جہان کے شہنشاہ کو ہم اپنی جھونپڑی میں کیسے بلائیں گے؟

آنکھوں کو آج ہجر کے غم سے چھڑاؤں گا
صحرائے دل کو شہر مدینہ بناؤں گا
خلوت کدہ بناؤں گا اک وسط شہر میں
گلہائے آرزو سے پھر اس کو سجاؤں گا
پلکوں سے اپنی جھاڑ کر فرش حریم ناز
اک سمت تخت ختم رسالت بچھاؤں گا
اس تخت نازنین پہ باجاہ و احتشام
دو جگ کے تاجدار کو لاکر بٹھاؤں گا
پھر ان کے پائے ناز پہ رکھ کر سرنیاز
سوئے ہوئے نصیب کو اپنے جگاؤں گا
اک نذر پیش کر کے درود و سلام کی
سلطان دو جہاں کو پھر یہ سناؤں گا
یا رسول اللہ، انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا
انی فی بحر ہم مغرق ، خذیدی سھل لنا اثقالنا

جب شہر حبیب میں قدم رکھا، ایک مکان لیا، حجرہ سجایا اور خود سج دھج کر بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوا، دیکھا تو شہنشاہِ دو جہاں کا دربار سجا ہوا ہے، حضور ﷺ ایک مرصع تخت پر جلوہ افروز ہیں، ایک پہلو پر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، دوسرے پہلو پر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایستادہ پا ہیں، حدِ نگاہ تک عاشقانِ رسول ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ''لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں، پھیلی ہیں جھولیاں''۔ یہ لوگ سابقون ہیں، اوّلون ہیں، ان میں متقدمین ہیں، متاخرین ہیں، گورے ہیں، کالے ہیں، چھوٹے ہیں، بڑے ہیں،

عربی ہیں، عجمی ہیں، حدنگاہ تک صف بستہ بیٹھے ہیں، میری کیا مجال کہ ''دو جہاں کے تاجدار کو اپنے حجرۂ دل میں لے جا کر بٹھاؤں'' میں نے سارے قدسی مجمع پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ ''جاروکشوں میں نام لکھے ہیں، ملوک کے'' خیال آیا میں کہاں کھڑا ہوں یہاں تو مانگتے تاجدار پھرتے ہیں، میں ڈر گیا، سہم گیا، وہاں ہی دوزانو بیٹھ گیا، ہمت نے بازو پکڑ کر اُٹھایا تو یوں محسوس ہوا کہ ''رحمت کرفت آستینم کہ قم!''

''ریاض الجنۃ'' سے نکل کر مواجہہ شریف کی طرف بڑھا، ہجوم عاشقاں دیکھا تو قدم رُک گئے، تصور کی آنکھوں سے دیکھا تو مجمع میں ایک عاشق رسول ﷺ مولانا عبدالرحمٰن جامی چلے آ رہے ہیں۔ آتش فراق سے دامن تار تار ہے۔ ''از آتشِ فراقت جاں ہا کباب کردہ'' آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں جاری ہے اور زبان پر یہ اشعار رواں ہیں۔

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
زمہجوراں چرا فارغ نشینی

جامی ذرا رُک گئے۔ شاید فرطِ محبت سے ہچکی بندھ گئی ہو پھر یوں گویا ہوئے، یارسول اللہ ﷺ

ادیم طائفی نعلین پاکن
شراک از رشتہ جاں ہائے ماکن

یارسول اللہ ﷺ آپ طائف کے رنگے ہوئے چمڑے کے زرد جوتے زیب پا فرما کر ذرا باہر تشریف لائیں، ہم اپنی جانوں کے ریشوں کے تسمے بنا کر نعلین پاک کے نیچے آنکھیں بچھانا چاہتے ہیں۔

میں حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اشک آلود چہرے پر نظریں جمائے دیکھتا رہا، یہ وہی جامی ہیں جو خراسان کے قصبہ جام سے پاپیادہ چل کر ننگے پاؤں آتے ہیں تو گورنر مدینہ بذات خود سرحد پر جا کر اس عاشق رسول ﷺ کو روک دیتا ہے اور چالیس دن بعد اس عاشق رسول ﷺ کو حاضری کی اجازت ملتی ہے اس بار اونٹوں کے قافلے کے ساتھ آئے اور قافلہ سالار کو آمادہ کیا کہ وہ سامان قافلہ میں چھپا کر مدینے کی تنگ گلیوں سے ہوتے ہوئے بارگاہِ رسول ﷺ کے سامنے لے جائے ادھر گورنر مدینہ کو حکم ہوا کہ ہمارے جامی کو سرحد پر روک دیا جائے وہ جس واللّٰہیت اور تڑپ سے آرہے ہیں وہ کسی سے دیکھا نہ جائے گا، جامی سامان قافلہ سے برآمد ہوئے تو روک لیے گئے گورنر مدینہ نے ادب سے سر جھکا کر کہا آپ کی وجہ سے خواب میں مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے آپ میرے مہمان عزیز رہیں گے، جامی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولے

"سگت را کاش جامی نام بودے"

تو میں سیدھا کوچہ رسول ﷺ میں پہنچ جاتا۔ جامی میرے تصور کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو مجھے ایک سفید ریش شخص بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں کھڑا دکھائی دیا۔ یہ سعدی شیرازی ہیں۔ حضور ﷺ کے پاس کھڑے پنکھا ہلا رہے ہیں اور حضور ﷺ فرما رہے ہیں: "سعدیا باز بگو آنچہ بدیباچہ گلستان گفتہ" (سعدی ذرا مجھے وہ شعر تو سناؤ! جو تم نے گلستان کے دیباچہ میں کہے تھے) پھر سعدی کی زبان کھلتی ہے تو یوں گویا ہوتے ہیں:

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

جب سعدی کی زبان سے صلوا علیہ و آلہ نکلا تو سارے مجمع سے صلوا علیہ و آلہ کی دلنواز آواز گونج اُٹھی۔ دربارِ مصطفیٰ ﷺ صلوا علیہ و آلہ سے معمور ہو گیا۔

سعدی ابھی کھڑے ہی تھے کہ مجھے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (رحمۃ اللہ علیہ) مواجہہ شریف پر کھڑے دکھائی دیے۔ حضور ﷺ جلوہ فرما ہیں، اپنے نیاز مندوں پر نگاہ لطف کی بجلیاں برسا رہے ہیں، حضرت گولڑوی آپ کو دیکھ کر پکارتے ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تو شاناں سب بنیاں

پیر مہر علی شاہ صاحب نعت رسول سناتے گئے غالباً تھک گئے تو کہنے لگے۔

سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

مجھے پیر مہر علی شاہ پر رشک آنے لگا۔ میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر حد ادب نے روک دیا۔ میرا دل دھڑکنے لگا میری زبان پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ آیا تو دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی۔

خدا جانے یہ دھڑکن کیوں نہیں رکتی میرے دل کی
یہ آہٹ آپ کی تھی؟ آپ گزرے ہیں میرے دل سے

مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے آقا و مولی میرے دل سے گزر رہے ہیں۔

کانٹا میرے جگر سے غم روز گار کا

یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو

یارسول اللہ ﷺ! میں کچھ مانگنا چاہتا ہوں مگر اب کیا مانگوں

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

اگر چہ میرے ہاتھ اٹھے ہوئے تھے۔ مگر روضہ رسول کریم ﷺ کی جالی کے پاس کھڑے ہوئے ایک مطوعے نے غالباً مجھے آہ وزاری کرتے اور ہاتھ پھیلاتے دیکھ لیا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر کہنے لگا، ممنوع ممنوع، شرک شرک، میں نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بلال حبشی موجود ہیں وہ اُٹھے اور اس مطوعے کو کان سے پکڑ کر باہر چھوڑ آئے اور فرمانے لگے تم عاشقان رسول ﷺ کے مجمع میں کیا لینے آئے ہو۔ اسی وقت میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسان ؓ کو طلب فرمایا ایک تخت پر بٹھایا حضرت حسان بن ثابت ؓ یوں گویا ہوئے۔

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عیبوں سے پاک پیدا کیا ہے میں محسوس کرتا ہوں جیسے آپ نے چاہا تھا اللہ نے آپ کو ویسا ہی پیدا فرمایا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام پر حضور ﷺ تبسم فرمارہے تھے، داد دے رہے تھے اور دعا فرمارہے تھے، اے اللہ! حسان کو روح القدس کی زبان عطا فرما۔ حضرت حسان کی قسمت پر کسے رشک نہ آیا ہوگا۔ آپ حضور کی نعت بیان کررہے ہیں اور یوں معلوم ہورہا ہے حضرت جبریل اشعار ان کو زبان پر رکھتے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا حضرت حسان کی قیادت میں

حضور کے ثناء خوانوں کا ایک عظیم الشان قافلہ چلا آ رہا ہے لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں، اربوں عاشقان رسول ﷺ حضرت حسان کی گرد پا کا غازہ چہروں پر ملتے، بارگاہ رسول ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کر رہے ہیں مگر دربار مصطفیٰ ﷺ میں ادب کا یہ عالم ہے کہ جنید و بایزید بھی نفس گم کردہ حاضر ہو رہے ہیں۔ ضبط کا یہ عالم ہے کہ سب کچھ کہنے کے باوجود ایک سناٹا طاری ہے۔ ہر شخص سب کچھ کہہ رہا ہے مگر خاموشی کا ایک پہرہ ہے۔ ''جبریل پر بچھائیں تو یہ کہ کسی کو خبر نہ ہو'' آنکھوں سے اشک رواں ہیں مگر لبوں پر خاموشی کی مہریں لگی ہوئی ہیں۔

- رکھ رکھاؤ اس آنکھ کا دیکھ
  چپ کی چپ اور بات کی بات!

میں ان دلنواز جلوؤں کے درمیان ساری رات کھڑا رہا۔ بارگاہ رسالت ﷺ کی رونقیں دل و دماغ کو روشن کرتی رہیں۔ مسجد نبوی میں تہجد کی اذان گونجی تو چار لاکھ انسان اللہ کی بارگاہ میں صف بستہ ہو کر سربسجو ہو گئے۔

مدینہ میں امہات المومنین کے حجرے

شہر محبت کی کشش اور وہاں کی حاضری دل کی دھڑکنوں میں بسی رہتی ہے۔ اس شہر محبوب کی ہر گلی، ہر کوچہ اور ہر گوشہ...... "کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست"...... کی تصویر نظر آتا ہے۔ آج ہم اپنے قارئین کو ہمراہ لیے اپنے آقا و مولیٰ کے گھر کی دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو کر حاضری کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ حضور کی ازواج مطہرات کے حجروں کا تذکرہ اور حجروں کے بعد بارگاہ مصطفیٰ ﷺ اور مسجد نبوی کی دیواروں کے سایہ میں چند لمحے گزارنا چاہتے ہیں۔

یہ مقالہ ہمارے ایک دوست فیروز الدین احمد فریدی نے تیار کیا اور ہم اسے نوائے وقت لاہور کی شکریہ کے ساتھ ان اوراق کے دامن کی نذر کر رہے ہیں۔

رسول کریم ﷺ آج جہاں آرام فرما ہیں وہاں سوا چودہ صدی پہلے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ آباد تھا۔ اس کی لمبائی تقریباً ۱۶ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ تھی جو ہمارے عام کمروں کا سائز ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہمارے مکانوں میں اس طرح کے کمرے ایک سے زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ غسل خانہ، باورچی خانہ اور گھر والوں کے کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، باتیں کرنے اور مہمانوں کو بٹھانے کے لیے الگ جگہیں ہوتی ہیں۔ مگر مدینے کے اس حجرے میں کوئی غسل خانہ تھا نہ باورچی خانہ، کھانے کے لیے کوئی الگ جگہ تھی نہ مہمانوں کے لیے ڈرائنگ روم جو کچھ تھا بس یہ دو سو مربع فٹ کا گھر تھا، ہمارے کمروں کی اونچائی اتنی رکھی جاتی ہے کہ کوئی فرش پر کھڑا ہو اور ہاتھ بلند کرے تو اس کا ہاتھ چھت پر لگے ہوئے پنکھے کے پروں سے نہ ٹکرائے۔ مگر اس قدیم

اور مقدس حجرے کے بارے میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں اپنے لڑکپن میں یہ حجرہ دیکھنے جایا کرتا تھا جب کھڑا ہوتا تو میرا ہاتھ ان کی چھت سے لگ جاتا تھا۔

واضح رہے کہ حضرت حسن بصری رسول کریم ﷺ کی اہلیہ محترمہ کی کنیز کے بیٹے تھے۔ یہ تھی رسول ﷺ کی ازواج مطہرات کی رہائش گاہوں کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی۔ ان کی دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھتیں کھجور کے درخت کے پتوں کی بنی ہوئی تھیں۔ اللہ جانتا ہے کہ تیز بارش اور سخت گرمی میں یہ چھتیں اپنے مکینوں کی حفاظت کیسے کرتی ہوں گی؟

رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ آپ کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے متصل شمال کی سمت میں تھا۔ واضح رہے کہ مدینہ منورہ میں قبلے کا رُخ جنوب کی طرف ہے۔ ان دونوں حجروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے اور اب یہ دونوں جگہیں گنبدِ خضرا کے سائے میں ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کے مشرقی جانب اور اس کے بالکل پیچھے اور متصل رسول اللہ ﷺ کی دوسری اہلیہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا۔ محل وقوع سمجھنے کے لیے یاد رہے کہ مسجد نبوی کے مشرق کی طرف 'جنت البقیع' تھا اور ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے جنوب یعنی قبلے کی سمت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے متصل تو نہیں لیکن اس کے سامنے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔ پچھلے چودہ سو برسوں سے اربوں عاشقان رسول ﷺ آپ کی لحد کے سامنے کھڑے ہو کر پرنم آنکھوں سے آپ پر درود و سلام بھیجتے رہے ہیں تو ان میں سے بیشتر کو یہ علم نہیں ہو گا کہ وہ زمین کے اس ٹکڑے پر کھڑے ہیں جو چالیس برس سے زیادہ حضرت حفصہ کی رہائش گاہ رہی ہے۔

ازواج مطہرات کے حجروں کے درمیان ایک انتہائی تنگ گلی تھی جس میں ایک وقت میں ایک آدمی بمشکل گزر سکتا تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت

حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے اپنے حجروں میں بیٹھی ہوئی ایک دوسرے سے باتیں کر لیا کرتی تھیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ صرف ایک اور حجرے کا صحیح محل وقوع معلوم ہے اس چوتھے حجرے میں آپ کی چوتھی اہلیہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف دو ماہ رہیں۔ رسول کریم ﷺ سے شادی کے دو ماہ بعد جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ نے حضرت ام سلمہؓ سے شادی کی جو اگلے چھپن برس یہاں رہائش پذیر رہیں ازواج مطہرات میں حضرت ام سلمہؓ نے سب سے زیادہ عمر پائی اور سب سے آخر میں وفات پائی ان کا وصال رسول کریم ﷺ کی وفات کے تقریباً نصف صدی بعد ہوا اور کربلا کا سانحہ ان کی زندگی میں پیش آیا گو بعض مورخین اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کربلا کے سانحے سے پہلے ہی وفات پا گئی تھیں۔

حضرت ام سلمہؓ کے حجرے کے بعد ایک قطار میں شمال کی جانب مزید پانچ حجرے وقتاً فوقتاً بنتے گئے جو رسول اللہ کی پانچ دیگر ازواج مطہرات کی رہائش گاہ تھیں۔ ہر حجرے سے ملحق تقریباً اس سائز کا ایک چھوٹا عقبی صحن ہوتا تھا جس کے گرد کھجور کے درختوں کی شاخوں سے باؤنڈری بنا دی جاتی تھی۔ صحن کے اوپر جانوروں کے بالوں سے بنے ہوئے موٹے جھوٹے کمبل ڈال دیے جاتے تھے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔

بالائی سطور سے یہ نقشہ سامنے آتا ہے کہ مسجد نبوی کے احاطے کے مشرقی حصے میں قبلے یعنی جنوب کی سمت سب سے پہلا حجرہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش گاہ تھا۔ اس کے نیچے شمال کی جانب پہلی قطار میں ایک دوسرے سے متصل دو حجرے تھے ان میں ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا جو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے بالمقابل تھا اور دوسرا حضرت سودہ کا تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے سے پیچھے مشرق کی سمت یعنی 'جنت البقیع' کے جانب تھا۔ اس کے بعد کی اگلی

اقطار میں پھر دو حجرے تھے جن میں سے ایک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے سے متصل اور اس کے شمال مغرب میں تھا اور اس کا دروازہ بھی مسجد نبوی میں کھلتا تھا اور دوسرا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا جو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے نیچے اور اس کے شمال مشرق میں تھا یعنی 'جنت البقیع' کی جانب۔

زمین کا وہ خوش نصیب ٹکڑا جسے آج گنبد خضرا نے ڈھانپا ہوا ہے سوا چودہ سو برس پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے تھے اور کسی حد تک حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے سے نیچے شمال کے رُخ پانچ اور حجرے تھے۔ یہ دو دو سو مربع فٹ کے وہ نو حجرے تھے جن میں اللہ کے آخری رسول ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دس برس گزارے۔ یہ تھیں وہ اقامت گاہیں جن میں آپ سوتے، اُٹھتے، بیٹھتے، محو گفتگو ہوتے عبادت میں مشغول ہوتے جن میں سے بعض میں حضرت جبرئیل آتے رہے۔ آپ پر وحی اُتری اور جن میں سے ایک میں آپ نے وفات پائی اور آج وہیں آرام فرما رہے ہیں۔

اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ جب کوئی زائر مسجد نبوی میں ''ریاض الجنۃ'' کے پاس گنبدِ خضرا کے نیچے سبز جالیوں میں نصب پہلے گول دائرے کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اسکے اور رسول کریم ﷺ کے درمیان ظاہری طور پر چند گزوں کا فاصلہ ہوتا ہے سبز جالیوں کے اندر سب سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس کے بعد ڈھائی تین فٹ چوڑی وہ تنگ گلی والی جگہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجروں کے درمیان سے گزرا کرتی تھی اور اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ کا وہ حجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جس میں جنوب مغرب یعنی قبلے اور ریاض الجنۃ کی اطراف سے پہلی لحد رسول کریم ﷺ کی ہے اور اس سے ذرا اور نیچے

شمال کی جانب پہلے آپ کے سر اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس سے ذرا نیچے آپ کے دوسرے سر اور خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد اور حضرت عمر حضرت حفصہ کے والد تھے۔ یہ تینوں قبریں تقریباً ایک مربع شکل کی مہر بند چار دیواری میں ہیں جو حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہوتی تھی اور اس چار دیواری کے گرد ایک 'پانچ دیواری' کھڑی ہے۔ زائر کو جالی کے اندر جو نظر آتا ہے وہ اس 'پانچ دیواری' کا جنوبی یعنی قبلے کے رُخ والا حصہ ہے۔

رسول کریم ﷺ کی وفات کے تقریباً اسی برس بعد اموی خاندان کے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں مدینے کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ نے مسجد نبوی کی توسیع کا حکم دیا، مسجد نبوی کا رقبہ جس میں پہلی توسیع رسول کریم ﷺ، دوسری توسیع خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیسری توسیع خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرائی تھی اب اسلامی مملکت کی محیر العقل توسیع ہو چکی تھی اور مسلمانوں کی آبادی میں نمایاں اضافے کی وجہ سے ایک بار مسجد نبوی کا صحن پھر تنگ پڑ گیا تھا۔ یہ بات ۹۱ (مطابق ۷۱۰ء) کی ہو رہی ہے۔ اس وقت رسول کریم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں چنانچہ خلیفہ کی ہدایت پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ چھوڑ کر باقی تمام حجروں کو گرا کر ان کی زمین مسجد نبوی کی توسیع کے لیے استعمال کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ جس روز یہ حجرے گرائے گئے اس دن مدینے میں ہر آنکھ اشک بار تھی لوگ کہہ رہے تھے اور ایک عرصہ بعد تک کہتے رہے کہ یہ حجرے جوں کے توں برقرار رکھنے چاہئیں تھے تاکہ بعد میں آنے والی نسلوں کو معلوم ہوتا کہ ان کے آقا و مولا نے اپنی عمر شریف کے آخری دس برس کس انداز میں گزارے حالانکہ فتح خیبر کے بعد اتنے مکانات، باغات اور محلات آپ

کے قبضے میں آئے پھر عرب کی آدھی سرزمین آپ کے قدموں کے نیچے تھی اگر وہ چاہتے تو اپنے اور اپنی بیٹی اور ازواج مطہرات کے لیے پختہ اور آرام دہ محلات بنوا سکتے تھے مگر آپ کا وہی حجرہ قیام گاہ رہا۔

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور چار دن سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا
تھے دوسروں کے واسطے سیم و زَرو گوہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا
کسرٰی کے تاج روندتے تھے پاؤں کے تلے
اک بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کو نہ صرف برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا بلکہ بعد میں اس کی تعمیر نو کی اور اس کے گرد ایک اضافی بیرونی دیوار بھی بنوائی لیکن اس تعمیر نو اور توسیع مزید کے دوران جب یہ حجرے گرائے گئے تو ایک رات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کی مشرقی دیوار خود بخود گر گئی اس بارے میں ایک معاصر عبداللہ بن محمد عقیل بتاتے ہیں۔

'اس رات مدینہ منورہ میں بارش ہو رہی تھی۔ میرا معمول تھا کہ رات کے آخری حصے میں مسجد نبوی میں حاضری دیتا، پہلے رسول کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجتا اور پھر نماز فجر تک مسجد نبوی میں رہتا۔ میں حسب معمول رات کو نکلا ابھی میں مغیرہ بن شعبہ کے مکان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اچانک ایک ایسی خوشبو آئی جو میں نے کبھی نہیں محسوس کی تھی۔ مسجد نبوی پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی ایک دیوار گری ہوئی ہے میں اندر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کیا میں ابھی

وہیں تھا کہ مدینے کے گورنر عمر بن عبدالعزیز بھی آ گئے۔ ان کے حکم پر کوٹھڑی کو ایک بڑے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا علی الصبح مستری بلایا گیا اور اسے کوٹھڑی کے اندر جانے کو کہا گیا مستری نے کہا کہ اس کے ساتھ کوئی اور شخص بھی ساتھ اندر چلے، گورنر عمر بن عبدالعزیز چلنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے) قاسم بن محمد بن ابوبکر اور (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے) سالم بن عبداللہ بن عمر بھی تیار ہو گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دیکھا تو کہا کہ ہمیں اس مقدس مقام کے مکینوں کے سکون میں خلل ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ انہوں نے صرف اپنے آزاد کردہ غلام کو اندر جانے کے ہدایت کی جس نے بعد میں بتایا کہ پہلی قبر دوسری قبروں کے مقابلے میں تھوڑی سی نیچی تھی۔

اس واقعے سے کم از کم ۳۵ برس پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہی پوتے اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں ان کی اجازت سے یہ تینوں قبریں دیکھ چکے تھے۔ جب انہوں نے یہ قبریں دیکھیں تو یہ سطح زمین سے نہ بہت بلند تھیں۔ نہ سطح زمین کے ساتھ لگی تھیں۔ تینوں قبروں پر سرخ رنگ کی مٹی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور کے ایک ہم عصر کا بیان ہے کہ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں یہ تینوں قبریں دیکھیں جو سطح زمین سے تقریباً چار انچ اوپر تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے گرد جو چار دیواری بنوائی، اس میں ایسے ہی سیاہ پتھر استعمال کیے گئے، جیسے کعبے کی دیواروں میں نصب ہیں۔ اس بات کی تصدیق سیکڑوں برس بعد ان لوگوں نے کی جنہوں نے صدیوں بعد ہونے والی مرمت کے دوران اس مہر بند کمرے کو دیکھا اس چار دیواری کے گرد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جو پانچ پہلوؤں والی بیرونی دیوار کھنچوائی تھی اس میں پانچ پہلو رکھنے کی مصلحت یہ تھی کہ اللہ کے رسول کی آخری آرام گاہ کا طرز تعمیر اللہ کے گھر کے طرز تعمیر سے مختلف رہے جو مستطیل نما یعنی چار پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

پانچ پہلوؤں والی اس بیرونی دیوار کا نقشہ کچھ اس طرح ہے کہ جب آپ اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں گول دائرے بنے ہیں اور جس کے سامنے رسول اللہ اور ان کے دو خلفاء آرام کر رہے ہیں تو سبز جالیوں کے بیچ میں جو آپ کو نظر آتا ہے وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی اس بیرونی دیوار کا جنوبی حصہ ہے جو خط مستقیم کی طرح ہے۔ اگر آپ کو سبز جالی میں سے اندر جھانکنے کا خوش قسمتی سے موقع ملا تو آپ کو عربی تحریروں سے مزین سبز کپڑا نظر آئے گا یہ سبز غلاف ہے جو عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی اس بیرونی دیوار کے جنوبی حصے پر چڑھا ہوا ہے۔

اگر آپ یہاں سے آگے چل کر بائیں طرف مڑیں تو آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی اس بیرونی دیوار کے مشرقی حصے کی طرف آ جائیں گے۔ جو 'جنت البقیع' کی جانب ہے۔ مشرق کی سمت یہ بیرونی دیوار جو ظاہر ہے کہ سبز جالی کے اندر ہے خط مستقیم میں نہیں ہے۔ اس طرف دیوار دو حصوں میں ہے جنوب (یعنی قبلے کی جانب) سے شمال کو جاتے ہوئے بیرونی دیوار وتر کا زاویہ بناتی ہوئی شمال مغرب کی طرف مڑ جاتی ہے۔

اگر آپ ''مواجہہ شریف'' کے آگے جا کر بائیں طرف مڑنے کے بجائے 'مواجہہ شریف' کے مغربی سمت مڑیں تو آپ 'ریاض الجنۃ' میں داخل ہو جاتے ہیں اس کے بالمقابل سبز جالیوں کے اندر بیرونی دیوار کا مغربی پہلو ہے۔ یہ پہلو بھی خط مستقیم میں نہیں ہے۔ اس طرف بھی دیوار دو حصوں میں ہے۔ جنوب سے شمال کو جاتے ہوئے آپ کو سبز جالیوں میں تین ستون دکھائی دیں گے جو آدھے سبز جالیوں کے اندر اور آدھے سبز جالیوں کے باہر ہیں۔

ان تین ستونوں کے نام 'السریر، الحرس اور الوفود' ہیں۔ السریر سے الوفود کو جاتے ہوئے دیوار کا ایک حصہ خطِ مستقیم میں ہے لیکن آگے جا کر دیوار پھر وتر کا زاویہ بناتی ہوئی شمال مشرق کی طرف مڑ جاتی ہے اور پھر اپنے بالمقابل مشرق کی سمت سے وتر کے زاویے پر آنے والی دیوار سے شمال میں مل جاتی ہے دوسرے الفاظ میں قبلے یعنی جنوب کی جانب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بنائی

ہوئی بیرونی دیوار خطِ مستقیم ہے۔شمال میں کوئی بیرونی دیوار نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مشرق اور مغرب سے آنے والی بیرونی دیواریں وتر کے زاویے بناتے ہوئے آ کر مل جاتی ہیں مشرق اور مغرب کی سمت کی بیرونی دیواریں دو دو حصوں پر مشتمل ہیں اور ایک حصہ خط مستقیم میں اور دوسرا وتر کا زاویہ لیے ہوئے۔اس طرح جنوب کی سمت ایک دیوار ہے۔مشرق کی طرف دو دیواریں ہیں مغرب کی طرف دو دیواریں اور اسطرح پانچ دیواریں بن جاتی ہیں۔

گنبد خضرا کے نیچے شمال مشرق یعنی 'ریاض الجنۃ' کی جانب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا اور اس کے شمال مغرب میں اس کے بالمقابل حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا۔رسول کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے باہر شمال کی سمت تہجد ادا کرتے تھے۔جس کی وجہ سے یہاں سبز جالی کے پیچھے ایک محراب ہے جو 'محراب تہجد' کہلاتی ہے لیکن باہر سے نظر نہیں آتی اس محراب کے آگے دیوار کے ساتھ آج پیتل کی ایک دیدہ زیب منقش جالی لگی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ قرآن کے سیکڑوں نسخے رکھ دیے گئے ہیں۔اس منقش جالی کے عین سامنے وہ گزرگاہ ہے جو ایک طرف مشرق کی سمت باب جبریل اور دوسری طرف 'مغرب کی سمت' ریاض الجنۃ کو جاتی ہے اگر آپ 'باب جبریل' سے مسجد نبوی میں داخل ہوں جو ہر زائر کی ترجیح ہوتی ہے یہاں جنوب کی طرف 'قدمین شریفین' کا ایک مختصر سا زاویہ ہے جہاں ہر محبت والے کی تمنا ہوتی ہے کہ چند لمحات کے لیے قدمین شریفین میں بیٹھ کر حضور کی بارگاہ میں درود و سلام پیش کرے۔

چند گز بعد اس جگہ کے بائیں جانب پیتل کی یہ منقش جالی اور دائیں جانب قالینوں سے ڈھانپا ہوا ایک چبوترہ نظر آئے گا جسے بیشتر زائرین غلطی سے 'اصحاب صفہ' کا چبوترہ سمجھ کر اس پر جگہ حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں۔اولاً 'صفہ' کا مطلب

سائبان ہوتا ہے چبوترہ نہیں دوسرے وہ مقام جہاں دورِ رسالت مآب ﷺ میں آپ کے ساتھ ستر اصحاب صفہ بیک وقت قیام کیا کرتے تھے۔ وہ جگہ اس چبوترے سے چند گز آگے ہے اور اس جگہ کی اب کوئی شناختی علامت موجود نہیں ہے۔ موجودہ چبوترہ سلاطین ترکی کے دور میں مسجد نبوی کے محافظوں کے بیٹھنے کے لیے بنایا گیا تھا۔

۸۸۱ھ مطابق ۱۴۷۶ء میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کی چار دیواری اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تعمیر کردہ پانچ پہلوؤں والی دیواروں کو مرمت کی ضرورت پڑ گئی۔ علامہ سمہودی نے اس مرمت میں رضا کارانہ طور پر حصہ لیا تھا۔ وہ بتاتے ہیں۔

"چودہ شعبان ۸۸۱ھ کو پانچ پہلوؤں والی بیرونی دیوار کو مکمل طور پر گرانا پڑا۔ اسے گرا چکے تو دیکھا کہ اندرونی چار دیواری میں بھی دراڑیں پڑی ہوئی ہیں۔ چنانچہ اندرونی چار دیواری بھی مکمل طور پر گرانی پڑی۔ اب مقدس حجرہ ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ وہ شمال کی جانب قبلے کے مقابل سمت سے اندر داخل ہوا تو خوشبو کی ایک ایسی لپٹ آئی جو زندگی میں کبھی محسوس نہ ہوئی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے دونوں خلفاء کی خدمت میں ادب سے سلام پیش کیا۔ مقدس حجرہ مربع شکل کا تھا۔ اور اس کی چار دیواری کی تعمیر سیاہ رنگ کے پتھروں سے ہوئی تھی جیسے کعبے کی دیواروں میں استعمال ہوئے ہیں اس چار دیواری میں کوئی دروازہ نہ تھا میری پوری توجہ تین قبروں پر مرکوز تھی۔ تینوں قبریں سطح زمین کے قریباً برابر تھیں صرف ایک قبر سطح زمین سے تھوڑی سی بلند تھی۔ یہ غالباً حضرت عمر کی قبر تھی قبروں پر عام مٹی پڑی ہوئی تھی۔ میں کام میں مشغول ہو گیا مرمت میں ہاتھ بٹا تا رہا جو تین ہفتے میں سات شوال کو مکمل ہو گیا۔"

اس بات کو سوا پانچ صدیاں بیت چکی ہیں ان پانچ صدیوں میں اس کے بعد کوئی شخص اس مہر بند چار دیواری میں داخل نہیں ہوا آج کل بعض لوگ رسول کریم ﷺ کی قبر

کے فوٹو دکھاتے ہیں جوان کے کہنے کے مطابق گزشتہ صدی میں کسی شخص نے کسی طرح لے لیے اس فوٹو میں آپ کی قبر سطح زمین سے کافی اونچی اور چادروں سے ڈھکی ہوئی نظر آتی ہے سرہانے عمامہ نظر آتا ہے ہمیں اپنے قارئین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جس چاردیواری میں پانچ سو برس سے کوئی انسان داخل نہ ہوا ہو اور جہاں جنید و بایزید جیسے اولوالعزم اولیاء اللہ اپنے سانس روک کر زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہوں اور فرشتے سلام کرنے کے لیے جب جھکتے ہیں تو اپنے پر کی آواز تک نہیں آنے دیتے وہاں فوٹو کیسے لیا جاسکتا ہے؟ ان تصاویر کے سوداگر خواہ وہ یہ کام جہالت سے کر رہے ہیں۔ یا مالی منفعت کے لیے اپنی عاقبت کے لیے اچھا سودا نہیں کر رہے اور مصنوعی تصویریں بنا بنا کر لوگوں کی عقیدت سے کھیلتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی آرام گاہ میں ان دنوں بہت سے سربراہان مملکت جو پرلے درجے کے دین ناآشنا اور اسلام سے بیزار ہیں حاضری دیتے ہیں آج کل کی سعودی حکومت کے زیر سایہ روضہ پاک کی زیارت کے لیے اندر جاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حضور کی قبر منور کو دیکھ آئے ہیں۔ یہ سب دھوکا فریب اور غلط بیانی ہے۔ یہ بادشاہان وقت کو خوش کرنے کے لیے سعودی حکومت کی ایک ڈپلومیسی ہے ورنہ جہاں فرشتے سر جھکا کر حاضری دیں آج کل کے بدکردار اور اخلاق باختہ سربراہاں مملکت کس منہ سے اندر جا کر حاضری دیتے ہیں؟

قارئین 'جہان رضا' آپ فیروز الدین احمد فریدی صاحب کے ساتھ ایسے نورانی لمحات گزار چکے ہیں اور حضور ﷺ کی قربت کے انوار حاصل کر چکے ہیں۔ اب آپ اٹھیے اور میرے ساتھ چلیے صلوٰۃ وسلام پڑھیے اور یہ شعر کہتے ہوئے اجازت لیجیے۔

مشرف گرچہ شد 'جامی' زلطفش
خدایا ایں کرم باردگر کن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات وواقعات
اور حج وقربانی کا تذکرہ

گلشن ابراہیمی

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی
ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

جنت کی بشارت پانے والے دس صحابہ کا تذکرہ بنام

کرامات عشرہ مبشرہ

﴿زیر طبع﴾

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

وہی اول وہی آخر وہی قرآں
وہی فرقان وہی طٰہٰ وہی یٰسین

سب سے پہلے کون؟

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی
ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

علمائے اہلسنّت کی قید و بند کی صعوبتوں کا تذکرہ

علمائے اہلسنّت

کا

کردارِ عزیمت

﴿زیرِ طبع﴾

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

علمائے اہلسنّت کا نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت کا تذکرہ

علمائے اہلسنّت

کا

عشق رسول ﷺ

(زیر طبع)

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

غزالیٔ زماں کی ملکی وملی، دینی وسیاسی خدمات کا تذکرہ

حیات غزالیٔ زماں

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

غزالیٔ زماں کے علمی گوہر پاروں کا تذکرہ

غزالیٔ زماں
کا
طرزِ استدلال

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

غزالیٔ زماں کی روحانی کیفیات کا تذکرہ

کراماتِ کاظمی

ابوالناصر حافظ امانت علی سعیدی

ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ نوید سحر لاہور

ادارہ نوید سحر، لاہور

سخنِ جمیل

جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی کراچی

حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ پر بے شمار کتب ورسائل مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری وساری رہے گا، لیکن اس کے باوجود اہل عقیدت ومحبت اس موضوع پر مسلسل کام کر رہے ہیں، انھی میں سے ایک خوش نصیب عزیزم حافظ مولانا امانت علی سعیدی زید علمہ، بھی ہیں لیکن ان کا عنوان بالکل مختلف ہے یعنی ان کی کتاب کا نام خوشبوئے رسول ﷺ ہے کہ جس کے پیچھے چل کر صحابہ کرام پیارے آقا ﷺ کو تلاش کرلیا کرتے تھے اور جس دلہن کو رسول پاک ﷺ کا پسینہ مبارک لگا دیا جاتا تھا تو اس کی نسلوں سے بھی خوشبو آیا کرتی تھی آپ ﷺ کے جبہ مبارک کے ایک حصے کو دھو کر بیماروں کو پلایا جاتا تو اس کی برکت سے وہ شفایاب ہو جاتے تھے۔

احقر کی نظر سے حضور انور ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت مقدسہ پر کثیر کتب اور رسائل گزرے ہیں لیکن مولانا موصوف نے جس نام سے کام کیا ہے اس میں ندرت بھی ہے اور جدت بھی ہے۔عزیزم صوفی محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی زیدہ مجدہ کے توسط سے موصوف کی کتاب کا مطالعہ کیا۔احقر دل کی گہرئیوں سے حافظ مولانا امانت علی سعیدی صاحب زید مجدہ کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے وطفیل موصوف کو، ان کے اہل خانہ اور ان کے دیگر رفقاء کو صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم رکھتے ہوئے مزید تحریری اور تحقیقی کام کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہٗ

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی

بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ/۱۲ر نومبر ۲۰۱۶ء